Scan: http://www.new.dli.ernet.in/
PDF: http://www.KetabFarsi.com

ان من الشعر لحکمة و ان من البیان لسحرا

بعهد معدلت مهد جناب نواب شاهجهان بیگم صاحبه والیه ریاست بهوپال نسخه نور بخش قلب سلیم یعنی

تذکره طور کلیم

ابو الخیر سید نور الحسن خان صاحب سلمه الله تعالی

باهتمام و تصحیح تمام امیدوار رحمت یزدان علی احمد خان المتخلص صوفی سلمه الله المنان

در مطبع عام مفید آگره جلوه انطباع پذیرفت

فہرست فرع اول تذکرہ طور کلیم

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر	صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
	حرف الالف	۱۲	افسوس - میر شیر علی.....
۶	آتش - خواجہ حیدر علی لکھنوی	〃	افضل - میر افضل علی....
〃	آزاد - مرزا اعظم شاہ.....	〃	اکبر - اکبر خان دہلوی...
〃	آزردہ - مفتی صدرالدین خان دہلوی	〃	امیر - منشی امیر احمد لکھنوی..
۷	آشفتہ - مرزا رضا قلی اکبرآبادی	۱۶	انشا - انشاء اللہ خان مرشدآبادی
۸	آشفتہ - سید منور علی دہلوی..	۱۷	انور - سید شجاع الدین دہلوی.
〃	آشفتہ - گلاب سنگھ دہلوی..	〃	ایجاد - مرزا رحیم الدین....
〃	آشوب - میر امداد علی دہلوی.		**حرف بای موحدہ**
〃	آہی - عبدالرحمن.......	۱۸	بحر - شیخ امداد علی لکھنوی...
	الف مقصورہ	〃	برق - مرزا محمد رضا خان...
۹	اثر - سید محمد.......	〃	برکت - برکت علیخان خیرآبادی
〃	اثر - عبدالرزاق......	〃	بسمل - عبدالحکیم........
〃	احسان - حافظ عبدالرحمن خان دہلوی	〃	بقا - بقاء اللہ اکبرآبادی...
۱۰	احسن - مولوی محمد احسن بلگرامی -	۱۹	بلند - صفدر علی بیگ.....
〃	اختر - قاضی محمد صادق خان	〃	بیان - خواجہ احسان اللہ دہلوی
	ساکن ہوگلی نواح کلکتہ.....	〃	بیتاب - عباس علیخان رامپوری
۱۱	اسیر - مظفر علی خان لکھنوی -	〃	بیدار - میر محمدی دہلوی...
〃	اشک - قطب الدین.....	〃	بیمار - شیخ علی بخش ساکن آنولہ..

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر	صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
	حرف تاء فوقانی	۲۶	جودت - عبدالہادی ساکن قصبہ
۲۰	تاباں - میر عبدالحی جہان آبادی		نیوتنی ضلع لکھنو ......
//	تپش - مرزا جان دہلوی ...	۲۷	جوشش - شیخ محمد روشن عظیم آبادی
۲۱	تجلی - میر محمد حسن دہلوی		**حرف حاء مہملہ**
//	تسلیم - منشی انوار حسین سہسوانی	//	حالی - مولوی الطاف حسین پانی پتی
//	تسلیم - شیخ امیر اللہ فیض آبادی	۲۸	حسرت - مرزا جعفر علی دہلوی ..
//	تسکین - میر حسن دہلوی ...	۲۹	حسن - سید غلام حسن دہلوی
۲۲	تصویر - بتن دہلوی	//	حکیم محمد پناہ خان ......
//	تعشق - سید محمد دہلوی	//	حیا - مرزا رحیم الدین دہلوی ..
۲۳	تمنا - غیر معلوم مقیم کلکتہ	۳۰	حیران - میر حیدر علی ......
//	تمنا - اسحاق خان دہلوی ..		**حرف خاء معجمہ**
//	تنہا - محمد عیسیٰ دہلوی	//	خضر - مرزا خضر سلطان دہلوی
//	توقیر - عبدالقادر پنجابی	//	خلیل - میر دوست علی لکھنوی
	حرف ثاء مثلثہ	//	خلیل - محمد ابراہیم خان لکھنوی
//	ثاقب - نواب شہاب الدین خان دہلوی		**حرف دال مہملہ**
	حرف جیم تازی	۳۱	داغ - نواب مرزا خان دہلوی
۲۴	جرأت - شیخ قلندر بخش دہلوی ..	۳۵	درد - خواجہ میر دہلوی ....
۲۵	جلال - حکیم سید ضامن علی لکھنوی	۳۶	دیوانہ - رائے سرب سنگھ ....
۲۶	جلیل - سید جلیل احمد سہسوانی ..		**حرف ذال معجمہ**
//	جمیل - سید جمیل احمد سہسوانی ...	۳۷	ذوق - شیخ محمد ابراہیم دہلوی

صفحہ	نام شاعر وتخلص شاعر
	حرف رائے مہملہ
۴۴	راحت - مرزا محمود بیگ دہلوی
〃	راغب - شیخ غلام علی ......
〃	راغب - احمد حسین ....
〃	راقم - رای بندرابن ساکن متھرا
۴۵	رحمت - رحمت علی دہلوی ...
〃	رشک - میر علی اوسط لکھنوی
〃	رشکی - نواب محمد علی خان دہلوی
〃	رفعت - مرزا پیارے دہلوی
۴۶	رمز - فتح الملک بہادر ولیعہد بہادر شاہ دہلوی ....
〃	رنج - میر محمد نصیر محمدی دہلوی
〃	رند - سید محمد خان لکھنوی ...
۴۷	رنگین - سعادت یار خان دہلوی
〃	روشن - روشن شاہ بریلوی
	حرف زائے معجمہ
〃	زار - حافظ امام بخش تھانیسری
۴۹	زکی - شیخ مہدی علی مرادآبادی
	حرف سین مہملہ
〃	سالک - مرزا قربان علی بیگ حیدرآبادی

صفحہ	نام شاعر وتخلص شاعر
۵۰	سپہر - شتاب خان دہلوی
〃	سرور - مرزا رجب علی بیگ لکھنوی
۵۱	سرور - اعظم الدولہ نواب میر محمد خان دہلوی ....
〃	سکندر - خلیفہ محمد علی پنجابی ...
〃	سودا - مرزا رفیع ....
۵۴	سوز - محمد میر دہلوی .....
〃	سوز - مولوی عبدالکریم خلف حضرت صہبائی ....
۵۵	سید - میر غالب علیخان دہلوی
	حرف شین معجمہ
〃	شادان - مرزا حسین علی دہلوی
۵۶	شائق - خواجہ فیض الدین ساکن ڈہاکہ
〃	شرر - مرزا غیاث الدین دہلوی
〃	شرف - میر امام علی فرخ آبادی
〃	ششدر - مرزا روشن الدولہ
۵۷	شعلہ - علی رضا خان حیدرآبادی
〃	شکیبا - غلام حسین دہلوی ....
۵۸	شمس - میر آغا علی لکھنوی ...
〃	شمیم - میر قدرت علی سہسوانی

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
۵۸	شورش - غلام احمد دہلوی .....
//	شہرت - مرزا حاجی نبیرہ شاہ عالم بادشاہ
۵۹	شہیدی - منشی کرامت علیخان لکھنوی
۵۹	شہید - حافظ خا محمد خان رامپوری
۶۰	شیدا - میر جبو جان دہلوی ...
//	شیفتہ - نواب مصطفےٰ خان بہادر دہلوی
	حرف صاد مہملہ
۶۲	صابر - مرزا قادر بخش شہزادہ دہلی ..
۶۳	صادق - میر جعفر علیخان دہلوی ..
//	صبا - میر وزیر علی لکھنوی ....
//	صبا - منولال لکھنوی ......
//	صبا - منشی محمد صابر حسین سہسوانی .
۶۵	صفا - مرزا سعید الدین .....
//	صفا - پیرن شاہ دہلوی .....
//	صفدر - مرزا صفدر بیگ کرنالی .
//	صفدری - میر صادق علی .....
۶۶	صفیر - میاں جان دہلوی ...
	حرف ضاد معجمہ
//	ضابط - مہر علی دہلوی ......
//	ضاحک - میر غلام حسین دہلوی ..

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
//	ضیا - میر ضیاء الدین دہلوی ...
	حرف طاء مہملہ
//	طالب - مرزا سعید الدین خان دہلوی
۶۷	طرب - مولوی رحیم بخش تھانیسری
//	طرز - احمد حسین دہلوی .....
	حرف ظاء معجمہ
//	ظفر - ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ دہلی
۶۸	ظہیر - سید ظہیر الدین حسین دہلوی
	حرف عین مہملہ
۶۹	عارف - میر عارف علی ساکن امروہہ
//	عارف - نواب زین العابدین خان
۷۰	عرشی - امیر احمد حسین بہادر کلاں امیر الملک
	والاجاہ نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر
//	عرشی - منشی عبدالحی کاکوروی ...
//	عزیز - مولوی عبدالعزیز خلف مولانا صہبائی
۷۱	عزیز - محمد عبدالعزیز خیرآبادی ...
//	عشق - شاہ رکن الدین دہلوی ...
//	عشق - حکیم میر عزت اللہ خان ....
//	عشق - شیخ غلام محی الدین ساکن میرٹھ
	حرف غین معجمہ

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر	صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
۷۴	غالب۔ مرزا نوشہ اسد اللہ خان المخاطب بنجم الدولہ دبیر الملک نظام جنگ دہلوی	۸۰	قدرت۔ شاہ قدرت اللہ دہلوی
		؍؍	قسمت۔ نواب شمس الدولہ دہلوی
۷۵	غضنفر۔ غضنفر علی خان لکھنوی ۔۔	۸۱	قلق۔ امجد علی لکھنوی ۔۔۔۔۔
؍؍	غمگین۔ میر عبد اللہ شاہجہان آبادی	؍؍	قلندر۔ شاہ قلندر ۔۔۔۔
	حرف الفاء	؍؍	قمر۔ قمر الدین نائب غازی الدین حیدر بادشاہ لکھنو ۔۔۔۔۔۔۔۔
۷۶	فاخر۔ مرزا جھنگا دہلوی ۔۔۔۔		
؍؍	فاخر۔ منشی محمد فاخر حسین سہسوانی۔	؍؍	قمر۔ قمر الدین خان اکبرآبادی۔
؍؍	فدا۔ مرزا بلند بخت شہزادہ دہلی	؍؍	قناعت۔ مرزا غلام نصیر الدین دہلوی
؍؍	فدا۔ فدا حسین خان لکھنوی ۔۔۔	۸۲	قیس۔ مرزا محمد علی بیگ لکھنوی۔
؍؍	فراق۔ حکیم ثناء اللہ خان ۔۔۔۔	؍؍	قیصر۔ مرزا خدا بخش دہلوی ۔۔۔
۷۷	فروغ۔ محمد عمر سلطان دہلوی ۔۔۔		**حرف کاف تازی**
؍؍	فصیح۔ مرزا جعفر علی لکھنوی ۔۔۔	؍؍	کامل۔ مرزا ناصر الدین دہلوی
؍؍	فغان۔ اشرف علیخان عظیم آبادی	؍؍	کرم۔ شیخ غلام ضامن ساکن کرتانہ
؍؍	فیض۔ میر فیض علی لکھنوی ۔۔۔۔	۸۳	کلیم۔ میر محمد حسین دہلوی ۔۔۔۔
؍؍	فیض۔ فیض الحسن سہارنپوری	؍؍	کلیم۔ سید نور الحسن خان ابن امیر الملک والاجاہ
	حرف القاف		نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر
۷۸	قابل۔ مرزا علی بخش شاہزادہ دہلی	۸۵	کوثر۔ مرزا مہدی لکھنوی ۔۔۔۔
؍؍	قاسم۔ سید قاسم علیخان لکھنوی	۸۶	کیف۔ شیخ فضل احمد لکھنوی ۔۔۔
؍؍	قاسم۔ حکیم میر قدرت اللہ خان دہلوی		**حرف کاف پارسی**
۷۹	قائم۔ شیخ قیام الدین چاندپور ضلع مرادآباد	؍؍	گویا۔ حسام الدولہ نواب فقیر محمد خان لکھنوی

۱۴۳

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
	حرف اللام
۸۷	لطف - مرزا علی دہلوی .....
	حرف المیم
〃	ماہ - مرزا عنایت علی بیگ لکھنوی
〃	ماہر - مرزا جمعیت شاہ دہلوی ..
۸۸	مائل - میر مہدی دہلوی .....
〃	مائل - میر عالم علی خان سہسوانی
〃	مادہو رام ساہوکار فرخ آباد ..
۸۹	مبین - حافظ غلام دستگیر ...
〃	مجروح - میر مہدی حسین دہلوی ..
〃	محبت - نواب محبت خان شہباز جنگ رئیس کٹیر ....
〃	محمود - حافظ محمود علیخان ...
۹۰	محنت - مرزا حسین علی دہلوی -
۹۰	مخبر - محمد احسان اللہ دہلوی ..
۹۰	مرہون - مرزا علی رضا دہلوی ...
۹۰	مسرور - نواب غلام حسین خان بہادر دہلوی
〃	مشتاق - لالہ بہاری لال دہلوی .
۹۱	مشیر - حافظ قطب الدین دہلوی
〃	مصحفی - غلام ہمدانی ساکن امروہہ
۹۲	مظہر - مرزا جان جاناں .....
۹۳	معروف - نواب الٰہی بخش خان دہلوی
۹۴	معین - معین الدین دہلوی
۹۵	ممنون - میر نظام الدین ملقب بہ فخر الشعرا استاد اکبر شاہ بادشاہ دہلی ..
۹۶	منت - میر قمر الدین مخاطب بہ ملک الشعرا سونی پتی ....
〃	منتظر - نور الاسلام لکھنوی ...
〃	منشی - میر محمد حسین دہلوی ...
〃	منیر - سید اسمعیل حسین شکوہ آبادی
۹۷	مومن - حکیم مومن خان دہلوی ..
۱۰۱	مونس - سید اعظم حسین ...
〃	مہجور - نقشبند خان خلف نواب مصطفےٰ خان
۱۰۲	مہر - مرزا حاتم علی لکھنوی ....
〃	میر - میر تقی اکبر آبادی .....
۱۰۷	میکش - ارشاد احمد دہلوی -
	حرف النون
۱۰۸	ناسخ - شیخ امام بخش لکھنوی ..
۱۰۹	ناظم - نواب یوسف علیخان بہادر والی رامپور ....

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر	صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
۱۱۵	نثار۔ محمد امان دہلوی۔۔۔۔	۱۲۶	وحشت۔ مولوی حافظ رشید النبی
〃	ناسخ۔ ابو محمد عبد الغفور۔۔۔۔	〃	وزیر۔ خواجہ محمد وزیر لکھنوی
۱۱۶	نسیم۔ اصغر علیخان دہلوی۔۔۔	〃	وقار۔ رائے کشن کمار تعلقہ دار
〃	نصیر۔ شاہ نصیر الدین دہلوی		مراد آباد۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۱۱۷	نطق۔ مقصود احمد کاکوروی۔۔		**حرف الہاء ہوز**
〃	نظام۔ نظام شاہ رامپوری۔۔	۱۲۷	ہدایت۔ ہدایت اللہ خان دہلوی
〃	نواب امیر الملک والاجاہ نواب سید	〃	ہوس۔ مرزا محمد تقی خان فیض آبادی
	محمد صدیق حسن خان بہادر۔۔۔۔		**حرف الیاء**
۱۱۸	نواب کلب علیخان بہادر والی رامپور	〃	یاس۔ حافظ حفیظ الدین دہلوی
	حرف الواو	۱۲۸	یاس۔ خیر الدین دہلوی۔۔۔۔
۱۲۵	وحشت۔ میر غلام علیخان مراد آبادی	〃	یقین۔ انعام اللہ خان دہلوی

فہرست فروغ دوم تذکرہ طور کلیم

۱	شیخ شاہ محمد بن شیخ معروف فرملی	۱۲۲	ایضاً از منشی امداد علی سہسوانی۔۔
۹	سید نظام الدین متخلص بہ مدہنایک	〃	ایضاً از منشی شاکر حسین شاکر۔۔
۱۳	دیوان سید رحمت اللہ۔۔۔۔۔	〃	ایضاً از ابو النصر سید علی حسن خان متخلص بہ سلیم
۲۵	میر عبد الجلیل بلگرامی۔۔۔۔۔۔	۱۲۳	ایضاً از منشی صابر حسین صاحب صبا
۲۹	سید غلام نبی۔۔۔۔۔۔۔	〃	ایضاً از منشی سید جمیل احمد سہسوانی
۸۷	سید برکت اللہ متخلص بہ پیمی۔۔	〃	ایضاً از مولوی عبد الباقی سہسوانی
۱۲۰	خاتمۃ الطبع از افتخار الشعراء محمد خان شمیم	۱۲۴	ایضاً از منشی فدا علی متخلص بہ فارغ
۱۲۱	قطعہ تاریخ از نواب مرزا خان داغ	۱۲۵	ایضاً از محمد ابراہیم متخلص بہ خلیل
〃	ایضاً از سید جمیل احمد سہسوانی۔۔	〃	نثر خاتمہ بطرز تقریظ از احمد خان صوفی
〃	ایضاً از سید قدرت علی شمیم سہسوانی		مہتمم مطبع مفید عام آگرہ۔۔۔۔

ان من الشعر لحکمة و ان من البیان لسحرا

بعهد معدلت مهد جناب نواب شاهجهان بیگم صاحبه والیه ریاست بهوپال نسخهٔ نوربخش قلب سلیم

تذکرهٔ طور کلیم

ابو الخیر سید نور الحسن خان صاحب سلمه الله تعالی

باهتمام و تصحیح تام امیدوار رحمت یزدان علی محمد خان المتخلص صوفی سلمه الله المنان

در مطبع عام مفید آگره جلوهٔ انطباع پذیرفت

بسم الله الرحمن الرحیم

کاسه‌لیس سخن‌آرایان نغزگفتار **کلیم** هیچمیرز شایسته آن دید که آغاز این نامه را
بسپاس مواهب جمیله خداوند آسمان وزمین صورت بخش معنی آفرین دانش پیراے
بینش افزاے بیاراید و بستایش گزین فرخشور گرامی ستور برترین پایه بزرگ‌سرانقش
پسین نور اولین جاودانی سعادت گرد آرد صلی الله علیه وآله وصحبه وسلم اما این
دامن زیر سنگ رانه پایاب آن داده اند و نه نیروے این بخشیده جائیکه عقاب
پر بریزد از تشنه لاغری چه خیزد سخن مختصر کنیم و عنان بسوے دیگر برتابیم روشن باد
که دل هوس پیما آرزو میکرد تا پاره از اندیشهاے آسمان پیماے قافیه سنجان ریخته
آراے بشیرازه جمعیت درکشد و خوشترین سرمایه ذوق فراهم آرد همانا بقلاورزی
بخت وتنومندی همت آن آرزوے دیرینه بال کشائش گشادن گرفت دیوانها
بخود کشیدم و تذکره‌ها بهم رسانیدم خامه در دست گرفتم و در روش انتخاب گزیدم هنوز
این نقش چنانکه شاید بکرسی ننشسته بود که تحریک احباب و تقاضاے اصحاب بزم
آورد که پایان این تذکره که مسمے به **طور کلیم** است برافکار نغمه سرایان هندی

زبان کرده آید که هر بیت را گنجینهٔ معانی توان گفت و خزینهٔ مضامین توان سنجید همانا بر دو فروغ آنرا مشتمل کردیم **نخستین فروغ** نظر افروز نظارگیان است بخاطر فریبیهاے اشعار ریخته آرایان **فروغ دوم** نظاره سوز ژرف نظران ست بدلکشیهاے افکار نغمه سرایان هندی زبان؂

نخستین فروغ

مخفی مباد که موجد زبان ریخته **ولی** را گفته اند که ولی الله نام داشت و بعضے ولی محمد گفته اند در زمان بادشاه عالمگیر از اولاد شاه وجیه الدین گجراتی رح بود وتحقیق آنست که قبل وے نیز از شعرا بوده اند در دکن امّا تا زمان وے دیگرے برتبه اش نرسیده و موجد گفتنش را علت همین باشد از زبانیکه او دارد تا زبانیکه درین زمان رایج است خیلے تفاوت است اما بهرحال حق اوستادیش بر جمیع ریخته سنجان ثابت است و عدول بعید از عدل اما کتبهٔ نواب محمد مصطفی خان المرحوم الدهلوی المتخلص شیفته آورا دیوانیست قطع نظر از محاورات مضمون مناسب می یابد فاسمع و کن من الشاکرین ؎

جنون عشق ہوا اسقدر زمین کو محیط
کہ پارسا کو ہوئی موج بوریا زنجیر

خط کے آنے نے خبردار کیا گلرو کو
نشهٔ ہوش ہے اس بادہ حیرانی مین

هرگاه زبانش رواجی پذیرفت و هنجار روے پیدائی گرفت سخن سنجان تقلید وے پیش گرفتند همچو میر معز موسوی خان فطرت و میرزا عبدالقادر بیدل و میرزا عبدالغنی بیگ قبول بهرکیف اوائل عهد محمد شاه بادشاه و سنه ۔۔ و صد و یازده صد بود که دیوان ولی از دکن در شاهجهان آباد رسید و غازهٔ اشتهار بر رو کشید استعداد

پیوندان همت برگماشتند و روش ولی را تازگی باداد ندازمشاهیران عهد آبرو ست
و سجاد و پیام و ناجی و زکی و حاتم ٭

آبرو نامش نجم الدین ست المعروف بشاه مبارک دہلوی از اولاد محمد غوث گوالیاری رح بود و با خان آرزو نسبت تلمذ و رابطۂ قرابت داشت بصنعت ایہام مائل بود در عہد محمد شاہ وفات یافت او راست ؎

سر سے لگا کے پاؤن تلک دل ہوا ہون مین		یان تک تو فن عشق مین کامل ہوا ہون مین
کون چاہیگا گہر بسی تجہکو		مجہہ سے خانہ خراب کی سی طرح

سجاد میر سجاد اکبر آبادی خلف میر محمد اعظم از تلامذۂ آبرو ست ہنگام ورود دہلی بزم مشاعرہ می آراست از وست ؎

رات اور زلف کا یہ افسانہ		قصہ کوتہ بڑی کہانی ہے

پیام شرف الدین علی خان اکبر آبادی از مشاہیر شعراء فارسی بود ؎

دلی کے کج کلاہ لڑکون نے		کام عشاق کا تمام کیا
ایک عاشق نظر نہین آتا		ٹوپی والون نے قتل عام کیا

ناجی محمد شاکر دہلوی در ۱۱۶۶ از جہان رفت و دیوانے یادگار گذاشتہ با صنعت ایہام رغبتی داشت ؎

تری نگاہ کی حسرت سے ای کمان ابرو		ہمارے سینہ مین تو دہ ہوا ہی تیرونکا

زکی جعفر علیخان دہلوی از امراے شاہ عالم بادشاہ ؎

سنکے احوال مرا ناصح مشفق نے زکی		ہاتہہ سے ہاتہہ ملے حیف سی سینہ کوٹا

حاتم شاہ حاتم نامش شیخ ظہور الدین مرد سپاہی پیشہ نیک اندیشہ بود مرزا رفیع سودا از شاگردان اوست در آغاز حال بروش دکنی حرف میزد پس ہنجار پسینان گرفت زاید بر صد سال زندگانی کرد ؎

ہجر کی زندگی سے موت بھلی	کہ جسے سب کہین وصال ہوا
تم تو بیٹھے ہوئے یہ آفت ہو	اوٹھہ کھڑے ہو تو کیا قیامت ہو
ہیچو داس دورمین ہین سب حاتم	اندنون کیا شراب سستی ہے

مخفی مباد درین گروہ حاتم کلامی فصیح تر دارد اما کسے از ینہا محاورات قدیمہ را ترک نگفت سپس مرزا مظہر و میر درد و میر تقی میر و میرزا سودا و جعفر علی حسرت و قلندر بخش جرأت و مصحفی و انشا و میر حسن و شاہ نصیر زمانا بعد زمان زبان ریختہ را صفائی دادند کہ از تلاحق افکار شانی دیگر یافت آخر الامر از دہلویان مومن خان و شیخ ابراہیم ذوق و میرزا غالب و از ارباب لکھنو شیخ امام بخش ناسخ و خواجہ حیدر علی آتش زمین شعر را بآسمان بردند و تصرفہاے شایستہ بجا آوردند و کار این اوستادان در ضمن تذکرہ رقم خواہد پذیرفت اینجا کشف حقیقت کار منظور بود پس پوشیدہ نماند کہ آئین انتخاب ما آنست کہ ہر شعر کہ از دیدہ بدل فرورود چون در مکنون در سلک بیان کشیم و این فرو ہیدہ متاع از ہر کجا کہ بچنگ در آید بمسرت تمام بہ گیریم عام از آنکہ از دکان گرانمایگان باشد یا از کالاے بے بضاعتان چہ مدعا از نیکوئی متاع است نہ نظر بپایہ خداوندش اما جائے چند بینی کہ آئین نگاہ نداشتیم و قطع نظر از رطب و یابس کردیم آنرا سببے بودہ باشد مثلاً اشعار سرب سنگھہ المتخلص بہ دیوانہ در خور انتخاب نبود غرض آن نیست کہ اورا کلام دلچسپ نبودہ باشد بلکہ آنچہ ما یافتیم مطبوع بطبع نیفتادہ لیکن از انجا کہ اوستاد جرأت و از مشاہیر شعرا بود ناچار از غث و سمین درگزشتیم و آنچہ بہم رسید برنگاشتیم و علی ہذا القیاس ہر جا کہ از ذاق افتادہ شعری بینی وجہے داشتہ باشد گرد آوردن جمیع وجوہ طولے داشت بر قصور فہم منتخب حمل نیفتند معہذا ـہ

بہ پیر میکدہ گفتم کہ چیست راہ نجات	بخواست جام می و گفت عیب پوشیدن

الف ممدوده

آتش خواجه حیدر علی از گرامی قافیه سنجان لکهنو ست و مصحفی اوستاد او زندگی زیست و آزادانه بسر برد سنه ۱۲۶۳ ہجری از کشاکش آخشیجان وارست دو دیوان دارد شعرے چند از تذکرہا بر داشته آمد خیلے خوش گفته است ؎

آئے بھی لوگ بیٹھے بھی اوٹھ بھی کھڑے ہوئے
مین جا ہی ڈھونڈتا تیری محفل مین رہگیا

چھوڑتا میرے گریبان کو نہین دست جنون
کیا یہہ اسکو کسی محبوب کا دامن سمجھا

چال ہے مجھ ناتوان کی مرغ بسمل کی تڑپ
ہر قدم پہ ہے گمان یان رہگیا وان رہگیا

کوچۂ یار مین سایہ کیطرح رہتا ہون
در کے نزدیک کبھی ہون کبھی دیوار کے پاس

اسے جان کی برابر ہم تمہین نے رکھا ہی
ہماری قبر پر رویا کریگی آرزو برسون

آزاد مرزا اعظم شاه نبیرۂ مرزا سلیمان شکوہ این چند بیت از وست و نیکوست ؎

تمہارا جذبۂ الفت جو لیجائے تو لیجائے
وگرنہ کام کیا ہم بیخودون کا روز محشر مین

وہ بن سنور کے ترا بیٹھنا وہ شرمانا
وہ دیکھہ آئینہ کہنا کہ دیکھنا مجھکو

یہہ تو کہئے کہ ملیگا تجھے مرقد مین تو چین
یا وہان بھی ہے کوئی فتنہ اوٹھانا باقی

آزرده حقایق آگاه معارف دستگاه جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول مغز فصاحت عنصر بلاغت مفتی محمد صدر الدین خان بهادر صدر الصدور دہلی علیه الرحمة از شاه عبد العزیز و شاه رفیع الدین رح دہلوی استفاضه داشت و از مولوی فضل امام پدر مولوی فضل حق خیرآبادی استفاده میکرد نزد انش پیام مرزا دارا از اساتذۂ پدر من بود کسے را از علماے دانش آگاه و فضلاے

آگہی پیوند ندیدہ باشی کہ سخن را بدین خوبی بر کرسی نشاندہ باشد در ہر زبان سادہ پرکار حرف میزند ہم در ریختہ و پارسی سخن دلکش میگذارد و ہم بلہجۂ تازی نسخۂ سامری می طراز د حضرت آزردہ و میرزا غالب و مومن خان و جناب شیفتہ ہمصحبت بودہ اند و بایکدیگر پیوند استوار داشتہ

یہ کہکے رخنہ ڈالیے اونکی نقاب مین
اچھے برے کا حال کھلے کیا حجاب مین

مین اور ذوق بادہ کشی لیگئین مجھے
یہ کم نگاہیان تری بزم شراب مین

پُرزے پُرزے نکرو نامہبران دیکھے
یہ بھی چھاتی سے لپٹنا ہے کہ منظور ہین

کاش مقبول ہو دعا سے عدو
کیا کرون وہ بھی مستجاب نہین

اوسی کی سی کہنے لگے اہل حشر
کہین پرسش داد خواہان نہین

آنکھون سے دیکھکر تجھے سب ماننا پڑا
کہتے تھے جو ہمیشہ چنین ہے چنان نہین

ملنا ترا یہ غیر سے ہو بہر مصلحت
ہمکو تو سادگی سے تری یہ گمان نہین

اے دل تمام نفع ہے سودائے عشق مین
اک جان کا زیان ہے سو ایسا زیان نہین

تحقیق ہو تو جانو کہ مین کیا ہون قیس کیا
لکھا ہوا ہے یون تو سبھی کچھ کتاب مین

دل نے ملادین خاک مین سب وضعداریان
جون جون رکے وہ ملنے ستے ہم بیشتر ملے

باہم ملاپ تھا یہ ترے دور حسن مین
یہ رسم اوٹھ گئی کہ بشر سے بشر ملے

کامل اس فرقۂ زہاد سے اوٹھا نہ کوئی
کچھ ہوئے تو یہی رندان قدح خوار ہوئے

آشفتہ مرزا رضا قلی فرزند محمد شفیع اکبرآبادی استفادۂ سخن از میر سوز داشت و انجمن مشاعرہ می آراست طب نیکو میدانست

دم آخر جو ہچکی آئی تھی
وہ فراموشکار تھا دل مین

بجائے اشک نکلتے ہین پارہ ہائے جگر
تمہارے جی مین تمہارا رمان دیکھتے جاؤ

اپنے کے ہوتے بھلا غیر کو صدقہ تو نکر
ہم بھی جی رکھتے ہین پیارے تری قربان گئے

آشفتہ سید منور علی پور سید علی نواز رضوی از سادات بارہ دہلوی مولد ست فن طب از پدر تسک والا پایہ غلام حیدر خان دہلوی برگرفت و سخن بر مومن خان و حضرت شیفتہ گزرانید ہ

پرسشِ حال نے پھر یاد دلائی اونکی	گور مین بھی پس مردن نہ کچھ آرام آیا
ہم وحشیونکا گھر ہے کہ لڑکونکا کھیل ہے	دن مین ہزار بار بنا اور بگڑ گیا
عاشق کو لطف سے ہی فزون لطف جور میز	یہ غیر کی سزا ہے ہماری سزا نہین
ہے جلاد کی سادگی مین بھی شوخی	میرے خون کو رنگ حنا جانتا ہے

آشفتہ گلاب سنگھ از باشندگان دہلی در عشق زنے گرفتار بود آخر الامر سر خود بریدہ و از جہان رفت ہ

اسی غم نے رولایا زندگی بھر	کہ تجھکو بولنا ہنسکر نہ آیا
ہاے یہ غیرون سے کہنا اوسکا رگ رگ کر اب	مجھکو مت چھیڑو کہین آشفتہ یان آجائیگا

آشوب میر امداد علی خان فرزند میر روشن علیخان فروغ تلمیذ میر ممنون از سادات بود و آبا و اجداد او را خطاب خانی سرمایہ مباہات در دہلی نشو و نما یافتہ رفتار اوستاد خویش دارد ہ

گنہ کے بوجھ سے محشر تلک پہنچ نہ سکے	اسی مین پردہ رہا ہم گناہگارونکا
پاس آلودگی دامن قاتل نہ گیا	کسقدر ذوق تپیدن ہے پشیمان ہونین

آہی میر عبد الرحمن فرزند میر تسکین نظر کردہ حضرت صہبائی است ہ

ہے غلط دھوم کہ نکلا تھا وہ گھر سے باہر	شہر مین چاک کسیکا تو گریبان ہوتا
تمہارے حسن مین گرمی نہین ہے	اگر ہووے تو وا بندِ قبا ہو
واعظا خلد سے لا خانہ خمار مین رکھ	قدر دان مے کی ہے جس جا کوئی مئخوار ہے

الف مقصورہ

اثر سید محمد میر کہین برادر خواجہ میر درد علیہما الرحمہ بارسی آگہی آشنا و از معنوی دانش آگاہ افکارش خاطر نشان و اشعارش دلنشین دیوانے و مثنوی گزاشت ؎

دوست ہوتا جو وہ تو کیا ہوتا
دشمنی پر تو پیار آتا ہے

آپ ہی نہ جل بجھے نہ کہہ اوس دلمین راہ کی
اسیر کہین گے آہ کہ ہمنے بہی آہ کی

ہمین حیرت ہے آپ ہی مجہکو کیا دوین جواب کا
کہ تجہ بن اب تلک کس طرح ہمنے زندگانی کی

پہر کہین کچہہ تو ہے تحقیق سی کیا کام مجہے
یون تو ناحق نہین دیتے ہین دشنام مجہے

اثر عبد الرزاق پسر عبد الرحمن تمنا از تربیت یافتگان مولوی صہبائی ؎

ترا ہر ایک سے ملنا جت و فا دشمن
کرے گا دیکہیے کس کس سے آشنا مجہکو

ایک دن فاتحہ پڑہتا تہا کسی قبر پہ وہ
حیلہ اک اور بہی باقی ہے سوم دیکہیے

احسان حافظ عبد الرحمان خان دہلوی بر عہدۂ مختاری سرکار مرزا فرخندہ بخت نامزد بود و بصنائع لفظیہ خیلے گرایش داشت و با اینہمہ سخن سادہ پرکاری گفت در ۱۲۶۲ ازین خاکدان رخت بربست ؎

مین تو اوس نوجوان پہ غش ہون
ہائے عالم تری جوانی کا

یہ شام ہجر آئی آفت زدہ کہان سے
ہو روسیاہ ایسے ناخواندہ میہمان کا

کہان وہ گریہ وہ نالہ وہ جان لب پہ رہنا
کرے کا کام ہمیشہ بنا نہین رہتا

ہماری جان پہ گرتی ہے برق غم ظالم
تجہے تو سہل سا ہے شغل مسکرانے کا

پہر اعدم سے کوئی اب تلک نہ آگتا کر
خدا ہی جانے وہان ہین فراختین کیا کیا

کہے کیا کیون طفل اشک اپنے گلے کے ہار ہین
اسن بانہ کے تو کچہ لڑکے ہی ناہموار ہین

بہت دور ہے اپنے نزدیک تو بھی / تجھے یاد کافر بہانے بہت ہین
کشش دل کی ہی کام آتی ہے ورنہ / فسون سیکڑون ہین فسانے بہت ہین

احسن مولوی محمد احسن خلف منشی محمد احمد بلگرامی الاصل وصفی پوری الوطن ولادتش در سنہ ۱۲۴۴ واقع شدہ ونسبش تا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میرسد امروز در بھوپال بسلک اعزہ منسلک است وبہر تعلیم کہین برادرم مامور در حسن تعلیم نا آشنایان پارسی معروف است از تالیفات اوست ارژنگ فرہنگ کارنامہ فرہنگ آئینہ حسن تحفہ صدیقیہ وصحیفہ شاہجہانی ولغات شاہجہانی ومصطلحات شاہجہانی نشاتش در بنگالہ غازہ شہرت بر رو دارد وسخن در ریختہ کمتر گفتہ است و در پارسی بیشتر دیوان پارسی صولت عظیم آبادی کہ از تلامذہ اش بود دیدہ ام طبع ہموار داشت ہ

نہ گئے سر شوریدہ کی ہم چارہ گری / اپنے سر پہ نہین لینے کے ہم احسان اپنا
اثر دیکھو شہیدان محبت کی تواضع کا / نکلتا ہے میرے سینہ سے تیر اسکا کمان ہوکر
تن کا یہ نقشہ کہ ہل سکتا نہین جون نقش پا / دلکی وہ حالت کہ سو سو بار اوچھلا جائے ہے
گمان ذوق کرم تو نہ کر خدا کے لیے / وفا مین کرتا ہون ظالم تری جفا کے لیے
ہمارا تذکرہ لازم ہے قیس کے مابعد / خبر ضرور ہے جس طرح مبتدا کے لیے
وہان بھی ناز سے تم میرا خون بہا دینا / کرون مین حشر مین دعوی جو خونبہا کے لیے
یہ سر کہ بار گران ہے بدوش جان احسن / لگا رکھا ہے کسی تیغ آزما کے لیے
دیر تک ٹہیرے وہ پس کشتن / بدگمانی کا مجہ پر احسان ہے

اختر قاضی محمد صادق خان از قاضی زادگان ہوگلی نواح کلکتہ از غازی الدین حیدر پادشاہ لکھنؤ خطاب ملک الشعرا یافت پس از غدر ہندوستان جامہ گذاشت از تالیفات اوست صبح صادق ونور الانشا ومحامد حیدریہ ونقود الحکم وتذکرہ

آفتاب عالتاب در دیوان پارسی و ریختہ ہ

جان دی ہمنے ہوئی تب غم ہجر انسے نجات	عقلا اسلیئے کچھ چیز لگا رکھتے ہین

اسیر منشی مظفر علی خان لکھنوی ارشد تلامذہ مصحفی در سایہ عطوفت فرمانروا رامپور بسر می برد پیشتر در عہد واجد علی شاہ بادشاہ اودہ مورد مکارم خسروانی بود و بہ تدبیر الدولہ مدبر الملک میر مظفر علی خان بہادر بہادر جنگ مخاطب در فارسی نیز دستگاہے دارد و در ریختہ او را دیوانہاست سخنور ریختہ گوست واین چند بیت ازوست ہ

ثابت اپنا نہوا خون کسی پر دم حشر	ناز نے غمزہ پہ غمزہ نے ادا پر رکھا
سوے قاتل کو جو چلتا ہون تو سایہ در کر	پوچھتا ہے لیے جاتے ہو کہان تم مجھکو

اشک قطب الدین نام از تلامذہ داغ دہلوی است خیلے خوش گفتہ ہ

خوف رنجش نہ کچھ اندیشہ بیداد آیا	لکھدیا خط مین او نہین وقت پہ جو یاد آیا
چرخ کی چال زمانہ کا طریقہ سیکھو	ہے یہی شرم تو کب شیوہ بیداد آیا
دلمین مرے رہا دل دشمن کو چھوڑ کر	تیر نگاہ یار بہی ہے آبرو پسند
کہتے ہین مجھ سے صرف یہ ہیچ تو مول لین	دل ہے پسند دل کی نہین آرزو پسند
میری قسمت مین خوشی کب تہی بجز رنج والم	مین تو کہتکا تہا و ہین اپنا مقدر دیکہکر
خاکساری جو ہٹانے سے لگا دے مجھکو	تو رہون چین سے خاک در جانان ہوکر
ادا کہتی ہے مین لون ناز کہتا ہی کہ مین لیلون	ابہی سودا نہین دل کا خریدارونکی باتین ہین
ملائی جائیگی اوس بت کی صورت حور وغلمان سے	بڑا موقع تو ہی یہ دیکہئے رہان ہم ہی ہوتے ہین
دل اوسی فتنہ گر کا بہروسے ہے	فتنہ بچتا ہے جسکے دامن سے
خبردار اسکو چین آنے نہ دینا	قسم لی اوس نے میرے ہمنشین سے
بزم دشمن مین مجھکو رہنے دو	چاہیے اک بُرے بہلے کے لیے
اوسکی محفل کی دیکھنا تہذیب	بات کا انتظام ہوتا ہے

اے جہنم اگر کمی کچھ ہو
ہم سے لینا عذاب فرقت کے

افسوس میر شبیر علی خلف میر مظفر علی نسبتش تا امام جعفر رضی الله عنه منتهی میشود مرزا جوان بخت را همدم خیر سگال بود و میر حیدر علی حیران را تلمیذ رشادت پیوند در آخر ایام عهدهٔ انشا ر کالج کلکته یاد و بازگشت ه

دیکھتے ہی اوسے حاضر ہوئے مرجانیکو
وہی احباب جو یان آئے تھے سمجھانیکو

افضل میر افضل علی فرزند میر قاسم علی قاسم از پدر خویش بہرهٔ سخن برداشت ه

دل سے شکوه زبان تک آکر
بن گیا شکر آپ کے ڈر سے

کیا مزا ہو جو وه دربان سے اپنے کہدین
کوئی یان آنے نپائے مگر افضل آئے

اکبر اکبر خان کہین برادر شیفته دہلوی از مومن خان باستفاضه پرداخته نیکو سنجیده است ه

ہوا نہ شوق سے اوس کوچہ مین گذر اپنا
ہمیشہ پیچھے رہا ہم سے نامہ بر اپنا

ہم تو یون ہی اگر تم جو خفا ہو تو خوش ہو
آئے نتھے طلب سے کہ رخصت کیا چلے

امیر منشی امیر احمد کہین فرزند مولوی کرم احمد لکھنوی نسبتش تا حضرت شیخ مینا قدس سره میرسد زانوئے ادب پیش منشی مظفر علی اسیر ته کرده امروز به اوستادی زمان فرمائے رامپور سرفراز است از تالیفات اوست مرآة الغیب گوہر انتخاب محامد خاتم النبیین مضامین دل آشوب مجموعه واسوختها و قصاید و بعض مثنویات مشتمل نور تجلی و ابر کرم و مسدسے نعتیه مسمی به ذکر شاه انبیا و سرمهٔ بصیرت از گرامی سخن سنجانست و نامی اوستادان گفتار خود انتخاب کرده نزد نامه نگار فرستاده ذوقها که بخشید نتوان گفت ه

اسقدر ہے دراز ہجر کی رات
پر تڑپنے سے جی نہیں بھرتا

نوجوان لوگ کیا نہین کرتے
دل لگایا تو کیا گناہ کیا

وہ آئے کھینچ کے تلوار سبکو شاد کیا
امیر آج بہت ہم نے تمکو یاد کیا

غم اوسکا حسرتون سے پوچھتا ہے تیر سینہ مین
کہان ہے وہ جو دل نام اک یہان بیمار رہتا تھا

لاکھون اوس لیلی کے دیوانے تھے اونمین عشق نے
ایک مشتِ استخوان کا نام مجنون رکھدیا

بہا خون ہوکر جو ٹھوکر سے بولے
مصیبت کا مارا یہہ دل تھا کسیکا

چلے جو آج بتانے تری گلی کی راہ
مین آج خضر سے بھی سخت بدگمان ہوا

عشق کے نام سے معشوق کو ہوتا ہی گریز
جی مین ہی آج سے عاشق ہون شب وقت بیہ

ڈر اوس حشر کی فریاد سے تو کہتے ہین
ہمارے آگے تمہاری دہان سنیگا کون

ہمکو دیکھا تو غیر سے بولے
آپ ہی مجھکو پیار کرتے ہین

عمر کو سارا زمانا گذران کہتا ہے
دن جدائی کا مگر عمر مین محسوب نہین

روتے ہین ترے مریض پہرون
چھاتی سے لگاکے درد دل کو

روز آنے کو جب کہا بولے
اک تمہین مجھکو پیار کرتے ہو

کرتے تو ہو امیر سوال اوس سے حشر مین
اور اوسکو گر جواب نہ آیا تو پہر کہو

اے شب فرقت عجب اندھیری پیدا ہی کی
ساری دنیا مین تو دن اک میرے گھر مین رات

بسملون سے بھی ناز اوٹھوائے
ہائے انداز میرے قاتل کے

یہ قصد کہ دل کعبہ نشینونکے چرائے
تاکا ہے بڑے گھر کو ترے دزد حنا نے

تمکو آتا ہے پیار پر غصہ
مجھکو غصہ پہ پیار آتا ہے

مینے کہا کہ پھیر دو دل کیا کروگے تم
بولے ہم اپنے تیر کا پیکان بنائینگے

کہئے ناآشنا تو کہتے ہین
یہی باتین ہین آشنائی کی

غیرونکے حال پر تو بہت لطف ہی تجھے
ہم پر بھی لطف حال ہمارا ابھی غیر ہے

باقی نہ کوئی دل مین الٰہی ہوس رہے
چودہ برس کے سن مین وہ لاکھون برس جیے

مسجد مین بلاتا ہے ہمین زاہد نافہم
ہوتا کچھہ اگر ہوش تو میخانے نجاتے

ہاتہہ ڈالا مینے دامن پر تو بولے ناز سے
پھیر دامن چھوڑ کے اپنا گریبان پھاڑیے

دم جو نکلا غم فرقت مین تو ہم یہہ سمجھے
دل جو رہا تو مزا انکے لئے جان گئی

مرے ہی سامنے دامن اوٹھا کر ناز سے چلنا
مجھی سے پھر گلا اونکا مرے چاک گریبان کا

نہوگا بند جب تک نقد جان باقی ہے قالب مین
سخی کے گھر کا دروازہ ہے چاک اپنے گریبان کا

جگر کو دون کہ دل کو دون تباہی ایک تا قاتل
کہ دو پیاسون مین ہے یہہ ایک قطرہ آب پیکان کا

نظر آیا وہ چہرہ ہوتے ہوتے رنگ گئی وحشت
اوٹھائی اوس نے چلمن گیا پردہ گریبانکا

خلعت پہن کے آئینگی تھی گھر مین آرزو
یہہ حوصلہ بہی گور و کفن سے نکل گیا

پہلو مین میرے دلکو نہ اے درد کر تلاش
مدت ہوئی غریب وطن سے نکل گیا

بت بنکے وقت نزع نہ بالین پہ میرے بیٹھہ
ہوتا ہے آج خاتمہ گفت و شنید کا

اہل محشر پہ ہے احسان ترے دیوانے کا
سر کو ٹکرا کے در باغ ارم توڑ دیا

بہار آئی ہوا اے دست جنون یا عید آئی ہے
گریبان سے گلے ملنے چلا ہے چاک دامانکا

چھانی ہے بہار بچھا کے اوسمین شراب ناب
کیا صرف کار خیر مرا پیرہن ہوا

کسی گنہ پہ کوئی قتل ہو مین کہتا ہون
کہ اس سے جرم ہوا ہوگا آشنائی کا

شب وصال بہت کم ہے آسمان سے کہو
کہ جوڑ دے کوئی ٹکڑا شب جدائی کا

جب کہا مینے شب غم کوئی غمخوار نتھا
دردنے اوٹھہ کے کہا کیا یہہ گنہگار نتھا

قریب ہے یار روز محشر چھپے گا کشتونکا خون کیونکر
جو چپ رہیگی زبان خنجر لہو پکاریگا آستین کا

وہ مزا دیا تڑپ نے کہ یہہ آرزو ہے یارب
مرے دونون پہلوؤن مین دل بیقرار ہوتا

جب مین کہتا ہون کہوگے کیا خدا کے سامنے
کہتے ہین تمکو بتا دین روز محشر کا جواب

مرے آنسوؤن نے مجھے بخشوایا
بڑے کام آئے یہہ لڑکے مچل کر

گل ہوا غنچہ تو آواز یہہ اوس سے آئی
جمع پھر دل نہین ہوتا ہے پریشان ہوکر

بولا وہ بت سرہانے مرے آکے وقت نزع
کانٹا ہوا ہون سوکھ کے لیکن نہال مین
تو نے تو اے سیاہی شبہائے تار ہجر
کہتی ہے ہر ایک تری زلف دراز سے
اے برق تو ذرا کبھی تڑپی ٹھہر گئی
ٹھکرا کے میرے سر کو وہ کہتے ہین ناز سے
خنجر کو چوس چوس کے کہتے ہین میرے زخم
وہ اور وعدہ وصل کا قاصد نہین نہین
نہان رہتا ہے آئینہ سے وہ بیگانہ خو برسون
مزا لے لیکے رگڑا ہی گلا شمشیر قاتل سے
نکر اے یاس یون برباد میرے خانۂ دلکو
صورت غنچہ کہان تاب تکلم مجھکو
مین تو کیا عکس سے وہ آئینہ رو کہتا ہے
زاہد امید رحمت حق اور ہجو مے
کانٹون سے کہو سنبھال لینا
وصال پر ہے جو وصل امتحان کر دیکھو
مری طرف سے کہے کوئی حضرت خضر سے
مشتاق شہادت کو وہ دو ہاتھ لگاکر
دل ملگئے وصال کا سودا اٹھ گیا
آراستہ اوسکی زلف نے کسطرح سے کی

فریاد کو چلے ہو ہماری خدا کے پاس
کھٹکونگا اور اپنے عدو کی نگاہ مین
دھبا لگا دیا مرے بخت سیاہ مین
چھوٹے سے قد یہ میرے سجانا بلا ہو نہین
یان عمر کٹ گئی ہے اسی اضطراب مین
لو ایسے مفت سجدے مری آستانے مین
ظالم مزے بھرے ہوئے تجھین کہانکے ہین
سچ سچ بتا یہ لفظ اونہین کی زبانکے ہین
حیا دیکھو نہین آتا ہے اپنے روبرو برسون
بزنگ زخم ہم ہنس ہنسکے روتے ہین لہو برسون
اسی گھر مین جلایا ہے چراغ آرزو برسون
منہ کے سو ٹکڑے ہون آکے جو تبسم مجھکو
پیار کی آنکھ سے دیکھا نکرو تم مجھکو
پیلے شراب پیکے گنہگار بھی تو ہو
آتا ہے غش اک برہنہ پا کو
امیر یون ہی سہی چند روز مر دیکھو
بہت رہے ہے مرے دلمین اب اور گھر دیکھو
کہتے ہین لگاوٹ بہت آتی نہین مجھکو
الفت کی آنکھ بیچ مین دلال ہوگئی
ہنسلی گلے مین [illegible] ہوگئی

کرنہ انکار مرے خون سے اے تیر فگن
دیکھ کچھ کہتی ہے سرخی ترے سوفار کی

سبکو پاس اپنونکا ہوتا ہی یہی عفو کا حکم
بیگناہونسے صف آگے ہو گنہگارون کی

اللہ رے قدر میرے گناہونکی روز حشر
تعظیم کو کھڑی ہوئی میزان حساب کی

سوجانین ہون تو تیغ پہ تیری فدا کرون
کیا جلد کٹ گئی ہے گھڑی اضطراب کی

ہنجو مے بیٹھکے مسجد مین نکرے واعظ
ایسی شے ہے کہ قیامت پہ اوٹھا رکھی ہے

غیر کے ساتھہ وفا کرکے وہ مجھسی بولے
یہہ وہی بات ہے جو تمنے بتا رکھی ہے

حشر مین عذر گنہ کیا ہی بتا تو رکھو
کہ مبادا تمھین بھولے تو مجھے یاد ہے

لگی دل کی بجھائے بیکسی مین کون ایسا ہی
مگر اک گریۂ حسرت کہ بیتابانہ آتا ہے

چھوڑے کہین نگہہ نے پر خم نے اوسکے پیچ
کچھہ رہ گئی تو میرے مقدر مین رہ گئے

نہ توڑ و آئینہ جانے بھی دو کہ ایک یہی
تمہارے دیکھنے والون مین یار باقی ہے

شوخی حسن نے لاکھہ اونکو کیا طاق مگر
پھر لڑکپن ہے ابھی آنکھہ جھپک جاتی ہے

یقین ہوا جو گرا دانت کوئی پیری مین
کہ آج کھل گئی کھڑکی قضا کے آنے کی

ہاتھہ تک مفتی و قاضی کو لگانے نہ دیا
دختر رز تو بڑی صاحب عصمت نکلی

منہہ بنا نہ آرسی مین دیکھو
سنبھلی کی نہ چوٹ روبرو کی

ایک قطرہ بھی نہ پینا مگر اے جام جہان
اوسی انداز سے کہدے کہ نہین تھوڑی سی

نکالے جاتے ہین ہر روز اوسکے پاس خط سے
ترے عاشق نہ ٹھیرے ہم عدو کا مدعا ٹھیرے

جفا دیکھو جنازہ پہ مرے آکے تو فرمایا
کہو تم بیوفا ٹھیرے کہ اب ہم بیوفا ٹھیرے

شب وصلت قریب آنے نپائے کوئی [illegible]
ادب ہم سے جدا ٹھیرے حیا تم سے جدا ٹھیرے

آنکھہ کہتی ہے یہہ دل سے کہ کریگی برباد
خواہش وصل تجھے حسرت دیدار مجھے

کہتا ہے وہ صنم کہ رہین ہم تمہارے گھر
لیکن یہہ شرط ہے کہ خدا درمیان ہے

انشا انشاء اللہ خان خلف ماشاء اللہ خان مصدر تخلص از مشاہیر قافیہ سنجان

ظرافت شعار در مرشد آباد از خلوت کدۂ عدم برآمده و در پایان روزگار بزمرۂ نشینان وزیر الممالک نواب سعادت علی خان درآمده از بیشتر فنون بہره مند و در بذلہ سنجی صاحب دستگاه بلند پرگو بود آنا منتخب گفتارش دلچسپ آمد ہ

گلبرگ تر سمجھ کے لگا بیٹھی ایک چونچ	بلبل ہمارے زخم جگر کے کھرنڈ پر
نہ چھیڑ اے نکہت باد بہاری راہ لگ اپنی	تجھے اٹکھیلیان سوجھی ہین ہم بیزار بیٹھے ہین
چھیڑنے کا تو مزہ جب ہے کہو اور سنو	بات مین تم تو خفا ہوگئے لو اور سنو
گالی سہی ادا سہی چین جبین سہی	یہ سب سہی پر ایک نہین کی نہین سہی
چند مدت کو فراق صنم و دیر تو ہے	چلو پھر کعبہ ہی ہو آئین بھلا سیر تو ہے
گر نازنین کے کہنے سے مانا برا ہو کچھ	میری طرف کو دیکھئے مین نازنین سہی
گالیان سیکڑون دین یارون جو دیا ہنس کر	محنتین خوب سہی کین خوب سے انعام لئے
دو بوسون مین راضی نہوا مین تو وہ بولے	تیری تو کسی طرح سے نیت نہین بھرتی

انور سید شجاع الدین نام عرف امراؤ مرزا دہلوی خلف سید جلال الدین خوشنویس استاد بہادر شاہ از تلامذۂ ذوق است گویند امروز در جیپور پاے افشرده است این مایہ از گفتارش بدست آمد بس نیکو میسر اید ہ

وہ آنکھین نہین ہاے کیا ہوگیا	وہ کافر تو اب کچھ نیا ہوگیا
نہین سمجھا نہ آپ آکے کہین سے	پسینا پونچھئے اپنی جبین سے

ایجاد مرزا رحیم الدین پسر مرزا حسین بخش از شاگردان مولوی صہبائی است ہ

لگے ہم سے نظر اپنی چرانے	وہ سمجھے جس گھڑی لطف نظر کو

باء الموحدہ

بحر شیخ امداد علی خلف شیخ امام بخش لکھنوی از تلامذهٔ ناسخ است درامسال درگذشت

کہا کسی نے نہ اتنا ہمارے دفن کیوقت	کہ اپنے خاک نہ ڈالو یہ ہین نہائے ہوئے
جو بات کل تھی ملاقات مین وہ آج نہین	بُرا نہ مانئے دو دن کا پیار دیکھ چکے

برق فتح الدولہ بخشی الملک مرزا محمد رضا خان فرزند مرزا کاظم علی از ناسخ فیض پذیر بود با واجد علی شاہ بادشاہ سابق اودہ بہ کلکتہ شد و از انجا بسنہ ۱۲۹۵ء رہگراے نیستی گاہ گشت

قیس کا نام نہ لو ذکر جنون جانے دو	دیکھ لینا تجھے تم موسم گل آنے دو
ہم تو اپنون سے بھی بیگانہ ہوئے الفت مین	تم جو غیرون سے ملے تمکو نہ غیرت آئی

برکت برکت علی خان خیرآبادی مختار فرمان فرماے پٹیالہ نیک بسر می گذارد

غم اوٹھانا یہ مرے دل کا ٹھکانے لگجائے	ایک دم کے بھی لیے پاس جو بہلائے کوئی
مجھکو مرگ کا سا جو پایا تو یون کہا	پالے خدا نہ ڈالے کسی بدگمان کے
تصور مین ترے گر کوئی چھیڑے ہے تو کہتا ہون	ذرا دم لو کوئی آیا ہوا جاتا ہے پہلو سے

بسمل عبدالحکیم برادرزادہ مولوی صہبائی پارسی آشنا بود و از فن طب و حکمت بہرہ مند

اگر نہ تیغ نگہ سے اسے بچاتا مین	تو ہر ہدف کے لیے آج دل کہان ہوتا
حضرت بسمل کی حالت دیکھکر بولا یہ قیس	پیر و مرشد خیر تو ہے آپ کو یہ کیا ہوا

بقا بقاءاللہ اکبرآبادی پور حافظ لطف اللہ خوشنویس میر و مرزا را دریافتہ مرد ظرافت پیشہ درست اندیشہ بود بپارسی از مرزا مکین مستفیض و در ریختہ از شاہ حاتم و میر درد مستفید

سر سری مل کے مرے پاس سے جانا کیا تھا	راہ بس ناپنے آئے تھے یہ آنا کیا تھا

دیکھ آئینہ جو کہتا ہے کہ اللہ رے مین
اوسکا مین چاہنے والا ہون آتا وہ رنگین

بلند صفدر علی بیگ خط نستعلیق و شکستہ نیکو می نگاشت از مرزا صابر بہرہ اندوز بود

ایک بوسہ پہ یہ لڑائی حیف
دس نہین سو نہین ہزار نہین

بیان خواجہ احسن اللہ از خاک پاک دہلی است مولانا فخر الدین رام رید عقیدت شعار و مرزا مظہر رح را تلمیذ رشادت پیوند بود رحمۃ اللہ علیہما درحیدرآباد فرو شد حرف خوشش ہیز دست

مت آئیو اسے وعدہ فراموش تو اب بہی
جسطرح کٹا روز گزر جائیگی شب بہی

بیان کون ہے اب تلک پوچہتے ہو
تغافل کے قربان تجاہل کے صدقے

بیتاب عباس علی خان برادر زادہ نواب محمد سعید خان بہادر مرحوم فرمان فرماے رامپور شیوہ سخن از حکیم مومن خان آموختہ سخن دلکش میگزارد ست

پیدا ہوا رقیب کا غم دلمین اندنون
بیتاب غم بہی کہانے مین اب کچہ مزہ نہین

سحر نہ دیکہنی ہمکو نصیب ہو یارب
شب وصال بہی اپنی یہی دعا ہوگی

بیدار میر محمدی دہلوی با مرتضے قلی خان نسبت تلمذ درست داشتہ و با مولانا فخر الدین رح پیوند ارادت محکم در اکبرآباد عنصری پیوند گسیخت ست

کرون ہون شاد دل اپنا ترے تصور سے
اگر یہ شغل نہوتا تو کیا کیا کرتا

فتراک سے باندہ خواہ مت باندہ
اب تیرے شکار ہوگئے ہم

آج لگتی ہے کچہ بغل خالی
کون سینہ سے لے گیا دل کو

خواب مین ایک بہی شب یار نہ آیا بیدار
اس تمنا مین کئی دن ہوئے سوتے سوتے

بیمار شیخ علی بخش از خاک پاک قصبہ آنولہ متعلقہ کمشنری بریلی از اوائل عمر سوداے سخنگوئی در سر میداشت در شباب شوق بہ لکہنؤ گذر کردہ در تلامذہ

مصحفی انتظام یافت به کمال شہرت سخن او نواب محمد سعید خان سروری آرای
ریاست رامپور بواسطہ حکیم سعادت علی خان بہادر جنرل فوج طلب داشتند
باصرار رئیس محتشم الیہ شاگردی آخون زادہ احمد خان غفلت تخلص رامپوری
اختیار نمود صاحب زبان مغز دار است و استاد قیامت کار چندین دیوان
غزلیات و قصاید فراہم آوردہ و پریشان ساخت ہ

کون پرسان ہے حال بسمل کا	خلق منہہ دیکھتی ہی قاتل کا
سانس آہستہ لیجیو بیمار	ٹوٹ جائے نہ آبلہ دل کا
ہر روز وہ پھر جاتے ہین در تک مرے آکر	کچھ جذب محبت کو لگی ہے نظر ایسی
بیمار کو غفلت ہے بہت خیر نہین آج	ہرچند کہ تھی حالت غش کل بھی پر ایسی
کیا سفر کا ارادہ جو بزم جانان سے	کوئی گلے نہ ملا موت کے سوا مجھہ سے
نہ رہنے دیگی وحشت بتکدہ مین	اوٹھو بیمار جو مرضی خدا کی

تاء فوقانی

تابان میر عبدالحی جہان آبادی نژاد از دودہ حضرت علی موسی رضا
رضی اللہ عنہ بدیع الجمال لطیف الاعتدال بود در عنفوان شباب در گذشت ہ

تو دیکھہ مجھکو نزع مین مت کر وہ کہ میرے بعد	مجھہ سے بہت ہین ایک نہوگا تو کیا ہوا
کس طرح کی لمین گزرتی ہین حسرتین	ہے وصل سے زیادہ مزا انتظار کا
کس سے فریاد کرو نہین کہ وہ ہرجائی ہے	آہ اس بات مین میری ہی تو رسوائی ہے

تپش مرزا جان ناشن اسمعیل دہلوی مولد فرزند مرزا یوسف بیگ از اولاد
سید جلال بخاری رحمۃ اللہ علیہ در لکھنؤ برفاقت مرزا جہاندار شاہ بسر بردہ پس

در بنگالہ بجرگہ نواب شمس الدولہ درآمد سنسکرت نیکو میدانست درین فن از تلامذہ میر درد بود رحمۃ اللہ علیہ بیشتر مقطعات میگفت ه

ہمین تو اشک کے قطرہ کا بھی ہی تھامنا مشکل — بھلے وہ لوگ ہین جنکے تئین دل تھام آتا ہی

تجلی میر محمد حسن دہلوی المعروف بہ حاجی پور میر محمد حسین کلیم خواہرزادہ میر تقی میر ظرافت منش جوانے بود ه

آنکھین خدا نے دیکھنے کو دی ہین پر تجلی — دیکھا تری طرف جو کسی نے تو کیا ہوا
وہ اب تو ہین بھول گئے ہین یہ تجلی — جب ہم نہین ہونے کے بہت یاد کرینگے

تسلیم منشی محمد انور حسین سہسوانی تلمیذ شیخ علی بخش بیمار در ہردو زبان پارسی و ریختہ نغز گوست و در صنایع و بدایع اورا نامہاست و در تاریخگوئی ید طولے دارد دو دیوان دارد یکے در پارسی دیگرے در ریختہ مثنوی و قصائد مزید علیہ اکنون سترگ نامہ در تحقیق الفاظ ترتیب دادہ است ه

کاش سر میرا الگ کا بدن ہو جائیگا — کام میرا نام تیرا تیغ زن ہو جائے گا
حال یہ اون کی انجمن مین ہے — ہر سخن معترض سخن مین ہے
ہیچ نئی تازہ اوپج وہ میری فریاد کی ہے — باغبان لوٹ ہے حالت تری صیاد کی ہے

تسلیم شیخ امیر اللہ فرزند مولوی عبد الصمد فیض آبادی سخن طرازی از نسیم دہلوی آموختہ دیوانے دارد مثنوی نالۂ تسلیم و مثنوی دل و جان اورا ست گویند امروز در رامپور از متوسلان ریاست است ه

نہین معلوم بگڑے آج کس سے — مزا ہے دشمنی مین دوستی کا
ہائے کب تک نہین گھبراؤنگا اے دست جنون — اب تو دامن بھی نہین ہے کہ بہل جاؤنگا
اتنے صدمے دیئے کہ آخر کو — ہاتھ اوٹھانا پڑا دعا کے لیے

تسکین میر حسین دہلوی از اولاد سید حیدر بود کہ فرخ سیر را از ہم

گذرانید در ۱۲۴۲ وفات یافت ؎

چپ لگی مجھکو تو پھر جا بھی پہر وہان ہوگا — راز اپنا نہ خموشی سے بھی پنہان ہوگا
ہر صبح وہ ڈہونڈہے ہی کوئی تازہ خریدار — صورت مری ہر روز بدل جاتے تو اچھا
تمکو بھی تو غیرونسے وہ اخلاص نہین ہے — جو ربط کہ اس دست وگریبان مین دیکھا
خوبصورت نہو کوئی تو نہو بدنامی — سچ تو یہہ ہے کہ برا ہوتا ہی اچھا ہونا
کہتے ہین رنجش ظاہر مین مزہ آتا ہے — یون ہی تم مجھسے خفا ہوکے ذرا الجھا
تمہین بھی کہولنی زلفین پڑینگی — دل گم گشتہ گر اپنا نہ پایا
یہہ تو سچ ہے کہ جو تم جا ہوگے گذر وگے — پر یہہ ممکن نہین ہمپر کبہی بیداد نہو
وہم آتا ہی مٹا کر خط پیشانی ہاتے — اسمین لکہا نہو اوس در کی جبین سائی کو
اب یہہ حالت ہے کہ اونسا بیدرد — میرے بچنے کی دعا مانگے ہے

تصویر بچن نام دہلوی سواد روشن نکردہ بود اما طبع خوشی داشت عجیب زادہ بود اما از آشوب زمانہ پیشہ نیچہ بندان گرفتہ ؎

کہنے مین آیا تو سبکو آپ کہکر اپنے ظلم — ہمزہ رکہنے کو میرے وہ پشیمان ہی رہا
رہا ہوتے بہی ہم تو رہی قفس ہی کے گرد — کہان وہ جائین کہ جو بال و پر نہین رکہتے
کچھ مزا شور تبسم نے تمہارے ہے دیا — یون تو زخمونپہ بہت ہمنے نمکدان الٹے
یہ بھی کوئی ہنسی ہے کہ رخصت کا لیکے نام — سو بار بیٹھے بیٹھے مجھے تم رولا چکے
آج کی شب نہ خفا ہو ترے قربان ہمسے — کل تو لیوے ہی گی بدلا شب ہجران ہمسے

تعشق سید محمد دہلوی از تلامذہ میر عزت اللہ عشق یا میر قدرت اللہ خان قاسم پدر میر عزت اللہ عشق واللہ اعلم ونیز وے قرابتے با ایشان داشت تعلیم دانش جویان مدرسہ انگریزی شاہجہان نام دہلی بود ؎

سامنے دیکھیو آتا ہے تعشق وہ کون — بارے کہا تو ہوا خوش دل محزون تیرا

وعدہ شام تو کیسا ہے ولے　　　　کبہہ وہ آتا نظر نہین آتا

تمنا یکے از اقامت پذیرندگان کلکتہ ـہ

جو اسراف سے گذر ہوا ہے تو قبر عاشق بہی آکے دیکہو
نگاہ حسرت سے گر نہ دیکہو بلا سے تیوری چڑہا کے دیکہو

کُہلے ہین سب زخم خون چکیدہ برنگ گلہاے نو رسیدہ
تمام اعضا ہین گو بُریدہ مگر نہ عادت گئی ہنسی کی ہ

تمنا اسحاق خان دہلوی خیلے عاشق مزاج بود اوقات خود وقف صحبت نازنینان داشت یکے طبعش از اعتدال برگردید طبیبان منعش از وقاع کردند درآن حال شعرے گفت وہو ہذا ـہ

اپنی تو یہ صورت ہی کہ جون بلبل تصویر　　　　پرواز کی طاقت نہین اور پاس چمن ہے

تنہا محمد عیسیٰ از دہلی ست از مصحفی تہذیب گفتار پرداخت ـہ

مین جو رو ٹہا تو منا کر مجہے وہ یون بولا　　　　کہئے کیا کرتے جو تمکو نہ مناتا کوئی

توقیر عبد القادر پنجابی در دہلی اقامت گزیدہ بود ـہ

زخمی تری نگاہ کے آخر کو مر گئے　　　　کہہ کہہ کے ہاے ہاے جگر ہاے ہاے دل

ہم تو خاطر سے تری غیرونکو بہی تعظیم دین　　　　رشک پر کہتا ہے بیٹہو اپنی یہ عادت نہین

بتونکو چاہنا اور حضرت توقیر یہ صورت　　　　بظاہر تو نظر آتے ہو تم مرد مسلمان سے

ثاء مثلثہ

ثاقب نواب شہاب الدین خان خلف الرشید نواب ضیاء الدین خان کاسہ لیس مرزا غالب است ہنگام شورش ہند جامہ گزاشت خیلے نغز گفتار بود ـہ

اوس عصر مین کہتے تہے سب آبپارسے طوفان
بچپن کا ہے یہ نام مرے دیدۂ تر کا

گہر بیابان مین بنایا نہین ہے لیکن
جسکو گہر سمجہے ہوئے تہے وہ بیابان نکلا

جو کام مین غیر کے ہوئین صرف
افسوس وہ دلربا ادائین

تمنا نہین ہمکو پروانگی کی
وہ اب غیر کی شمع محفل ہوئے ہین

نہ لیٹین نہ ہون قتل انصاف یہ ہے
کہ ہم خود بدآموز قاتل ہوئے ہین

دلکا سودا ہے خفا ہونیکی کچہ بات نہین
گفتگو رہتی ہے بایع کو خریدار کے ساتہ

دانے پانی کی خبر لینے کی توفیق نہین
کہیلنا جانتے ہین مرغ گرفتار کے ساتہ

رنجش سے گر کہا ہو تو ایمان نہو نصیب
کافر بتونکو کہتے ہین عشاق پیار سے

رکہتے ہین لوگ خلوتِ دشمن کا اتہام
بے پردگی مین پردہ ہی پردہ اوٹہائیے

جیہ تازی

جرأت شیخ قلندر بخش خلف حافظ امان دہلوی سخن از جعفر علی حسرت آموخت اما از و بمراتب درگذشت و باوستادی نام بر آورد در ستار نوازی مہارت شایستہ و در ستارہ شناسی دستگاہ بایستہ داشت جرأت و انشا و مصحفی در یک زمانہ بودہ اند و بایکدیگر مطارحہ کردند در عمر نوزدہ سالگی بصارتش زوال گرفتہ در ۱۲۲۵ھ قالب تہی کرد ہنجارش عاشقانہ است و از جملہ معاصران در شیوہ خویش ممتاز ہ

جنہونکا نامہ پہنچتا ہے اوس ستمگر تک
اونہین کا کاش کہ جرأت بہی نامہ بر ہوتا

دورسے کل جہنے اوسکے آستانکو دیکہکر
رو دیا کن حسرتونسے آسمان کو دیکہکر

غم سے گہٹتا یہ مرا سب ہین بڑہاتا ہی اوسے
جو تجہے دیکہے ہی سو دیکہنے جاتا ہی اوسے

وہ نہ آئے تو یہہ ہو ہائے غلط
کر بن آئی نہیں مرتا کوئی

قاتل نہ مجہہ سے موڑیو منہہ وقت قتل تو
ٹک شرم کیجیو مرے گردن جھکانے کی

یہہ تو کیونکر مین کہون کچہہ نہین بہاتا مجھکو
کچہہ تو بہایا ہے کہ جو کچہہ نہین بہاتا ہی مجھے

سنیو شوخی کہ یہہ کہتا ہی وہ قاصد سے مرے
نامہ لیے پڑا ہی وہان جا نہین تا خبر لگا

حیران ہو نہین وہ کون ہے جو عین وصل مین
کہتے ہو تم کہ چل ہٹ اوسیکو تو پیار کر

میری بیتابی سے محفلین یہہ ٹہرکا ہی اوسکو
اوٹھہ کے ہونے نہ لگے یہہ مرے قربان کہین

برنگ مہر ہی گردش ہی ہمکو سارے دن
جو تم پہر آؤ تو چار سے پہرین ہمارے دن

کچہہ لگاوٹ کا سبب اور نہین یہہ جرأت
یہہ وہ جا ہے کہ اسکو بہی لگائے رکھیے

روداد اوس سے کہیے تو منہہ پھیر مسکرا
کیا چپکے سے کہے ہے وہ شامت نصیب کی

دم آخر نہ پوچھو وضع اوس بدظن کے آنے کی
کہ آکر نعش پر کہنے لگا خونی بہانے کی

یاد اوس سے بدے ہم نے بہشت کئی بوسے
ہارے بہی تو کیا ہار مزیدار نکالی

جلال حکیم سید ضامن علی فرزند حکیم اصغر علی لکہنوی ارشد تلامذہ فتح الدولہ برق قصیدہ در مدح پدر عالی گہرم فرستادہ بنظر نامہ گردآورم رسید خیلے خوش گفتہ است ؎

آج کچہہ لپٹے ہی جاتے ہین وہ آئینہ سے
نشہ بیخود کیے دیتا ہے خودآرائی کا

آج تو وہ بہی نہایت ہمکو مضطر دیکہکر
کچہہ پکارے جانب چرخ ستمگر دیکہکر

فریب جنکا تماشا نگاہ یار کو دے
وہ داغ ڈہونڈتے ہین جسم داغدار مین ہم

غم نصیبون مین محبت کی خوشی کا کیا کام
کہین ہنسنے تو نہ آیا ہو تبسم مجھکو

حشر مین چھپ نہ سکا حسرت دیدار کا راز
آنکھہ کمبخت سے پہچان گئے تم مجہکو

دعا ہمین تمہین دیتے سب اہل حشر پہرے
تمام ایک ہی جہگڑے مین روز محشر تہا

ہماری جان غش ہو شوخی نیرنگ نے اوس دلکی / کہ جیسے پیار آجاتا ہے تصویر خوبصورت کو
دکہایا اوسنے جلوہ اور ہمین کچھ نہین دیکہا / گواہی اسکی دیتی ہو گی پلکر میری حیرت کو
ڈہونڈہ دیتے ہمین او بت کو کہین ای شیخ / تم خدا ترس تہے اک کام ہمارا کرتے
غم نہین ترک جو کی دل نے رفاقت میری / یہہ سے روٹہے کو منا لائیگی حسرت میری
رودیے تقدیر کا رونا کوئی کسکے آگے / وہ تو سنتی ہی نہین سنکے مصیبت میری

جلیل سید جلیل احمد ابن مولوی سید اولاد احمد ابن سید آل احمد شاہ ابن سید نظر محمد شاہ المودودی النقوی السہسوانی کان اللہ لہم سال ولادتش سنہ ۱۲۷۳ ہجری از متوسلان ریاست بہوپال است ور است ہ

جسکا کشتہ ہے جہان وہ ستم ایجاد آیا / کیا برا بہولے تہے کیا خوب ہمین یاد آیا
تہا وعدہ وصال جو شبکو تو شام سے / پیغام مرگ آکے اجل نے سنا دیا

جمیل سید جمیل احمد ابن منشی سید امتیاز علی ابن مولوی سید مراد علی سہسوانی سال ولادتش سنہ ۱۲[illegible] ہجری زانوی تلمذ پیش مولوی سید سبط احمد کہ از بزرگان اوست تہ نمودہ اصلاح سخن پارسی از منشی انوار حسین تسلیم و در ریختہ از منشی صابر حسین صبا میگیرد حالا متوسل ریاست بہوپال است از وست ہ

بار عصیان زگنہگار اوٹہا کر لیجائین / ایکدن راہ مین لٹ جاے یہہ سامان انکا
کچھہ بلبلونکو یاد ہین کچھہ قمریونکو حفظ / عالم مین ٹکڑے ٹکڑے مری داستان کے ہین
بہت اوس گل کے بلبل ہین او لجہتے کیون نہین انسے / مجہی پر خار کہاتے بیٹھے ہین کانٹے بیابانکے

جودت عبد الہادی فرزند مولوی عبد اللہ از اہل نیوتنی کہ قصبہ الیست متصل لکہنؤ سلسلہ نسبش تا اولین خلیفہ رسول اللہ صلعم میرسد کتب درسیہ در رامپور خواندہ واکتساب پارسی از آبا و اجداد خویش نمودہ و فن طب از مرزا مظفر خلف مسیح الدولہ آموخت و مشق نستعلیق از میر عوض علی تلمیذ حافظ ابراہیم بہم رساند

الحال بذریعہ قصیدہ در سرکار بھوپال توسل یافتہ در بردو زبان پارس و ریختہ فکر سیکند ریختہ آزائی از منشی امیر احمد امیر بدست آوردہ ؎

ہمارے دلمین بھی آیا تو منہ چھپائے ہوئے
اس آئینہ مین بھی وہ شوخ بیحجاب تھا

دل اوس نے مجھکو جو پھیرا تو ناز نے یہ کہا
کہ ایک یہہ بھی ہے انداز دلربائی کا

ہزار فسق کرے شیخ پر گمان نہین
عجب جگہہ ہے نہانخانہ پارسائی کا

سگِ جانان ہماری ہڈیان کھانیکو آتا ہے
اوسے قاعدہ ہے اک ذرا ہٹ کر ٹھہرے

جوشش شیخ محمد روشن عظیم آبادی از خوش گویانست جا دو عروض نیک پیمودہ ؎

قیس پھرتا جو رہا دشت مین دیوانہ تھا
اوسکو لیلی ہی کے دروازہ پہ مرجانا تھا

بیکسی سے یہی گلہ ہے مجھے
تھام لیتی ہے ہاتھ قاتل کا

توانائی تو کر بیٹھی جدا آغوش سے مجھکو
کرامت دیکھیوائے ناتوانی دوش ہے مجھکو

حاء مہملہ

حالی مولوی الطاف حسین خلف خواجہ ایزد بخش پانی پتی امروز در دھلی است در صحبت حضرت شیفتہ خیلے بسر بردہ مرزا غالب را فہمیدہ یادگار است در نغز سرائی نادرہ کار ریختہ از گفتارش دیدہ ام و برخے شنیدہ ام اندازہ دان لفظ و رتبہ شناس معنی است ؎

روزِ وداع بھی شب ہجران سے کم نتھا
کچھ صبح ہی سے شام الم کا ظہور تھا

نہین بھولتا اوسکی رخصت کا وقت
وہ رو رو کے ملنا بلا ہو گیا

ملتے ہی اونکے بھول گئے کلفتین تمام
گویا ہمارے سر پہ کبھی آسمان نتھا

آج امتحان ہے نالۂ بے اختیار کا
کل ظرف دیکھنا ہے ترے رازدار کا

اور بھی ہین طعن وصل عدو پر دم وصال
پھر روکنا پڑا دل امیدوار کا

تم نے کیون وصل مین پہلو بدلا
کس کو دعوی ہے شکیبائی کا

اب بھاگتے ہین سایۂ زلف بتان سے ہم
کچھ دل سے ہین ڈرے ہوئے کچھ آسمان سے ہم

رخصت ملی ہے وصل مین تحریک شوق کو
اے عشق بھاگتے ہین اسی امتحان سے ہم

ہے جستجو کہ خوب سے ہے خوبتر کہان
اب ٹھیرتی ہے دیکھئے جا کر نظر کہان

ہم جیسے مر رہے ہین وہ ہے بات ہی کچھ اور
عالم مین تم سے لاکھ سہی تم مگر کہان

بیقراری تھی سب امید ملاقات کے ساتھ
اب وہ اگلی سی درازی شب ہجر انہین نہین

خلوت خاص مین رہ رہ کے عدو سے کہیئے
وہ اشارے کہ تری جنبش مژگان نہین

مجھے ڈالا ہے سو وہم و گمان مین
بہت کیون آج مجھ پر مہربان ہو

سخت مشکل ہے شیوۂ تسلیم
ہم بھی آخر کو جی چرانے لگے

رہرو تشنہ لب نہ گھبرانا
اب لیا چشمۂ لبتا تونے

حسرت مرزا جعفر علی خلف ابوالخیر عطار دہلوی در لکھنؤ جا داشت شاگرد سرب سنگھ دیوانہ بود یک چند بسرکار مرزا جہاندار شاہ بسر برد آخر از جہان جہانیان برید در سنہ ۱۲۰۱ از جہان رفت

کون دیکھے گا بھلا اسمین ہے رسوائی کیا
خواب مین آنیکی بھی تم نے قسم کھائی کیا

این شعر در دیوان حسرت بنظر رسید و اہل تذکرہ در دیوان جرأت آوردہ اند واللہ اعلم

ساقی مے دے کہ اہل مجلس
پانی پانی پکارتے ہین

کس کا ہے جگر جسپہ یہ بیداد کرو گے
لو دل تمھین ہم دیتے ہین کیا یاد کرو گے

یہ بھی اک ستم ہو کہ خواب مین مجھے شکل آ کے دکھا گئے
کبھی نیند بھر سو نہین آئی تھی سو اسطرح سے جگا گئے

حسن سید غلام حسن خلف میر غلام حسین ضاحک تلمیذ ضیاء الدین ضیا ہراتی اصل دہلوی مولد از خوان نوال نواب سردار جنگ بہرہ می داشت مثنوی بدر منیر از دست درسنہ ١٢١ آخشیجی پیکر برانداخت خوش گفتہ ہ

تا اشارہ کو سمجھنے نہ لگے غیر کے وہ
مین نے اس ڈر سے کبھی اوسکو نہ تاڑا انکھیا

پھر چھیڑا حسن نے اپنا قصہ
بس آجکی شب بھی سو چکے ہم

ناز سے عشوہ سے غمزہ سے لگا لیتے ہین
وہ جسے چاہتے ہین اپنا بنا لیتے ہین

جو کوئی آئے ہے نزدیک ہی بیٹھے ہے ترے
ہم کہان تک ترے پہلو سے سرکتے جائین

تیرے ہمنام کو جب کوئی پکارے ہے کہین
جی دھڑک جاتا ہے میرا کہ کہین تو ہی نہو

دی تھی یہ دعا کس نے مرے دل کو الٰہی
اوجڑے یہ گھر ایسا کہ پھر آباد نہووے

ساتھ دیکھون ہون کسیکے جو کسی کو سرِ راہ
مین ہی جی رکھتا ہون مجھکو ہی ہوس آتی ہے

حکیم محمد پناہ خان فرزند سید شریف خان زر بخش تلمیذ خواجہ میر درد در اوائل نثار تخلص میکرد در تاریخ و موسیقی کمالے داشت و در فن طب دستگاہے ہ

پوچھتے کیا ہو حکیم جگر افگار کا گھر
ایک تکیہ سا ہے اوس شوخ کی دیوار کے پاس

حیا مرزا رحیم الدین دہلوی فرزند مرزا کریم الدین رسا گویند امروز در رامپور است شطرنج بس خوب میبازد ہ

دیکھنے پائے نہ دل بھر کہ قیامت ہین آیا
روزِ محشر وصل کی شب کے برابر ہو گیا

اک نہ اک دن جان جاتی آخرش یون ہی حیا
مر گئے ہو دیکھ کر تو اوسکے دل ہی مین گھر ہو گیا

ملا یا خاک مین اور اوسپہ کہتے ہین کہ جیسے
کچھ امتحان محبت کا کر نہین آتا

سمجھ ہی کر رحم اوس بت کافر کو نہ آئے
یہ تجھکو حیا حال دکھانا نہین آتا

سنا ہے یار کہتا ہے کسیکے کام آونگا
جو یہ سچ ہے تو مین بھی اپنی قسمت آزماونگا

دشمن کو دیا میرے لیئے وہ بھی فلک نے — جو کینہ کہ مینے دل مضطر سے نکالا
حق مین حیا کے یار و دعا کیجیو کہ وہ — مصروف وقت مرگ بھی یاد بتا نہین تھا
وہ ناتوان ہون کہ آیا نظر نہ موت کو مین — قضا پھری مرے بستر کے گرد ساری رات
ناصح نہ دل سے ترک محبت کا کر کلام — ایسی سنے تو مین ہی نہ سمجھا لیا کرون

حیران میر حیدر علی خواجہ تاش جعفر علی حسرت در بہار از دست کسے از ہم گذشت و دست نیز قاتل خویش را از ہم گذرانید ہ

دیکھ زخمی مجھے اوس کوچہ قاتل والے — ہنسکے کہتے ہین کہ آ زخم جگر سلوا لے

خاء معجمہ

خضر مرزا خضر سلطان فرزند ابوظفر بہادر شاہ از مرزا نوشہ تربیت یافتہ ہ

گالی سے کون خوش ہو مگر حسن اتفاق — جو تیری خو تھی وہ ہی مرا مدعا ہوا
کہتے ہو وہ بھی ہو وین پشیمان جیسا تو ہے — مجھ سے اک چھیڑ ہوئی شکوہ عدو کا نہ ہوا

خلیل میر دوست علی خلف سید جمال علی از رفقاء مرزا نادر نیشاپوری نیز در لکھنؤ می بود با خواجہ آتش نسبت تلمذ داشت دیوانے از وست ہ

میرے دل مین اگر آپ آئیے گا — داغ کی طرح سے رہجائیے گا
جانجان عاشقو نہین نام جدائی کا نہ لو — موت کا ذکر نہین کرتے ہین بیمار و نہین

خلیل شرف الدولہ محمد ابراہیم خان بہادر وزیر محمد علیشاہ بادشاہ لکھنؤ کشمیری موطن لکھنوی مسکن بود در ہنگام شورش ہند کشتہ شد اکتساب سخن از نواب عاشور علی خان کردہ ہ

روح قالب سے یہ کہکر نکلی — دل کسی اور سے بہلائیگا

دال مہملہ

داغ نواب مرزا خان خلف نواب شمس الدین خان بہادر برگزیدہ ترین تلامذہ خاقانی ہند شیخ ابراہیم ذوق است و از مشیران خاص فرمانروای رامپور من با ورا غائبانہ اتحادی است ہر چند تلاقی صوری صورت نہ بستہ درین نزدیکے گفتار دلاویز خویش را فراہم آوردہ گلزار داغ نام دیوانے ترتیب دادہ است بعد طبع یکے نزد نامہ گذار فرستادہ شوخی کہ در کلام اوست بندہ ندانم کہ امروز دیگرے را دادہ باشند و زبانیکہ او را بخشیدہ اند فی زماننا ہیچ کسے را میسر نیست بیشتر ازین ستایش گفتار وے چہ توان گفت خیر الکلام ما قل و دل فرصتم نیست ورنہ از ہمہ کلام او انتخاب میزدم و بقلم می کشیدم اینکہ می بینی از چند جا بر داشتہ ام ع

چوس لیتے ہیں مرے زخم زبان پیکان — چھوڑ دیتے ہیں یہ منہ چوم کے سوفارونکا
ستم وہ چشم کافر سے ترے چلنا اشارونکا — غضب وہ دل پکڑ کر بیٹھ جانا بیقرارونکا
ہزاروں جانیں ہوئی ہیں دفن کیا کیا حسرتیں ہیہات — پھپھولے ہیں مرے سینہ پہ عالم ہے مزارونکا
ترا اک وعدۂ دیدار اور وہ بھی قیامت پر — پھر اوس پہ صبر آزما ہے دل امیدوارونکا
لے ہی تو آئینگے اوسے ہمدم — میرے ہی نام سے تو آئیگا
ہو کے ظاہر تو کیا عشق نے اک حشر بپا — حسرت اوس دل کی جس میں یہ پنہاں ہوگا
کوستا ہوں جو نصیبونکو تو کہتا ہے وہ شوخ — پھر محبت نکرے گا اگر انسان ہوگا
عشق کیا شے ہے وہ یہ شے ہے کہ دلمیں شوق وصل — خون ہو کر آگیا غم بنگیا ستم ہوگیا
اک حرف آرزو پہ وہ مجھ سے خفا ہوئے — اتنی سی بات کہہ کے گنہگار ہوگیا
جسکی بغلمیں شکوہ وہ ہوا اوسکو دیکھئے — جس وقت آنکھ کھل گئی دیدار ہوگیا

خدا کریم ہے یون تو مگر ہے اتنا رشک
کہ میرے عشق سے پہلے تجھے جمال دیا

بتائین لفظ تمنا کے تمکو معنی کیا
تمہارے کان مین اک حرف ہمنے ڈالدیا

ہماری میت پہ تم جو آنا تو چار آنسو گرا کے جانا
ذرا سے پاس آبرو بھی کہین ہماری ہنسی نکرنا

لئے تو چلتے ہین حضرت دل تمہین بھی اس انجمن مین لیکن
ہمارے پہلو مین بیٹھکر تم ہمین سے پہلو تہی نکرنا

مری تقدیر کی برگشتگی سب مین بری ٹھیری
حسینونکے لئے اک حسن ہے برگشتہ مژگانکا

بناتا ہے وہ ظالم تو وہ تیر ستم ہی کی
کہان اوڑہا ہے لیکر قبر کو مردہ مسلمانکا

کسیکی شرم آلودہ نگاہون مین یہ شوخی ہے
اسے دیکھا اوسے دیکھا ادہر تاکا اودہر جہانکا

بہت آنکھین ہین فرش راہ چلنا دیکھکر ظالم
کف نازک مین کانٹا چبھ نجائے کوئی مژگانکا

گرہ کیسی لگی تھی کھل پڑی کس راہ مین نقشے
نظر آتا ہے خالی آج گوشہ تیرے دامانکا

حوران خلد بولتی ہین بڑھ کے بولیان
نیلام ہو رہا ہے تمہارے شہید کا

ملی جو یار کی شوخی سے اسکی بے چینی
تمام رات دل مضطرب کو پیار کیا

ڈوب کر سینہ مین اس رخ تک سے پیکان نکلا
دل سے بیساختہ نکلا کہ وہ ارمان نکلا

نام اوسکا تو مرے دلمین نہان تھا تا صبح
ہائے کمبخت ترے منہ سے یہ کیونکر نکلا

دلمین لے دے کے رہا تھا ایک قطرہ خونکا
کچھ نیاز غم ہوا کچھ صرف مژگان ہو گیا

بوسہ لیکر دل دیا ہے اور پھر نالان ہین داغ
کوئی جانے مفت مین حضرت کو نقصان ہو گیا

کیا تھا دفن کشتہ کو تمہارے قبلہ رو لیکن
خدا جانے کہ منہ اوسکا فرشتون نے کدہر پایا

وہ میرا چھیڑنا آغاز الفت مین شکایت سے
وہ رکھکر ہاتھ کا نونپر ترا کہنا کہ بھر پایا

تمہاری رہگذر مین لوگ دیوانہ بناتے ہین
کہا مجھ سے ترا دل ہے کسی نے کچھ اگر پایا

بزم اغیار کا مذکور ہے میرے آگے
وہ بھی اسطرح کہ افسوس تم ہان تو نہوا

ترے دست حنائی مین بھی ہے چور
کسی کو ہاتھ کا سچا نپایا

وصل مین ہائے وہ اترا کے مرا بول اٹھنا
اے فلک دیکھ تو یہ کون مرے گھر آیا

وعدہ پہ مری اونکی قیامت کی ہی تکرار
اور بات ہے اتنی کہ اودھر کل ہی ادھر آج

جھکی ہی جاتی ہی کچھ خود بخود حیا سی وہ آنکھ
گری ہی پڑتی ہی بیمار ناتوان کیطرح

زاہد بڑی کریم ہے پیر مغان کی ذات
وان سب عبادتین ہین وضو بے وضو نسیے

اے شیخ جسکو جو نہ ملیگا بڑے گا شوق
جنت کو مین پسند جہنم کو تو پسند

عمر کیونکر نہ بسر کیجیے غافل ہوکر
کرلا ہے ہمین اک قطرۂ مے دل ہوکر

بزم اغیار کا ظاہر ہے اثر آنکھون پہ
مہربان آنکھ کی خفت مرے سر آنکھون پر

جانب چرخ اشارہ سے بتایا اوس نے
جب کہا مین نے مرا صبر پڑیگا کس پر

ترے بیمار کو آتی نہین موت
پڑ ہے جائے کوئی لیسین کہان تک

حورون کا انتظار کرے کون حشر تک
مٹی کی بھی ملے تو روا ہے شباب مین

خدا ہے کوئی پوچھے حشر مین ہم تو آگئے
کہ وہان تم کسپہ مرتے تھے کہین ہم آپ سمجھین

میخانہ کے قریب تھی مسجد بھلے کو داغ
ہر ایک پوچھتا ہی کہ حضرت ادہر کہان

دلمین سما گئی ہین قیامت کی شوخیان
دو چار دن رہا تھا کسی کی نگاہ مین

نہین ہی غور اونہین بھی ستم رسیدونکے
وہان وہ چرخ کو قایم مقام کرتے ہین

مجھکو تباہ چشم مروت نے کر دیا
لمجائے تو چراؤن کسیکی نظر کو مین

خبر سنکر مرے مرنیکی وہ بولے رقیبونسے
خدا بخشے بہت سی خوبیان تھین مرنیوالے مین

ملے مجھسے تو فرمایا تمہین کو داغ کہتے ہین
تمہین ہو واہ کامل مین تمہین رہتے ہو لاکھون مین

اجل کا نام لین تقدیر کو روئین مجھی کو سہین
مرے قاتل کا چرچا کیون ہی میرے سوگوارون مین

کس سے وعدہ ہے جو گھبرائے ہوئے پھرتے ہو
یہ وہ گردش ہے کہ تیر بھی مقدر مین نہین

جبین لین دلکو اگر وہ تو یہ مجبوری ہے
مین کہے جاؤنگا محتاج ہون مقدور نہین

عرصۂ حشر مین اللہ کرے گم مجھکو
اور پھر ڈھونڈتے گھبرائے ہوئے تم مجھکو

دیکھنا چھیڑ سر حشر مرے پاس آکر
کہتے ہین کون ہون مین جانتے ہو تم مجھکو

دیکھنا پیر مغان حضرتِ زاہد تو نہین
عدم سے سب آتے ہین یان چار دنکو
تم آئینہ دیکھو تو ہم بھی یہ دیکھین
تھی موت کو فرہاد کی وہ کیا جانے
اوسکی بیداد نے چھوڑی نہین عالم مین جگہ
لیکے دل آپ جگر چھوڑ گئے سینہ مین
گو حجب ہی پہ یہ جنبش لب کیا ہی ہی ضمانت
دلمین قاتل کے رکاوٹ ہو تو ہو
رخ روشن کے آگے شمع رکھکے وہ یہ کہتے ہین
یار کا پاسِ نزاکت دلِ ناشاد سے ہے
باہم اک وعدۂ فردا پہ نوشتہ ہو جائے
تاثیر ہوئی ہے کس نظر کی
تلوار مجھی کو ہے مری آہ
یہہ بھی احسان ہے جو وعدے ہون
بڑا مزا ہو جو محشر مین ہم کرین شکوہ
ملے تو حشر مین لے لون زبان ناصح کی
ایک تو حسن بلا اوسپہ بناوٹ آفت
حشر مین لطف ہو جب اونسے ہون دو دو باتین
خوشنوائی نے رکھا ہمکو اسیر صیاد
شرکت غم بھی نہین چاہتی غیرت میری
گئے ہین اور یہہ کہتے گئے ہین

کوئی بیٹھا نظر آتا ہے پسِ خم مجھکو
نہین ہوتی منظور رخصت زیادہ
کہ ہے کونسا خوبصورت زیادہ
منھ سے شیرین کے ابھی دودہ کی بو آتی ہے
نالے گھبرائے ہوئے پھرتے ہین دلوا سے
اک رقم یاد رہی ایک رقم بھول گئے
قاصد کے منہ مین بھرتی ہی شوخی جوابکی
خنجر اپنے دم سے اچھا چاہیے
اور وہ جاتا ہے دیکھین یاد پھر پڑنا آتا ہے
نالہ رکتا ہوا تھمتی ہوئی فریاد رہے
کہ مری بھول کی عادت ہی مجھے یاد رہے
وہ آنکھ نہین ہے ناسہ بر کی
وہ بھی ظالم تری کمر کی
دوسرے تیسرے قیامت کے
وہ منتون سے کہے چپ ہو خدا کے لئے
عجیب چیز ہے یہہ طول مدعا کے لئے
گھر بگاڑین گے ہزارونکے سنورنیوالے
وہ کہین کون ہو تم ہم کہین مرنیوالے
ہم سے اچھے رہے صدقے مین اوترنیوالے
غیر کی ہوکے رہے یا شب فرقت میری
بہل جاؤگے اپنے ہمنشین سے

نہین آتا تجھے گر اے تمنا ۔ نکلنا سیکھ لے جان حزین سے
وقت نظارہ کی کشش حسن نے کی ۔ آنکھونکو لیکے ساتھ مین میری نظر گئی
طرز قدسی مین کبھی شیوۂ انسانین کبھی ۔ ہم بھی اک چیز تھے اس عالم امکان مین کبھی
دلمین بے لطف رہی خار تمنا کی خلش ۔ نوک نشتر نہ رہا یہ کسی مژگان مین کبھی
زبان دے نہ عدو کو کہ یہ تو وہ شے ہے ۔ ترے دہن مین رہے یا مرے دہن مین رہے
چھین لین حشر کے دن تم سے نہ حورین تجھکو ۔ اونکو حسرت ہے کہ یہ ہمکو ملے ہم مین رہے
مرگ دشمن کی دعا مانگ کے پچھتایا ہون ۔ کہین ایسا نہو وہ غیر کے ماتم مین رہے
حسن مجسم رہا کہ عشق رہا ۔ غیب کی کچھ خبر نہین آتی
قتل پر اپنے باندھ دیتے ہم ۔ ہاتھ اونکی کمر نہین آتی
سال معلوم ہے قیامت کا ۔ بات کہنے مین پر نہین آتی
بیغامبر کی بات پر آپس مین رنج کیا ۔ میری زبان کی ہے نہ تمہاری زبان کی ہے
وقت خرام ناز دکھا دو جدا جدا ۔ یہ چال حشر کی یہ روش آسمان کی ہے
فرصت کہان کہ ہم سے کسو وقت تو ملے ۔ دن غیر کا ہے رات ترے پاسبان کی ہے

درد خواجہ میر دہلوی رح بن خواجہ ناصر عندلیب تخلص رح سلسلۂ نسب پاکش
در فقرا تا امام الطریقۃ خواجہ خواجگان بہاء الدین المعروف بہ نقشبند رضی اللہ عنہ
می رسد و در امرا تا نواب ظفر خان کہ بعہد سعادت مہد جہانگیر بادشاہ از ناموران
بودہ است میر درد علیہ الرحمۃ در فنون سپاہگری دستگاہے بلند و در موسیقی
مہارتے شایستہ داشتند ہمانا دل حق منزل بسوے فقر کشید پیوند ارادت با پدر
پاک گوہر خویش درست کردند و پس از تکمیل رہنمونی سلک نقشبندیہ برگزیدند
از اکابر اولیا بودہ اند و اجلۂ اتقیا علاوہ این کمالات در سخنوری نیز از اساتذہ اند
زبانے شستہ دارند و بیانے دلربا و کلام ایشانرا قبولے خاص است نزد

اساتذہ سودا گوید ؎

میں کیا کہوں کہ کون ہوں سودا بقول درد	جو کچھ کہ ہوں سو ہوں غرض آفت رسیدہ ہوں

از تالیفات ایشانست نالۂ درد و آہ سرد و درد دل و شمع محفل و ایشانرا دو دیوانست یکے در پارسی دیگرے در ریختہ ؎

سینہ و دل حسرتوں سے چھا گیا	بس ہجوم یاس جی گھبرا گیا
قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نتھا	پر ترے عہد سے آگے تو یہہ دستور نتھا
ہے کوتہی اجل کی طرف سے ہی ورنہ میں	اک عمر سے اسیر ہوں زلف دراز کا
پھرتی ہے خاک میری صبا در بدر لئے	اے چشم اشکبار یہہ کیا تجھکو ہو گیا
بارے مجھے بتا تو سہی کیا سبب ہوا	پھر مجھہ پہ مہربان ہوا تو غضب ہوا
فلک سمجھہ تو سہی ہم سے اور گلوگیری	یہہ ایک جیب ہے سو تار تار رکھتے ہیں
اپنے بندہ پہ جو کچھہ چاہو سو بیداد کرو	یہہ نہ آجائے کہیں جی میں کہ آزاد کرو
کاش تا شمع نہوتا گذر پروانہ	تم نے کیا قہر کیا بال و پر پروانہ
کبھو ہنسنا کبھی رونا کبھو حیران ہو رہنا	محبت کیا بھلے چنگے کو دیوانہ بناتی ہے
دل بھی تیرے ہی ڈھنگ سیکھا ہے	آن میں کچھہ ہے آن میں کچھہ ہے
اگلے معانقہ کو اگر کیجے معاف	لگجاؤں اب گلے سے مکافات کے لئے
تیری گلی میں میں نہ چلوں اور صبا چلے	یوں ہی خدا جو چاہے تو بندہ کی کیا چلے
روندے ہے مثل نقش قدم خلق یاں مجھے	اے عمر رفتہ چھوڑ گئی تو کہاں مجھے

دیوانہ رائے سرب سنگھہ ہمشیرہ زادہ راجہ مہا نراین در پارسی چار دیوان دارد از انجاکہ از مشاہیر اہل فکرت است و استاد حیدر علی حیران و جعفر علی حسرت این دو بیت ازو نوشتہ آمد ؎

جان پر آبنی ہمدم میری خاموشی سے	بات کچھہ بن نہیں آتی ہے اب اظہار بغیر

دل ہی کہ تیری تیغ کے آگے سے ٹل جاے | رستم کا کب جگر ہی کہ زہرہ پگھل نہ جاے

ذال معجمہ

ذوق شیخ محمد ابراہیم دہلوی المخاطب بہ خاقانی ہند ادستاد ابوظفر بہادرشاہ
ذتلمیذ شاہ نصیر دہلوی صاحب قوت فکر خداداد است برجمیع اصناف سخن قدرتے
کہ اوراست در ریختہ سرایان نتوان یافت گفتارش دریا کی زبان و بلندی معنی
دشوخی اشارت وکرسی نشینی ترکیب وبست قافیہ ونشست ردیف طراز یکتائی دارد
از زائدۂ تغزلاتی اولاحقی معلوم وازخوان نادرہ سنجی او را نصیبے مفروض زبانش را
پاکیزگی غاشیہ بردوش بیانش را شایستگی گرد راہ جامۂ وے جگرکاو جیگاماش
دلخراش رباعیات وے ناخن بدل زن مقطعاتش شور انگیز ٭

ہم ہین اور سایہ ترے کوچہ کی دیوار ونکا	کام جنت مین ہی کیا ہم سے گنہگار ونکا
مین ہجر مین مرنیکے قرین ہو ہی چکا تھا	تم وقت پر آ ہو بچے نہین ہو ہی چکا تھا
بغل سے لیگئے دلکو نکالکر وہ صبیح	جو مانگا تو کہا آنکھین نکال کے کیسا
اس سے تو اور آج وہ بیدرد ہو گیا	اب آہ آتشین سے بھی دل سرد ہو گیا
سینہ مین بوالہوس کے بھی تھا آبلہ مگر	نشتر کا نام سنتے ہی منہ زرد ہو گیا
نیچہ جب مول وہ بانکا جوان لینے لگا	موت کے جی مین مزے یہہ نیچان لینے لگا
تیر چٹکی مین لیا اس نے پی جان عدو	رشک میرے دلمین کیا کیا چٹکیان لینے لگا
مجھکو ہر شب ہجر کی ہونے لگی جون روز حشر	مجھ سے یہہ کس دن کے بدلے آسمان لینے لگا
سنکے مجنون نے مرے شور جنونکو یون کہا	واقعی مجھ سے بھی یہہ شوریدہ سر اچھا ہوا
مجھکو صدقہ کرا گرہے بدمزہ تیرا مزاج	یہہ ادہر صدقہ دیا تو نے ادہر اچھا ہوا

ذوق کے مرنیکی سنکر بیلے تو کچھہ رک گئے
عبث جان منتظر ہو ٹوٹنیہ ہی وہ شوخ کب آیا
تاملِ کیجیو ذوق تپیدن دیکھیے کیا ہو
لگائی زلف کو شانہ نے جب اونگلی پکارا دل
ترے ڈر سے نہ آیا پاس کوئی نیمجانون کے
کہے ہے خنجرِ قاتل سے یون گلو میرا
نہوا آبِ شہادت سے گلو تر نہوا
اوس نے جب ہاں بہت ردّوبدل مین پایا
ساتھہ اونکے ہین ہم سایہ کی مانند و لیکن
دل مانگنا مفت اور یہہ پھر اوسپہ تقاضا
یون لائے وان سے ہم دلِ صد پارہ ڈھونڈکر
چشم و نگہ کو تیری بدنام کیون کریگا
کرے ہے شرع کا پاس نمک مدام شراب
فرقت کی رات جی چکے ہم تا زمانِ صبح
ریشِ سپید شیخ مین ہے ظلمت فریب
ٹھیری ہے اونکے آنیکی یان کل پہ جا صلاح
کھنچین جو تیغ قاتل شمشیر تھا دہن کی تنگی سے تنگ ہوکر
خوب روئے آج ہم سنسان ہاموں دیکھکر
کہا پتنگ نے یہہ دار شمع پہ چڑھہ کر
تونے گل کو سر پہ رکھا جب چمن مین توڑکر
رہ گئے کون ہو قربان مری اس چتون پر

پھر کہا تو یہہ کہا منہہ پھیر کر اچھا ہوا
اگر چلم مین بھی آیا تو ہم جانین گرے آپا
کہ ابتک ذبح کرنیکا نہین قاتل کو ڈھب آیا
یہہ گستاخی بھلا رہ تو سہی اے بے ادب آیا
مگر رونا کبھی چوری سے بعد از نیم شب آیا
کمی جو مجھہ سے کرے تو پیئے لہو میرا
مستعد جب وہ ہوا مارنے کو خنجر نہوا
ہم نے دل اپنا اوٹھا اپنی بغلین مارا
اسپر بھی جدا ہین کہ لپٹنا نہین آتا
کچھہ قرض تو بندہ پہ تمہارا نہین آتا
دیکھا جہان پڑا کوئی ٹکڑا اوٹھا لیا
مرگ و قضا کو تیرا عاشق نہ لے مریگا
حرام ہے نہین لیکن بمکہ حرام شراب
ہوگی اذان گور ہماری اذان صبح
اس بمکر چاندنی پہ بمکرنا گمان صبح
اے جان بر لب آمدہ اب تیری کیا صلاح
نکلا آیا جو راہ آنکھو کی دل مین بیٹھا خدنگ ہوکر
یاد آیا ہمکو مجنون بید مجنون دیکھکر
عجب مزا ہے جو مرتے کسیکے سر چڑھہ کر
مین بھی حاضر ہون کہا غنچہ نے یہہ منہہ پھوڑکر
مین کھون مین تو کہے مین کے چھری گردن پر

پائی نہ تیغ عشق سے ہمنے کہین پناہ
ترے خرام کے پیرو ہین جتنے ہین فتنے
ترے قتیل بتاتے نہین تجھے قتال
ساقی لڑائیون سے تری چاہتا ہی جی
نازک کلامیان میری توڑین عدو کا دل
نہ چھوڑا تار وحشت نے ہماری جیب قبا مین
تو کہے غنچہ کہ اوس لب پہ دہری خوب نہین
ہم اپنے جذبۂ دل کے اثر کو دیکھتے ہین
مضطرب ہوکے اور بھی وہ ہوا پیچ و تاب مین
اسیر درد و غم مین ہون یعنی جان بلب مین ہون
جو مانگون موت درد ہجر سے مجھکو نہین لیا
سینہ و دل پہ مرے زخم جگر ہنستے ہین
مر گئے پر بھی تغافل ہی رہا آنے مین
جسجگہ بیٹھے ہین بادیدۂ نم اوٹھے ہین
رکھہ کمتر بس اب اسے چرخ نہ اتنا ہمکو
جتنے عاشق ہین ہم ایک کا ہے ایک عزیز
باعث رشک ہوا خون ہمارا ہمکو
اسپہ مرتے ہین کہ کیون غیر کو تونے مارا
اک حلاوت ہی عداوت مین بہی اوس ظالم کی
تو ہنسی سے نہ یہ کہہ مرتے ہین ہم بھی تجھپر
کھانے پینے کی قسم کہائی ہے تجھ بن ہمنے

قرب حرم مین بھی ہین تو قربانیون مین ہم
قدم سب آن کے رفتۂ خرام لیتے ہین
جب اونسے پوچھو اجل ہی کا نام لیتے ہین
یا ہم لڑا کے شیشۂ و ساغر کو توڑ دون
مین وہ بلا ہون شیشہ سے پتھر کو توڑ دون
مگر تارِ نفس سینہ مین سمجھو یا گریبان مین
عجب کہ منہہ چھوٹا سا اور بات بڑی خوب نہین
وہ پہلے بزم مین دیکھین کہ ہر کو دیکھتی ہین
کیا جانے لکھدیا اوسے کیا اضطراب مین
اور اوسپہ اب تلک جیتا ہون مین کوئی عجب مین ہون
کہ نامِ عشق ہون اور اسقدر زیست طلب مین ہون
ہنسنے دو چار جگر و ہنستے ہی گھر بستے ہین
بیوفا پوچھے ہے کیا دیر ہے لیجانے مین
آج کس شخص کا منہہ دیکھکے ہم اوٹھے ہین
ہم نے جانا کہ کیا خاک سے پیدا ہمکو
شمع سے چاہئے ہے خون کا دعوی ہمکو
تجھ بن دیکھے ہے غش جسنے کہ دیکھا ہمکو
وہ نصیب اوسکو ہوئی تھی جو تمنا ہمکو
کہ اگر زہر بھی دیتا ہے تو میٹھا ہمکو
مار ہی ڈالے گا بس رشک ہمارا ہمکو
ورنہ ہے زہر تو ہر طرح گوارا ہمکو

ہم تبرک مین لب ساب کرلے زیارت مجنون
سر پہ پھرتا ہے لئے آبلۂ پا جسکو

لبیک و اذان ناقوس و جرس بانگ خندۂ قلقل ناگہ
دل کہینچے مین ہان کوئی ہو ہر ایک نوائے دلکش کو

دن کٹا جائیے اب رات کدہر کاٹنے کو
جب سے تو پاس نہین دوڑتی ہے گھر کاٹنے کو

نکالون کسطرح سینہ سے اپنے تیر جانان کو
نہ پیکان دلکو چھوڑے ہے نہ دل چھوڑے ہے پیکان کو

تم سبھی ٹکڑے نہ غرفہ سے نکالا منہہ کرو
اور نہین گر مانتے تو جاؤ کالا منہہ کرو

عبث تم اپنا رکاوٹ سے منہہ بناتے ہو
وہ آئی لب پہ ہنسی دیکھو مسکراتے ہو

اے ذوق وقت نالہ کے رکھلے جگر پہ ہاتھ
ورنہ جگر کو رویگا تو دہر کے سر پہ ہاتھ

جنون کی جیب دری پر ہین خوب چلتی ہاتھ
سلوک سینہ سے بھی کچھ تو کرلے چلتے ہاتھ

اوٹھ چکا وہ ناتوان جو رہ گیا
دب کے تیرے سایۂ دیوار سے

ترے کوچہ کو وہ بیمار غم دار الشفا سمجھے
اجل کو جو طبیب اور مرگ کو اپنی دوا سمجھے

ہر اک گردش مین سو انداز ناز فتنہ زا سمجھے
فلک کو ہم کسی کافر کی چشم سرمہ سا سمجھے

نگاہ ہجوم یاس مین ہے دل نگاہ ہجوم حسرتین
ہے یہہ سر و سپاہی پشت پہ تا لشکر ہے

لیتے ہی دل جو عاشق دلسوز کا چلے
تم آگ لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے

اے غم مجھے تمام شب ہجر مین نہ کھا
رہنے دے کچھ کہ صبح کا بھی ناشتا چلے

لیجائین میرے کشتہ کو جنت مین بھی اگر
پھر پھر کے تیرے گھر کیطرف دیکھتا چلے

ابا ونکو شست جستین ہفت دریا لوگ کہتے ہین
گرے تھے اشک کے قطرے مرد و چار دامن سے

رخصت ای زندان جنون زنجیر در کھڑکا ہے
مژدہ خار دشت پہر تلوا مرا کھجلائے ہے

سر بوقت ذبح اپنا اوسکے زیر پائے ہے
یہہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

بل بے استغنا کہ وہ یان آتے آتے رہ گئے
اُف رے بیتابی کہ یان تو دم ہی نکلا جائے ہے

حاضر ہین میرے توسن وحشت کی جلو مین
باندھے ہوئے کہسار بھی دامن کو کمر سے

کھلتا نہین دل بندہی رہتا ہی ہمیشہ
کیا جانئے کہ آجائے ہے تو ہمین کدہر سے

بالین پہ کہا میرے ہنگام محشر نے
لو اوٹھو کہین حضرت کیا دیر لگائی ہے

الٰہی کس بیگنہ کو مارا سمجھکے قاتل نے کشتی ہے
کہ آج کوچہ مین اوسکے شور ماتم زنی تلملتی ہے

دل کی سماش غم اسے غم کی تلاش ہے
ڈرتا ہون دل سے مین کہ بڑا بدمعاش ہے

سنبے تیرے کان زلفِ معنبر لگی ہوئی
رکھے گی یہ نہ بال برابر لگی ہوئی

بیٹھے بھرے ہوئے ہین خُمِ مَی کیطرح ہم
پر کیا کرین کہ مُہر ہے منہہ پر لگی ہوئی

کرتی ہے زیر برقع فانوس تاک جھانک
پروانہ سے ہے شمع مقرر لگی ہوئی

اے ذوق دیکھہ دخترِ رز کو نہ منہہ لگا
چھٹتی نہین ہے منہہ سے یہ کافر لگی ہوئی

پھینکے ہے اک جنبشِ مژگان مین وہ پری
اس اپنے ناتوان کو پرے کوہ قاف سے

اوٹھتے ہین گر نصیب سے گاہی فلک سے ہم
فرقت کی رات کم نہین روزِ مصاف سے

رہے جون شیشۂ ساعت وہ مکدر دونون
کبھی مل ہی گئے دو دل جو کدورت والے

ہاتھ رہے حسرتِ دیدار مری ہائے کدہی
لکھتے ہین ہاتھ دو چشمی سے کتابت والے

نہین جز شمع مجاور مرے بالین مزار
نہین جز کثرت پروانہ زیارت والے

دل سے کچھہ کہتا ہون مین مجھسے ہی کچھہ دل کہتا
دونون اک حال مین ہین رنج و مصیبت والے

تو جو آجائے تو اے دردِ محبت کی دوا
مرے ہمدرد ہون بیدرد نصیحت والے

کبھی افسوس ہے آتا کبھی رونا آتا
دلِ بیمار کے ہین دو ہی عیادت والے

بھولا نہ مجھے قتل گہِ عام مین قاتل
اللہ رے ترا حافظہ کیا یاد غضب ہے

مزے جو مرنے کے عاشق بیان کبھو کرتے
مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے

غرض تھی کیا ترے تیرونکو آبِ پیکان سے
مگر زیارتِ دل کیونکہ بے وضو کرتے

دروازہ میکدہ کا نہ کر بند محتسب
ظالم خدا سے ڈر کہ درِ توبہ باز ہے

پہنچا ہے شب کمند لگا کر وہان رقیب
سچ ہے حرام زادے کی رسی دراز ہے

ساقیا عید ہے لا بادہ سے مینا بھر کے
کہ مے آشام پیاسے ہین مہینا بھر کے

نہین مژگان پر خون خار غم ہی دل نشین نکلے
ہم تسا حابد اپنا کسیکو نہین پاتے
کیون ہم نے دیا دل تجھے او سنگدل اپنا
کہولدے آنکھین دم ذبح نہ دیکھونگا تجھے
جب مین دنیا سے چلا سر پہ یہ بولی حسرت
دور کر بالون کو سر پہ سے کہے ہے لیلی
مین تو اون آنکھونکی گردش کا بلا گردان ہون
جو پاس مہر و محبت کہین یہان بکتا
الہی کان مین کیا اوس صنم نے پہونکدیا
وبال دوش ہے اوس ناتوان کو سر لیکن
رہے ہے ہول کہ برہم نہو مزاج کہین
جو دل قمار خانہ مین بت سے لگا چکے
زہراب بہی ہے بادہ تو کرلینگے نوش جان
باز آیا دیکہنے سے نہ آتش رخونکے دل
زبان پیدا کرون جون آسیا سینہ مین پیکان سے
فلک کیا فتنہ سازی مین ہو ہم چشم فتان سے
ایسا نہو کہ تے ہی آتے جواب خط
اے شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات
فلک تو تیرہ ہو کر صبح سے تاشام بیتاب ہم
چلا پہلو سے اوٹھکر جبکہ وہ آرام جان دل
کون وقت اے وائے گذرا جی کو گہبراتے ہوئے

جنون پہ نشتر کیسے کہین ڈوبے کہین نکلے
تم پاتے ہو ہمکو تو چھری کو نہین پاتے
کمبخت ہم اوس سخت گہڑی کو نہین پاتے
پر چھری اپنی مین گردن پہ تو دیکہون چلتی
تو اکیلا نہین ہمرہ ترے مین یون چلتی
پر نہین کان پہ مجنون کے ذرا جون چلتی
کہ نہین تیری بہی وان گردش گردون چلتی
تو ہم بہی لیتے کسی اپنے مہربان کے لئے
کہ ہاتھ رکہتے ہین کانون پہ سب اذان کے لئے
لگا رکہا ہے ترے خنجر و سنان کے لئے
سجا ہے ہول دل ونگ مزاجدان کے لئے
وہ کعبتین چھوڑکے کعبہ کو جا چکے
ساقی پیالہ منہ سے ہم اب تو لگا چکے
سو بار آبلے اسے آنکھین دکہا چکے
دہن کا ذکر کیا یان سر ہی غایب ہی گریبان سے
گرا تہا یہ ہی اشک سرمہ آلود اوسکی مژگان سے
قاصد جواب زندگی مستعار دے
ہنسکر گذار یا اسے روکر گذار دے
مگر سیدہی نظر سے تیری اپنا کام چلتا ہی
کہا آرام نے مجہسے کہ لو آرام چلتا ہے
موت پڑتی ہی اجل کہہ یا نہ تا آتے ہوئے

کچھ ہوتی آدمیت اگر ہوتے آدمی
سر تو ہے تن پہ مرے تیغ ستم کیواسطے
کیا تاب دل اپنا ہے جو بے برق لاگ رکھے
ہوس میں کعبہ کی ہوں نت شیخ ترسا سی گرہ
کوئی کمر کو تری ہو اگر کمر تو کہے
گر رخ کا بوسہ دیجے نہیں لب کا دیجیے
تم دو گھڑی کو آکر تو دیں لب پہ جان کو
کہتے ہیں آج ذوق جہان سے گذر گیا
عزیزو ناقۂ لیلیٰ کے دیکھو گئے شتر غمزے
ذکر کچھ چاک جگر سینہ کا سن سن اپنے
آج تنہا اتفاقی سے ہیں گھر میں پھرتے
ابتو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مرجائیں گے
مری طاعت سے ابتو معصیت بھی عار کرتی ہے
اگر اوٹھے تو آزردہ جو بیٹھے تو خفا بیٹھے
باقی ہے شیخ کو ابھی حسرت گناہ کی
جو کہوگے تم کہینگے ہم بھی ہاں یوں ہی سہی
ہم تو کے دلکو جذب لیے کھینچے جائیں گے
جا بجا ہے زیر مغیلاں ترے دیوانوں کی
قسمت برگشتہ دیکھو اک نگہ کی تھی ادھر
ستمگر تو نے روکا سکو میرے پاس آنے سے
جو پوچھے زاہد خشک اپنی داروین انکو میں پی

یہ خوب رو تو حور ہوئے یا پری ہوئے
پر لگا رکھتے ہیں وہ جھوٹی قسم کیواسطے
دوزخ بھی ہو تو انکی بیٹھو نہ آگ کے
یہاں تو کوئی صورت بھی ہے وہاں اللہ ہی اکبر
کہ آدمی جو کہے بات سو بیخبر تو کہے
وہ بھی شکل ہے بہول نہیں نکھری سی ہی
ٹھہرا رکھوں کہ اور بھی یاں ٹھہری گھڑی بھی
کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے
اگر مجنوں کو ملجائیگی خدمت ساربانی کی
کرکے ہیں ضبط ہنسی یکہوں ہوں ناحق اپنے
کل کے جو وصل کے عالم میں نظر میں پھرتے
مرکے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے
مری توبہ پہ توبہ توبہ استغفار کرتی ہے
لگا یا جی کو اپنے روگ جب جی لگا بیٹھے
کالا کرے گا منہ بھی جو داڑھی سیاہ کی
آپکی یوں ہی خوشی ہے مہرباں یوں ہی سہی
پر پڑے پتھر ہیں یہ مشکل سے کھینچے جائینگے
مدتوں جہاں پہ چھنے خاک بیابانوں کی
سو بھی آ گر تا سر مژگان حیا سے ہو گئی
اجل بھی گر کبھی آئے تو شاید کچھ بہانے سے
اگر پرہیز کی پوچھے کہوں نا پرہیزگاری سے

رای مہملہ

راحت مرزا محمود بیگ پور احمد بیگ رومی الاصل دہلوی مسکن از تلامذہ مومن خان سپاہگری وسیلۂ معاش او بود عاقبت گوشۂ انزوا پذیرفت ھ

صبر و قرار و تاب و توان رفتہ رفتہ سب / آجائینگے کہین سے دل رفتہ گر ملا

غیرون سے جو اشارے محفل مین ہین تمہاری / سمجھین وہ یا نہ سمجھین یہ یہہ غلام سمجھا

اجل پہلے آوے کہ وہ پہلے آوین / یہی راہ مدت سے ہم دیکھتے ہین

یہہ چاہتا ہون کہ رازِ نہان نہ افشا ہو / ترے دہن سے زیادہ مرا دہن بنجائے

راغب شیخ غلام علی از شاگردان مرزا فدوی و میر تقی در ۱۲۱۳ھ درگذشت از تالیفات اوست مثنوی راز و نیاز بندہ دیدہ ام خوش گفتہ است و حسن و عشق و سبیل نجات و او را دیوانے ست ھ

حیا کے پردہ مین مارا ہے ایک عالم کو / شہید مین تو ہون ان شرمگین نگاہون کا

گذرے جو وہ خیال مین تو نازکی ہی ہائے / یہہ رنگ ہو کہ پھول ہو جیسے ملا ہوا

ملین حضرت راسخ ہمکو اگر تو یہہ پوچھین اونکی جنابمین ہم
کہو قبلہ و کعبہ وہ کیسا تہا گل تمہین کا کٹا سا جسکی ہوا نے کیا

راغب احمد حسین برادرزادہ حافظ محمد بخش عرف حافظ منّو ھ

یارب اسے تو چین دے مجھکو مارے تک / جتنا ہے میرے حال پہ دل غمگسار کا

مین نے کہا سر کٹنے مین کیا کیا نہ ملے لطف / کہنے لگے لے آؤ اگر ہے کوئی سر اور

راقم بندرابن نام از سکنائے متھرا یا جہان آباد و از شاگردان میرزا مظہر رح و سودا ھ

کہے کیا درد دل بلبل گلون سے	اوڑا دیتے ہین اوسکی بات ہنسکر
یان تک قبول خاطر کیجے تری جفا کو	تا سب کہین کہ راقم رحمت تری وفا کو

رحمت رحمت علی از خویشان وشاگردان حضرت صہبائی در پارسی و ریختہ فکر میکرد از تالیفات اوست نالۂ بلبل وانشار حدیقۂ رحمت و مثنوی شکایت فلک ہے

طعنے ابتک ہین کہ رخ کی مرے کیا قدر نہین	مین نے اک روز کہین کھائی تھی قرآنکی قسم

رشک میر علی اوسط لکھنوی از تلامذہ شیخ ناسخ دیوانے دارد ہے

وہ رند ہون کہ کرون قرض کرکے میخواری	جو روز جمعہ ہو ذیحجہ کی نوین تاریخ

رشکی نواب محمد علیخان خلف الرشید نواب مصطفےٰ خان شیفتہ دہلوی از خوشہ چینان خرمن فیض مرزا نوشہ اسد اللہ خان غالب است در ہر دو زبان ریختہ و پارسی سخن دلکش میگزارد خیلے خوش گفتہ است ہے

مانگی جو اوسنے جان تو تغیر وہ آہی	حالانکہ اک ہنسی تھی فقط امتحان تھا
کیا کیا بناکے ہم نے سنایا رقیب کو	مضمون تیرے نامۂ الفت طراز کا
قیس کی دہوم مچ رہی ہے مگر	عشق اس سے سوا نہین ہوتا
ہے دگرگون ابتدائے عشق مین رشکی کا حال	رحم آتا ہے مجھے اوسکی جوانی دیکھکر
رات کو بات نکی اوسنے سحر تک ہم سے	اور جو کچھ کہ ہوا قابل اظہار نہین
یہہ منصب بلند ملا جسکو مل گیا	ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہان
وہ وہ کئے ہین جرم کہ کم ہونگے اور سے	کیا کیا امیدواری تعذیر کرچلے

رفعت مرزا پیارے دہلوی از دودمان امیر تیمور گورگانی ست وشاگرد عبد الرحمان خان احسان و مولوی صہبائی ہے

ہم خوش تہے کہ محشر مین تو دیکھین گے وہ دیدار	لیکن یہہ قیامت ہے کہ محشر نہین ہوتا
کچھ آنکھ کا گیا نہ گیا کچھ خیال کا	مارا گیا دل اور یہی بے قصور تھا

ہین ایک وہ بھی کہ تم سے ہوا دنکو از رو نیاز	اور ایک ہم ہین کہ منہ تکتے ہین زمانہ کا
ہائے پانی ہی چوانے کو نہ آیا دم نزع	کوئی جز گریہ حسرت تہے بیمار کے پاس
پونچھے اشک اوس نے گمان بخیر مین	مرگئے ہم اتنے ہی احسان مین

رمز مرزا فتح الملک بہادر ولیعہد ابوظفر سراج الدین بہادر شاہ واز شاگردہ ذوق دہلوی ست ؎

آنکھین تو اوسکو دیکھ کے موتی ہین تہرآ	بن دیکھے دل تڑپنے لگا اسکو کیا ہوا
کیا قتل ظالم نے کس کس ادا سے	ملا مجھکو قسمت سے جلاد اچھا
تم رہو اور مجمع اغیار	میرا کیا ہے ہوا ہوا نہوا

رنج میر محمد نصیر محمدی خلف میر کلو نبیرہ و سجادہ نشین خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ در موسیقی دستگاہے داشت و ریاضی نیکو میدانست و شعر نیک می شناخت مومن خان کہ با وے نسبت خویشی و دامادی داشت در تاریخ وفات او این قطعہ گفتہ ؎

شیخ زمان شد ز دہر و ز پی سال وفات	فکر بلند م رہ جنت ما وا گرفت
گفت بہ مومن ملک خواجہ محمد نصیر	در قدم ناصر و درد نکو جا گرفت

این بیت ازوست ؎

دل ہو جسکے لئے پہلو مین تپان رہتا ہے	یون سنا ہے کہ اوسے بھی خفقان رہتا ہے

رند سید محمد خان خلف نواب سراج الدولہ غیاث الدین محمد خان نیشاپوری از باشندگان فیض آباد در لکھنو طرح اقامت افگند از شاگردان خواجہ آتش بود دو دیوان دارد ؎

رخ کو پوشیدہ عبث شاہ لقا کرتے ہین	اچھی صورت کو چھپاتے ہین برا کرتے ہین
دل نہین دیتا مین اسواسطے آزردہ ہو	روٹھے جاتے ہو اسی بات پر آؤ آؤ

نگہ پاس سے دیکہون تو یہہ کہتا ہی وہ شوخ | پہر بُری آنکہہ سے اسنے مجہے دیکہا دیکہو

رنگین سعادت یارخان دہلوی تورانی الاصل پور طہماسپ بیگ خان زبان ریختی ایجاد اوست سیاحتہا کردہ و مرحلہا پیمودہ بود کلام خویش فراہم آوردہ نورتن نام کردہ در جمادی الثانی سنہ ۱۲۵۱ھ ہشتاد سالہ درگذشت در گلشن بیخار می آرد از غرائب امور آنکہ میگفت درین سال رخت بعدم آباد میکشم چون سبب پرسیدند گفت سالہاست کہ بخواست مصرع تاریخ فوت خود برزبان آمدہ کہ درین سال ازان جہانفے شدن من خبر رسید بدو قصہ شاہ حاتم کہ اوستاد او بود نقل کرد کہ ہم برین نمط ایشان را اتفاق افتاد خلاصہ ہمچنان دیدہ شد انتہی او راست

گر اپنے دلمین تو انصاف سے سوچہا رنکیو | گلے مین ڈالکر بانہین منانا تیرا یاد آیا
قسم ہے ایک عالم کو رولا دیتا ہے ای رنگین | وہ اوسکی چہم چہم سسکیان کہ اکثر محبوب ہو جانا
جو پوچہتا ہون تغافل سے کیون جلاتے ہو | تو وہ کہتے ہی تجہے جانکر جلاتا ہون
اوسی مین ہے کہ دیکہو نکلی بلا وہ غیر کو دیکہے | بہلا یون دیکہنا دیکہو تو دیکہا جاتا ہے مجہسے

روشن روشن شاہ مولدش بریلی مسکنش میرٹھ

دیکہہ کے مجہکو منہہ کو چہپایا اور حیا کا نام کیا | واہ ری تیری دانشمندی آپ ہی اپنا کام کیا
آنکہون مین ذرا ٹہیر لو تا دیکہہ لین اوسکو | اقرار یہہ ٹہیرا ہے دم بازپسین سے

زای معجمہ

زار حافظ امام بخش نابینا از باشندگان تہانیسر پارسی آگاہ بود و با موسیقی آشنا اعمال کارگر میدانست

آشنا ہوتی ہے اوس سے جو دشنام تو ہم
دلمین کہتے ہین کہ دشنام ہمین کیون نہوئے

زکی شیخ مہدی علی مرادآبادی خلف شیخ کرامت علی خطاب ملک الشعرا از واجد علی شاہ داشت رسمی آگہی از علمار فرنگی محل اندوختہ از فن تاریخ خیلے آگاہ بود دیوانے دارد

وحشت ہے آشکار زلیخا کے حال سے
آنکھین بیان کرتی ہین افسانہ خواب کا
ترک ملاقات کی پوچھو نہ بات
ہم سے نہ ملنا اوسے منظور تہا
دہوم دیوانے اوڑاتے ہین پریزادونکی
شمع محفل کو لگا دیتے ہین پروانے پر
گاہے نجم فراق کبھی آرزوئے وصل
کیا ہوسے دل لگی جو کبھی دل لگا رہے

سین مہملہ

سالک مرزا قربان علی بیگ خلف نواب مرزا عالم بیگ اقل روزگارے بہ استفادہ از والا خدمت مومن خان مستفید و بیشتر زمانے باستفاضہ تربیت از غیرت عرفی و فخر طالب مرزا غالب مستفیض بودہ حیدرآبادی مولد دہلوی مسکن است امروز در حیدرآباد است درین نزدیکی دو تا قصیدہ در پارسی زبان یکے در مدحت پدر والا گہر نامہ گرد آور و دیگر در ستایش والی این ریاست دام اقبالہا فرستادہ بندہ ہم مطالعہ کردم خوش سنجیدہ است اورا دیوانے است ہنجار سالک نام دارد

بتون کی بزم کہ کوئی نہین جہان اپنا
خدا کو کر کے چلا ہون نگاہبان اپنا
تم غیر کے ہوئے تو رہا کیا جہان مین
گویا ہمارے واسطے کچھ ہی بنا نہ تہا
جان یون سہل دی فرہاد نے عاشق ہوکر
پہلے اقبال بھی اللہ عطا کرتا تہا

کھیل ہر بات مین ہے فتنۂ محشر ہونا
تیز چلتی ہے سخت جبا نون پر
رہی آشنائی نقط نام کی
نیند اور نے سے بڑہا لطفِ شبِ وصل عدو
میرا ہوا آشیانہ اور آدل جلا ہوا
کیا کیا سزا ملی ہے مجھے وصل کے عوض
مین نکلتا تری محفل سے اکیلا ای کاش
سالک جو کوئی عشق مین مجھکو جدا کہے
مایوس و نا امید ہین کیا مدعا سے ہم
کاش اے سپہر تجھسے ہی کہتے تو سہل تہین
فرطِ نشاط وصل سے ہی ڈر کہ مر نجائین
آخر تو لائینگے کوئی آفت فغان سے ہم
تم آگئے تو ہوش کہان میزبان ہو کون
چُپ چُپ پڑے ہوئے تھے ابھی خانقاہ مین
ترے کوچہ کی مجہپر راہ ہے تنگ
ہوتی ہی رحم و نزاکت مین لڑائی کیا کیا
یہ بھی قسمت کہ ہوا نام ہمارا سالک
کہنے کا غیر کے تو کسیکو یقین نہین
طالبِ وصل یہ کہتے ہو یہ تکرار نہین
پھرتے ہین دادخواہ ترے حشر مین خراب
شکر کیجے مگر افسردہ سے ہو کر کیجے

اور ابھی سیکھتے ہین آپ ستمگر ہونا
دم نہ چڑہ جائے تیغ قاتل کا
وہ نام آشنا سے زبان رہگیا
ہائے پہونچا ہے کہان شور سلاسل تیرا
بجھ بھی گئی تھی آگ تو بجلی کو کیا ہوا
مین نے شبِ فراق کو روزِ جزا کہا
غم یہ ہے ساتھ مرے خنجر کا ارمان نکلا
تکتا ہون منھ کو اور یہ کہتا ہون ہائے دوست
کہتے ہین اور کہتے ہین کس التجا سے ہم
وہ خواہشین کہ رکھتے ہین اوس بیوفا سے ہم
ذکرِ غم فراق ہے چھیڑین بلا سے ہم
حجت تمام کرتے ہین آج آسمان سے ہم
آج آپ اپنے گھر مین ہین کچھ میہمان سے ہم
کچھ کچھ کہلے ہین بیعت پیر مغان سے ہم
کہ آتا ہے نگاہِ پاسبان مین
سر بیمار جو زانو پہ وہ دہر لیتے ہین
بے نقط ہی وہ سناتے ہین اگر لیتے ہین
پر تیری آنکھ راز کی تیری امین نہین
خوش ہون دو نفیون مین اثبات ہی انکار نہین
تو پوچھتا نہین تو کوئی پوچھتا نہین
تا وہ صورت ہی سے جانے کہ گلا کرتے ہین

مبتذل ہو کے گر فتنۂ محشر بنجائے
وہ اشارہ کہ تری نرگس فتّان نہین

لاغری سے نظر آتا کہین نخچیر نہین
تیر ہچکے تو کمان دار کی تقصیر نہین

اعتبار نگہ ناز ہے کیا کیا اون کو
قتل کو آتے ہین اور ہاتھہ مین شمشیر نہین

وہ دشمن دوست ہو یا آسمان ہو
اجل بنکر ہی کوئی مہربان ہو

شکر کیجے کہ نہین تاب تکلم مجھکو
ورنہ اسطرح ہی جو چاہو کہو تم مجھکو

اوسکو دیکھو کہ وہی مجھسے سوا گردشمن
آسمان بنکے ستانا نہ کہین تم مجھکو

غصہ قاتل کا بڑھایا ہے یہہ طعنہ دیکے
زندہ گویا کہ نہین چھوڑیئے تم مجھکو

اے خضر اتنے دن ترے کیونکر بسر ہوئے
ہم سے تو رات کٹ نہ سکی انتظار کی

کوئی تو بات ہنسی کی نکلے
خندۂ صبح قیامت ہی سہی

جان ہی دیکے عشق مین ہوئی خیر
آگیا کچھہ لیا دیا آگے

یہان بھی جو وہ ستائے کسی بیگناہ کو
اے اہل حشر تم تو نہ کہنا خدا لگی

ہو نہین وہ صید کر رہا کرے صیاد مجھے
ہو نہین وہ کشتہ کہ جیتا کرے جلاد مجھے

آمادہ ستم فلک و یار کینہ جو
پیغام موت کا مجھے اب جابجا سے ہی

سپہر شتاب خان دہلوی از تلامذہ مرزا صابر دیوانے دارد ۵

ہو غریق رحمت حق وہ عجب انسان تھا
میکدہ کی پہلے جو موجد ہوا تعمیر کا

اوسکو ظالم جو کہا مین نے تو ہنسکر بولا
تجھکو ظالم ہی میسر کوئی مجھسا نہوا

رکھا یاد تم نے مرے بھولنے کو
عجب لطف کا ہے یہہ نسیان تمھارا

ہم لطف سے تو گذرے پر تیر اجفا شعار
یہہ بھی بڑا ستم ہے کہ ہم پر ستم نہو

لینا ہے امتحان تو اب لے کہ پھر کہین
تو آئے تیغ کھینچ کے اور مجھہ مین دم نہو

کچھہ آجکل ہے دلمین گذرتے ہین غبار
کھلا نہ آنے کا یہان اونکے مدعا مجھکو

سرور رجب علی بیگ فرزند مرزا اصغر علی لکھنوی از شاگردان

نوازش حسین خان نوازش دیوانے دارد و فسانۂ عجائب از وست ہ

کسکی خوشی کہانکی ہنسی کیسا اختلاط ‌ ‌ ‌ ہمکو نہ چھیڑو تم کہ وہ اب ہم نہیں رہے

سرور اعظم الدولہ نواب میر محمد خان خلف نواب ابو القاسم خان از تلامذہ جان بیگ سامی و از امراء دہلی بود دیوانے دارد و تذکرہ از و یادگار از ریختہ سرایان پیشین و پسین دران قلمی نمودہ بپارسی ہم فکر میکرد در سنہ ۱۲۵۱ درگذشت ہ

دیوانے ہم نہیں ہیں کہ فصل بہار میں ‌ ‌ ‌ کہنے سے ناصحو نکے گریبان رفو کرین

خیر لا یا اوسے یان بہر تماشا دم نزع ‌ ‌ ‌ دوستون سے نہوا وہ جو ہوا دشمن سے

سکندر خلیفہ محمد علی مرثیہ گو پنجابی از تلامذہ محمد شاکر ناجی خود را از شرب شراب معاف نداشتے از وطن بدہلی و از دہلی بہ حیدر آباد رفت و از حیدر آباد بملک عدم شتافت استخوانش بہ کربلا فرستادند ہ

سحر گذرا چمن میں کونسا خورشید رو یارب ‌ ‌ ‌ کہ شبنم گل کے منہ پر اب تلک پانی پھرا کی ہے

سودا مرزا رفیع انچہ حضرت شیفتہ در ترجمہ اش نگاشتہ بندہ را خیلے خوش آمد بنا برین کلمۂ چند نقل بر نداشتم نظر افروز ارباب مطالعہ باد و ہو ہذا بزعم فقیر غزلش بہ از قصیدہ و قصیدہ اش بہ از غزل و اگر گوئی غزلش از اشعار پر کن مملو ست و قصیدہ از ان خالی زیادہ ازین چہ توان گفت کہ قدما را مانند فصحاے متاخرین پیرامون خاطر و جاگزین دل نہ این بود کہ ہر شعر دلپذیر آید و ہر بیت خاطر نشین لہذا در کلام ایشان رقص الجمل واقع شدہ چہ در قصیدہ و چہ در غزل مع انہم اولون والموجدون والاخاطہ بجمیع فنونہا متعذر للمتقدمین و للہ در من قال العلم للمتاخرین پس بنا برین مقدمات برین بزرگان دار و گیر زنہار سزاوار نیست و طعن و تعرض لایق نہ معہذا در اشعار منتخب ایشان باید نگریست کہ درجۂ رتبت عالی و مکانت فخیم جلوۂ ظہور گرفتہ و یدل علی ذلک ما قال شرف لا فاضل

فخر الاماثل قدوۃ المحققین مولانا صدر الدین المتخلص بہ آزردہ در تذکرہ خود کہ بایجاز و اختصار تمام در حال ارباب نظم ریختہ نوشتہ است تحت ترجمہ میر تقی المتخلص بہ میر در شرح کلام وے حیث قال پستش اگرچہ اندک پست است اما بلندش بسیار بلند مرزا از اقسام شاعری در مثنوی فکر معقول نیافتہ اما ہجو رکیک بسیار گفتہ و بآن شیوہ داشتہ و مضامین دلاویزی یافتہ کلیاتش از دست آوردہ اند کہ سودا روزی بہ آستانہ شیخ علی حزین رسید دستوری خواندن شعر یافت و برخواند ؎

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانہ مین
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانہ مین

شیخ فرمود تڑپے ہے چہ معنی دارد گفت اے می تپد شیخ بہ تکریم پرداخت و بملک الشعرا خطاب فرمود ؎

آدم کا جسم جبکہ عناصر سے مل بنا
کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا

کونین تک ملی تھی جس دل کی مجھکو قیمت
قسمت کہ اک نگہ پر جا اوسکو ڈال آیا

زبان ہے شکر مین قاصر شکستہ بالی کی
کہ جسنے دل سے مٹایا خلش رہائی کا

بچھیر دست باد بہاری کہین جون نکہت گل
پھاڑ کر کپڑے ابھی گھر سے نکل جاؤنگا

بہنا کچھ اپنی چشم کا دستور ہوگیا
دی تھی خدا نے آنکھ سو ناسور ہوگیا

مباد ہووے کوئی ظالم ترا گریبان گیر
مرے لہو کو تو دامن سے دھو ہوا سو ہوا

یہہ تو نہین کہتا ہون کہ سچ مچ کرو انصاف
جھوٹی بھی تسلی ہو تو جیتا ہی رہون مین

جی تمکو تو دیکے لون کہ جو ہو کارگر کہین
اے آہ کیا کرون نہین بکتا اثر کہین

تو نے سودا کے تئین قتل کیا کہتے ہین
یہہ اگر سچ ہے تو ظالم اسے کیا کہتے ہین

بوسہ ہنسکر نہ دیا اوسنے سوائے دشنام
سو بھی یہہ جب نہ ملا کوئی تو مجبوری مین

کیفیت چشم اوسکی مجھے یاد ہے سودا
ساغر کو مرے ہاتھ سے لیجو کہ چلا مین

سودا خدا کے واسطے کر قصہ مختصر
پیغامبر نے دیر لگائی تو ہے ولے
مت پوچھ یہہ کہ رات کٹی کیونکہ مجھ بغیر
سودا جہان مین آکے کوئی کچھ نہ لے گیا
عجب بیداد حسرت پہ مری صیاد کرتا ہے
قاصد کو اپنے ظالم دو کچھ مین دون سمجھا
ہے قسم تجھکو فلک گر دے تو جہانتک جاہے
تصور مین ترے کیہ صبا اوسلا ڈالی ہے
گل پھینکے ہے غیرونکی طرف بلکہ ثمر بھی
سودا تری فریاد سے آنکھون مین کٹی رات
سودا کے جو بالین پہ اوٹھا شور قیامت
بدلا ترے ستم کا کوئی تجھ سے کیا کرے
اتنا لکھائیو مرے لوح مزار پر
سب سے کہے سوتا ہون یہہ کہدین کہ پھر اٹھا
بیخوابی سے مرتا ہی شب ہجر مین سودا
دشنام تو دینے کی قسم کہائی ہے لیکن
مے پرستی ہے مری باعث آمرزش خلق
اے دل یہہ کس سے بگڑی کہ آتی ہے فوج اشک
انصاف کسکو سونپیے اپنا بجز خدا
سودا کو جرم عشق سے کرتے ہین آج قتل
خواہ کعبہ مین تجھے خواہ مین بتخانہ مین

ابنی تو نیند اوڑ گئی تیرے فسانہ مین
دہڑکے ہے دل کہ یہہ نہ کہے رات ہو گئی
اس گفتگو سے فائدہ پیارے گذر گئی
جاتا ہون ایک مین دل پر آرزو لئے
دکہاتا ہے تجہے اوسکو جسے آزاد کرتا ہے
جیتا پہرے تو اجرت ورنہ یہہ خونبہا ہے
جلوہ حسن اوسے حسرت دیدار سے
گلے لگ لگ مین رویا رات تصویر نہالی سے
اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادہر بھی
آئی ہے سحر ہونیکو ظالم کہین مر بھی
خندہ امرا دسبا بولے ابہی آنکھ لگی ہے
اپنا ہی تو فریفتہ ہووے خدا کرے
یان تک نہ دیکہیات کو کوئی خفا کرے
بالین پہ مرے شور قیامت اگر آئے
اب کہنے کو افسانہ کوئی نوحہ گر آئے
جب تیکھے ہو وہ مجھکو تو آک جنبش لب سے
توبہ صد توم نے کی ہی مری میخواری سے
لخت جگر کی نعش کو آگے دہرے ہوئے
منصف جو لٹے ہین سو تجہسے ڈرے ہوئے
پہچانتا ہے تو یہہ گنہگار کون ہے
اتنا سمجھتا ہون مرے یار کہین دیکھا ہے

جس روز کسی اور پہ بیداد کروگے | یہہ یاد رہے ہمکو بہت یاد کروگے

سوز محمد میر ولد میر ضیاء الدین نسبش تا حضرت قطب عالم گجراتی میرسد بخاری موطن دہلوی مولد بود خط شفیعہ و نستعلیق خوش می نگاشت و در فن تیراندازی نیک می شناخت اشعار بطرز مطبوع میخواند در عہد آصف الدولہ بہ لکھنؤ رفتہ در اوائل میر تخلص میکرد ہرگاہ میر تقی در لکھنؤ آمد سوز تخلص خویش قرار داد ہشتاد سالہ در تلمر از جہان رفت ہ

کعبہ ہی کا اب قصد یہہ گمراہ کرے گا | جو تم سے بتو ہوگا وہ اللہ کرے گا

بہم اوس سے ہم سے بگڑ گئی تو خفا ہو مجھکو رلا دیا
دلے مین بہی کیا ہون کہ رونے مین یہہ بنایا منہہ کہ ہنسا دیا

کھینچ کر تیر مار بیٹھے بس | سوز ہے یا شکار ہے کیا ہے

لوگ کہتے ہین تجہے یہ شخص ہے عاشق کہین | عاشقی معلوم لیکن دل تو بے آرام ہے

مگر جانیکا قاتل نے نرالا ڈہب نکالا ہے | سبہون سے پوچہتا ہی کہ لے اسکو مار ڈالا

سوز مولوی عبد الکریم خلف حضرت صہبائی تازی آشنا پارسی آگاہ دیوانے گذاشتہ ہ

فکر مین تھے انتہائے عشق کی مدت سی ہم | بارے یہہ عقدہ ہمین آکر تہ خنجر کہلا

صبا تربت سے رکہتی تہی راہ کچہہ ورنہ | ستم یہہ کیون مرے مشت غبار پر ہوتا

مین بڑا بول جو بولا تہا شب وصلت مین | سو وہ آگے مرے ہنگام سحر آ ہی گیا

ابہی دلمین ابہی آنکہون مین ابہی دامن پر | اشک مین بہی تری شوخی کا اثر آ ہی گیا

اب کوئی سوز سے تہنے کی نکالو صورت | خیر تقصیر ہوئی اب تو ادہر آ ہی گیا

سوز گو بیگانہ ہے پر بزم مین رہنے تو دے | رفتہ رفتہ یہہ بہی ظالم آشنا ہو جائیگا

پاس آنے مین نہ کشتو کے لگے دیر کہین | لے لیا موت نے گہڑی تری دیوار کے پاس

بوسہ پاؤن ہین کہے کہ جسکا نہین سراغ — بلتی تری زبان ہے بیداد گر نہین
جان سینہ مین نظر آنکھون مین دم ہونٹون پر — اک آنے سے ترے کام ہین اٹکے لاکھون
آج یان رسوا ہوا کل وان خرابی مین پڑا — یون ہی گھٹ گھٹ کر مری توقیر آدمی گئی

سید میر غالب علیخان المخاطب بسید الشعرا سر گروہ انشا پردازان دفتر شاہی بود نوشتہ اند تاریخ ایر مانسرائے کہ اکرام نام یکے از نقیبان حضور والا بیرون دروازہ لاہوری ساختہ بود والحال از و نشانے نماندہ بسیار بلطافت و پاکیزگی گفتہ للہ درہ ؏ امشب کرمے کن بسرائے اکرام ؏ و نیز تاریخ وفاتش کہ پایان مزار امیر خسرو دہلوی دفنش کردہ اند و بر سنگ مزار وے کندہ این ست ؏ اکرام بیاسود بپاے خسرو انتہی اورا ست

؏ سبب کیا پوچھتے ہو مجھسے میرے زار رونے کا
کسی کو کچھ مرض ہے مجھکو ہے آزار رونے کا

نے غازہ نہ گلگونہ نہ ہی رنگ حنا لو — اے خون شدہ دل تو تو کسی کام نہ آیا
یہہ دہڑک دل کی جو ہے عشق مین کچھ اور ہی ہے — وہ مرض اور ہے جسکو خفقان کہتے ہین
مین اور ترک عشق یہہ امکان ہی نہین — ناصح کی پند سننے کو یان کان ہی نہین
یارو مرے بالین سے نہ اوٹھو نہ جدا ہو — حالت مری اچھی نہین کیا جانئے کیا ہو

شین معجمہ

شادان مرزا حسین علی دہلوی خلف مرزا زین العابدین خان از تلامذہ مرزا غالب ؏

آئینہ دیکھکے کہتے ہین یہہ منہہ پھیر کے وہ — کوئی کھینچے لئے جاتا ہے ادہر دل میرا

غیر و بیمہ مین وہ لطف کہ بڑہتی ہین ہمیشہ
ہمپر یہہ ستم ہے کہ سوا ہو نہین سکتا

مژدہ اے یاس کہ پھر آئی مصیبت دلپر
حسرت ایدل کہ او نہین وعدہ نبہا دیگا

وہ یہہ کہتے ہین جو کرتے ہو دعا بہی کرلو
ہم مزا تمکو دکہا دینگے اثر ہونے تک

پوچھتے ہین کہ تمنا تو بتاؤ کیا ہے
جانتے ہین کہ نہین تاب تکلم مجہکو

پھرتی ہے کوئی چیز آنکھون مین
یہہ مرے بخت کا تو خواب نہین

ہماری ناتوانی دیکھنے کو
وہ آکر پوچھتے ہین تم کہان ہو

شایق خواجہ فیض الدین عرف خواجہ حیدر خان پور خواجہ خلیل اللہ ازسکناے ڈہاکہ از شاگردان مرزا غالب بپارسی ہم سخن میگفت دیوانے مختصر دارد ہ

اوسی نے کیا مجہکو رسواے عالم
کہ جسنے تجہے عالم آرا بنایا

شرر مرزا غیاث الدین دہلوی خلف مرزا قمر الدین رشید التخلص نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ و از تلامذہ ذوق دہلوی ست ہ

شرر خدا سے ڈرو کل تہے سجدۂ بت مین
اور آج تمکو یہ دعوی ہے پارسائی کا

لاکہہ پردہ مین وہ پوشیدہ رہا پر ہمنے
دیکہا جب دل کی نگاہونسے نظر آہی گیا

شرف میر امام علی ابن میر قادر علی فرخ آبادی ہ

منہہ سے بوسہ تو نہ مانگینگے جبین پا مرجاین
جان جاۓ تو نہین غم ہی مگر آن رہے

وصل مین ہوکے ہم آغوش وہ بولے یہہ ترستا
اب تو فرمائیے کچہہ اور بہی ارمان رہے

ششدر مرزا روشن الدولہ خلف مرزا آغا جان متخلص فرزند مرزا سلیمان شکوہ نسبت تلمذ با مرزا رحیم الدین حیا داشت در داستان طرازی کمالے بہم رسانیدہ بود ہ

کام تو کچہہ بہی نہین ہے حشر مین اپنا مگر
آن نکلینگے تری خاطر اگر آنا ہوا

ناتوانی کا جبرا ہو کہ اوٹھانے نہ دیا — ایسا کیا بوجہ بہت طوق گلوگیر مین تہا

شعلہ علی رضا خان ولد نواب ذو الفقار خان بزرگان وے در سرکار حیدر آباد باخطاب نوابی بر مناصب جلیلہ ممتاز بودند امروز وے نیز بر بقیہ آن تیول کہ پدر بزرگوار او را بود در اضلاع چھنڈواڑہ بفراغت تمام و قناعت مالا کلام بسر می برد مردے سنجیدہ و خوش صحبت است فکرے بلند و ذہنے ارجمند دارد در فن شعر اوستاد معین ندارد ہمان طبعش اوستاد ہست و فکرش رہنماست چون خال حضرت شہیر است مدتے ہم مشق و ہم مشورہ ایشان بودہ دیوانے فراہم آوردہ است ؎

مانند آسمان ہے سدا سے خمیدگی — پیری سے پیشتر بہی کبہی مین جوان تہا

کیون کاٹون اپنا آپ گلا مین نصیب غیر — دنیا مین کیا کوئی مرا قاتل نہین رہا

وحشت کے امتحان کا افسوس رہگیا — جب قیس تہا تو شعلۂ شوریدہ سر نہ تہا

بیمار کسکو آنکے دیکہین گے وہ خدا — اچہا تو اونکا سنتے ہی بیمار ہو گیا

برپا کسی سے حشر بہی کوئی نہ ہو سکا — دنیا مین ہم سے پہلے کوئی نوحہ گر نہ تہا

اے شعلہ ہمکو عرض جنون ہی تہا پسند — جنگل و گرنہ قیس کے باپا کا گہر نہ تہا

دلمین کی جسنے جگہہ مجہسے وہ ٹیڑہا ہی رہا — گر رہا تیر بہی سینہ مین تو ٹیڑہا ہو کر

اس بحث ناصحو مین کیونکر نہ جائے جان — مین دل کو آزماؤن مجہے آزمائے دل

عدو کو گالیان دیتے ہین وہ لیکن بصد خواہش — ہم اونکے منہ کو تاکتے ہی رہیں دشنام کے بدلے

زحمت سعی ہی سمجہے کو یہ اچہا ہے خیال — لینے تہا ہمکو جو وہم خط تقدیر سو ہے

کیا جلد بر آتی ہے کمانِ دار تمنا — کچہ دلمین گذرتی ہی ترے تیر سے پہلے

شب بہر اس وہم نے بٹہا رکہا — میرے زانو پہ کوئی سوتا ہے

شکیبا غلام حسین دہلوی از تلامذہ میر تقی و شعرائے پایۂ تخت

اکبر شاہ بود ؎

نیم بسمل اوسنے گر چھوڑا شکیبا غم نہین ۔ پر یہ غم ہے اعتبار دست قاتل اوٹھگیا

شمس میر آغا علی لکھنوی از شاگردان قاضی محمد صادق خان اختر است ؎

بناوٹ کی نہین ناز کمر اچی ان حسینو نمین ۔ خدا جب حسن دیتا ہے نزاکت آہی جاتی ہے

شمیم میر قدرت علی ابن میر انتظام علی سہسوانی مشق سخن از مُنشی خدا نمودہ گاہے گاہے با نامہ نگار بر میخورد صلاح از ناصیہ اش می تراود ؎

اے جنون تو مجھے لیجائیگا اب اور کدہر ۔ شہر اونکا نظر آتا ہے بیابان اونکا
تہی یہ قسمت کی بُرائی کہ تجہے او ظالم ۔ سارے عالم کے حسینونسے مین اچھا سمجھا
نامرادی نہ چھپی پردۂ تصویر مین بہی ۔ جسنے دیکھا مجھے محروم تمنا سمجھا

شورش غلام احمد نام فرزند محمد اکبر قبالہ نویس از شاگردان مومن خان ؎

نامہ جو بنالائے ہی قاصد تو صنم کا ۔ ایمان نہ کھونا کسی مایوس کرم کا
چشم عاشق سی جو دریا کو کوئی دی تشبیہہ ۔ بس وہین رونیکا ہوجاتے بہانا مجھکو

شہرت مرزا حاجی نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ از عبد الرحمن خان احسان کسب این فن نمودہ پس نسبت تلمذ بمیر ممنون درست کرد سپس از حضرت آزردہ باستفادہ پرداخت ؎

ہم بڑی چیز سمجھتے تھے یہ میخانے مین ۔ نکلا اک جام کی قیمت بھی نہ ایمان اپنا
غبار اوٹھانہ ترے دلسے ورنہ ای ظالم ۔ ہماری جان کو اک یہ بھی آسمان ہوتا
ہائے جی بھرکے وہ دیدار میسّر نہوا ۔ حشر کا دن شب غم کے بھی برابر نہوا
یون بیٹھتے ہو جیسے کسیکو کسی سے کچھہ ۔ مطلب نہین مراد نہین مدعا نہین

بیت- تو خبر نہین ہی کہ کیا حال ہی پر آج	شہرت کا بار بار ہے آتا جگر بہ ہاتھ

شہیدی منشی کرامت علی خان ولد عبدالرسول خان از باشندگان لکھنؤ واز شاگردان مصحفی ونصیر دہلوی بود از عروض وحساب بہرہ وافر داشت بیشتر در پنجاب وگجرات بسر برد وبہ دہلی نیز رفتہ وبہ بھوپال ہم آمدہ در ۱۲۵۵ھ بہ حجاز رخت کشید بعد اداے حج بہنجار مدینہ پیش گرفت در اثناء راہ بیمار گشت ہمانا چارم صفر ۱۲۵۶ھ بود کہ بر روضۂ مبارک نظر انداخت بہ علوی عالم شتافت دیوانے دارد وبندہ دیدہ ام ه

قدر سب جانتے والونکی ترے دیکھ چکے	خوار رہتا ہے ترا نا تو پشیمان نیا
تمام ہین اوسکے تو الطاف شہیدی سب بجا	تجھسے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا
نئی باتین نئی گھاتین نئی چاہت نیا پیار	کیا قیامت ہے نئے شخص پہ آنا دل کا
شرم آتی ہی دگرنہ ان بتونکی ضد سے مین	جیتے جی اللہ سے اک حور جنت مانگتا
دوست نے خاطر دشمن سے کیا مجھکو ہلاک	موت یہ ہے کہ وہ کم حوصلہ نازان ہوگا
اے روز قیامت ادب اسکا ہی تجھے فرض	ہے تجھسے بڑی میری شب تار کبھی دن
نزع کے وقت شہیدی سے جو حسرت پوچھی	کیا ہی حسرت سے کہا کچھ مجھے مرغوب نہین
قیامت تک نہ بھولونگا یہ احسان تنگی جا کا	مرے زانو بہ زانو بے تکلف رات دہر بیٹھے
ناکامی جاوید کی ہم مانتے منت	افسوس شہیدی تری تربت نہین بنتی
وہ وقت تو آنے دے بتا دینگے شہیدی	بن آئے کسی شخص پہ مرجاتے ہین کیسے

شہیر حافظ خان محمد خان خلف مولوی غلام محمد خان فرزند غلام حسین خان رامپوری موطن پدر بزرگوارش بعہدہ ہاے جلیلہ ممتاز بود وخودش نیز از مدتے درین دیار باعزاز تمام بسر می برد واز سرکار فیض آثار خطاب فخر الشعرا دارد وبخدمت میرزا نوشہ اسد اللہ خان غالب مدتے مشق سخن بجا آوردہ ودر

پارسی اوستاد قیامت کاراست توجہ او بریختہ معطوف نیست بلکہ ازان روز
کہ پاے اقامت بہ بھوپال افشردہ است گاہے اتفاق ریختہ سرائی نیفتاد ازینجاست
کہ بریک دو بیت اقتصار رفتہ است ودرین نامہ ثبت گشتہ درین بیتہا نیز کہ
از افکار دیرینہ اوست در اشعار کلام بسمع محرر سطور رسیدہ است دانی کہ
برین قدر در وصف وے اکتفا کردیم چرا کردیم دو سبب دارد یکے آنکہ شیوہ
ما اختصار است خیر الکلام ما قل ودل دیگر آنکہ وے اوستاد منست روش
سخنوری از و آموختہ ام وانچہ یافتہ ام از فیض او یافتہ ام اگر در ستایش
گفتارش آنچہ واقعی ست تحریر کنم ازارباب مطالعہ کمتر بودہ باشند کہ گمان
مبالغہ نبرند کہ سخن شناس وادا فہم کمیاب است معہذا مجموعۂ غزلیات وقصاید
وے کہ در پارسی زبانست ببین کہ گواہ حسن طبیعت اوست ہ

پوچھو نہ اہل عشق کو کیا ہیں کہانیاں	اچھے ہیں جس طرح کے ہیں جو ہیں جہاں ہیں
کوئی ہوا ونکی وحشت دل کا علاج ہو	اک ہم اگر نہیں نہ سہی مدعی سہی
ہیں نامدار ہجر وعدو کامگار وصل	وہ کام کر گیا ہے تو ہیں نام کر گیا
بزم جاناں میں جو جاتا ہوں تو فرماتے ہیں	ایک یہہ بھی مرے ایام کی شامت آئے
خیر تو آبدست ہے ہم کامیاب	یار بھی قسمت سے اچھے پڑ رہے

شیدا میر جھبو جان در ایام شباب ازین خاکدان رحلت کرد از
تلامذہ مومن خان بود با حضرت شیفتہ فرد مودت میباخت ہ

نا شکر ہم نہیں ہیں ادہر کو نگاہ ہے	پر وہ نگاہ جس سے عنایت عیاں نہیں
دریا بہیں کہیں مژگان بھی تر نہو	مرجائے کوئی اور کسیکو خبر نہو
وہ دشمنی میں یوں کہ رہے ہوں یہہ بات بھی نہیں	کہتے ہیں زہر دیکے الٰہی اثر نہو

شیفتہ نواب مصطفےٰ خان بہادر فرزند عظیم الدولہ سرفراز الملک نواب

مرتضےٰ خان بہادر مظفر جنگ ترجمہ حافظ اش از تذکرۂ **شمع انجمن و صبح گلشن**
دریاب آنچہ مناسب اینجاست پیشکش نظر ارباب مذاق است حضرت شیفتہ از
آوان صبا بمشق سخن مصروف بود و عمرے درین شغل بسر بُرد و در مراتب نظم و نثر
ادائے خاص دارد و بہر دو زبان ریختہ و پارسی سحرے کہ می طراز د از سن پرس
کہ مدتے بروش او حرف گزارده ام و فیضی کہ صفت او معنوی افتد یافتہ ام
سبحان اللہ سخن از کجا بہ کجا کشید قصہ مختصر کنم وے در ریختہ شیفتہ تخلص
میکند و در پارسی حسرتی و از تلامذہ حکیم مومن خان کسے بجاه او بر نخاستہ میرزا
نوشہ و حضرت آزرده را با وے مودتے کہ درمیان بود نتوان گفت و در العہد
کہ پدر بزرگوارم بدہلی رفتند و از حضرت آزرده اکتساب علم میکردند با جناب شیفتہ
ربطے خاص داشتند توفی رحمۃ اللہ تعالیٰ فی سنۃ ستۃ و ثمانین
و مائتین والف الہجریۃ درین نزدیکی مہرور لطف گستر نواب مرزا خان داغ
بطلب نامہ نگار دیوان ریختہ حضرت شیفتہ روان داشتہ و ممنون لطف ساختہ
ازجاے چند انتخاب کردہ آمد ہ

اے مرگ آکہ میری بھی رہجاے آبرو
رکھا ہے اوسنے سوگ عدو کی وفات کا

ندیا ہائے مجھے لذتِ آزار نے چین
دل ہوا رنج سے خالی ہی تو جی بھر آیا

میری ناکامی سے فلک کو حصول
کام ہے یہہ اوسی ستمگر کا

گھبرا کے اور غیر کے پہلو سے لگ گئے
دیکھا اثر یہہ نالۂ بے اختیار کا

خوبی بخت کہ پیمان عدو
اوسکو ہنگام قسم یاد آیا

کس لیئے لطف کی باتین ہین پہر
کیا کوئی اور ستم یاد آیا

ہائے اوس برق جہان سوز پہ آنا دلکا
سمجھے جو گرمی ہنگامہ جلانا دلکا

ہے ترا سلسلۂ زلف بھی کتنا دل بند
پھنسنے سے پہلے بھی مشکل تہا چھٹنا دلکا

کہتا تھا وقت نزع کے ہر اک سے شیفتہ | دینا کسیکو دل تو وفادار دیکھکر
کہتے ہین بیوفا مجھے مین نے جو یہہ کہا | مرتے رہینگے تم ہی پہ جیتے ہین جب تلک
ایسے کریم ہم ہین کہ دیتے ہین بے طلب | پہنچا دو یہہ پیام اجل جان طلب تلک
یان عجز بے ریا ہی نہ وان ناز دلفریب | شکر بجا رہا گلۂ بے سبب تلک
ہین جان بلب کسی کی اشارت کی دیر ہی | دیکھے ہے اوس نگہ کو قضا اور قضا کو ہم
اے جوش رشک قرب عدوا تو مت اوٹھا | بیٹھے ہین دیکھہ بزم مین کس التجا سے ہم
طوفان نوح لانے سے اے چشم فایدہ | دو اشک بھی بہت ہین اگر کچھہ اثر کرین
کچھہ اور بیدلی کے سوا آرزو نہین | اے دل یہہ یاد رکھیو کہ ہم ہین تو تو نہین
سحر اونکو ارادہ ہے سفر کا | قیامت آنے مین شب درمیان ہے
جس لب کے بوسے غیر لے اوس لب سے شیفتہ | کمبخت گالیان بھی نہین تیرے واسطے
بزم دنیا مین ہی دو شخص کو کب عیش نصیب | سو تجھی کو رہے مجھکو تو یہہ غم ہی بس ہے
اے عدو کسلیے نازان ہی سمجھہ تو آخر | جس سے ہم خوار ہوئے ہین یہہ وہی عزت ہے
اے جان لب پر آکے ٹھہرنے سے فایدہ | رہنا ہوا تو رہ گئے چلنا ہوا سے چلے

صاد مہملہ

صابر مرزا قادر بخش خلف مرزا اکرم بخت بہادر نسبش تا جہاندار شاہ بادشاہ دہلی میرسد از تلامذۂ عبدالرحمن خان احسان و مولوی صہبائی علیہ الرحمہ بود تذکرۂ گلستان سخن بنام او غازۂ شہرت دارد از گلستان سخن انتخاب اشعار کردہ آمد و درین نامہ نگارش یافت ؎

محفا مہ مہ ، تو اوس لب میگونکے ساتھی | نام شراب لے کے گنہگار ہو گیا

ہے نگاہ آشنا کو ہر جگہہ جلوے سے ربط	دیر بھی کعبہ تھا جب مین ناصیہ فرسا ہوا
ہماری خاک مین اتنی کہان رسائی ہے	نہ جانئین دلمین ترے کسطرح غبار آیا
وہ ہی بت قاتل ہو جسکو عمر بھر پوجا کئے	ذرہ ہو منہہ کیا لیکے جاؤن داور محشر کے پاس
مرتا ہون قبر مین بھی ہی خوف سی کہ ہائے	پوشیدہ زیر خاک کہین آسمان نہو
مجھہ سے ہی چاہتا ہو وہ ہر ہر ستم کی داد	سمجھا ہے اپنے ظلم کا اک قدردان مجھے
ظالم جفاکشی کی ہوس تو نکال لون	سمجھا ستم شعار ملیگا کہان مجھے
مرگ شب وصال کی خوبی ہو ورنہ غیر	رکھتا نہ گھر مین تا بہ سحر میہمان مجھے

صادق میر جعفر علی خان دہلوی از تالیفات اوست بہارستان جعفری ؎

شرم سے نام وہ نہین لیتا	پھر ہمارا خطاب ہے کوئی

صبا میر وزیر علی ولد میر بندہ علی لکھنوی از تلامذۂ خواجہ آتش بود دیوانے دارد در ۱۲۷۱ درگذشت در سخن سنجان لکھنو غنیمت است ؎

کیا بنایا ہے بتون نے مجھکو	نام رکھا ہے مسلمان میرا
کوچۂ عشق کی راہین کوئی ہمسے پوچھے	خضر کیا جانئین غریب اگلے زمانے والے

صبا منولال لکھنوی از شاگردان مصحفی ؎

چرخ کو کب یہ سلیقہ تھا ستمگاری مین	کوئی معشوق ہو اس پردۂ زنگاری مین

صبا منشی محمد صابر حسین فرزند منشی احتشام الدین محمد سہسوانی از چندماہ بایں اقامت در بھوپال افتادہ در پارسی از مولوی نجف علی خان صاحب سفرنگ جہانیر نسبت تلمذ دارد و در ریختہ زانوے تلمذ پیش مولوی محمد ایوب خان گلشن تخلص رامپوری تہ کردہ و چندے بخدمت برادر بزرگوار خود منشی محمد انوار حسین تسلیم مشق سخن نمودہ سپس بزور طبیعت خداداد ترقی فن کردہ در معاصران خویش

ممتاز آمد در تاریخگوئی محسود روزگار است هرچند در رامپور از کاملان این فن موجود بودند لیکن میگویند کہ بمقابلہ تاریخگوئی و صنعت نگاری وی انگشت حیرت بدندان و از مقابلہ پشیمان امروز انچہ در رنگ اوست غزلے چند است کہ در مشاعرۂ تکلیفش داوہ اند و پیوند محبت او با نامہ نگار خیلے استحکام دارد از مغتنمات دوران است از تالیفات اوست مثنوی شوکت خسروی بیرد از سکندر نامہ در ستایش والی رامپور و لسان العجم در فن لغت و سراپائے سخن در مصطلحات

ص

جگر کو دلکو دونون کو برابر تول کہا ہی — اوسے غم دوست ٹھیرا اون تو یہ درد آشنا ہم
کوئی ارمان نہ باقی دل پرغم مین رہے — تم ذرا پاس سے کہدو کہ مرے ماتم مین ہے
نہ رہے عاشق غم دوست الہی دل شاد — عیش کا نٹا سا کھٹکتا دل پرغم مین رہے
درد ہوجائے محبت تری آنسو ہوجائے — گھر کرے دلمین مرے دیدۂ پرنم مین رہے
بھلا ہو خیر کی ہمت رہی میخانے والے مین — نقیر مست کو ملجائے چلو بھر پیالے مین
ہر اک جا پر نیا ہی نام اونکے خال مشکین کا — سویدا دلمین پتلی آنکھ مین ہی داغ لالے مین
اغیار سے خالی ہو شب وصل کی خلوت — اندیشہ نہ دلمین ہو نہ آنکھون مین حیا ہو
چٹکی کوئی خاک قدم یار کی دیدو — جلتا ہوا نسخہ ہو تو عاشق کی دوا ہو
ملجائے نقیر و نسے بھی آنکھ ای شہ خوبی — ہو خیر تری شرم کی جیتون کا بھلا ہو
ناتوانی مین لاغری مین مرے — کچھ بچتے ہین تری نزاکت سے
مردہ دل ہون شکستہ خاطر ہون — ہین نشان مجھمین ٹوٹی تربت کے
چھوڑکر وعظ میکدے کو چلو — یہ بھی سن لینگے وقت رخصت کے
کون ہے کسکو کوستے ہو آج — مر چکے ہین صبا تو مدت کے
کیسا خط کا جواب خیر ہوئی — بچ گیا ناک کان سے قاصد

ہوئے ہین کشتۂ حسرت کے دشمن و دستدار نہین	قضا سے نوحہ خوان نہین اجل سے سوگوار نہین
تمکو آئینہ سے فرصت ہی نہین	کونسا وقت ہے تنہائی کا
دل جو قابو سے چلا نالۂ دل کہہ اوٹھے	ٹھہریے ہم بھی تو اسے بندہ نواز آتے ہین
اپنی اپنی ہے ادا ڈہنگ سے اپنا اپنا	ہم وفا سے وہ جفا سے کہین باز آتے ہین
ہائے وہ اوسکا شب وصل بگڑ کر کہنا	پیش مہمان سے یون ہی بندہ نواز آتے ہین
شکل دیدار اوٹھتے ہین گر پڑتے ہین آنسو ہوکر	تیرے کوچہ مین جو ارباب نیاز آتے ہین
کھینچتے ہی اون کی ابرو کی شبیہہ	کچ گئی ہے مانی و بہزاد مین
ہم نہ دیدے کیا کہین لطف چمن	آنکھ کہولی خانۂ صیاد مین
کسکے آنے سے یہ شادی مرگ ہے	لگگیا شیون مبارکباد مین
تم نہ آئے تو بھی اک جلسہ رہا	کٹ گئی شب نالہ و فریاد مین
کہتے ہین ضد سے کرینگے اور ظلم	دیکھین کیا کیا ہین اثر فریاد مین
دل بھی اب پہلو تہی کرنے لگا	ہوگیا تھا تمہاری یاد مین
داد خواہی کون محشر مین کرے	ہے مزہ سبکو تری بیداد مین

صفا مرزا سعید الدین کہین برادر مرزا رحیم الدین حیا و ہم شاگرد اوست ۵

پوچھتے ہین کہ کہان رہتے ہو اور جاتی ہین	کہ بجز دشت ٹہکانا نہین دیوانون کا
گھر مین بیٹھے ہین اور اتنا نہین کہتی منہ سے	کون ٹکرائے ہے دیوار سے سر دیکھو تو

صفا پیرن شاہ فرزند رتن شاہ دہلوی ہے تلمیذ ذوق دہلوی ۵

مین نے بوسہ طلب کیا تو کہا	یہہ خرابی ہے منہ لگانے مین

صفدر صفدر بیگ خلف حیدر بیگ از سکنائے کرنال ۵

بوسہ مانگا تو وہ کہنے لگے صفدر افسوس	اب تلک تم مری عادت سے خبردار نہین

صفدری میر صادق علی کہین برادر میر نظام الدین ممنون کا فرے بیگناہ ہشت

از ہم گذرانید ع این ماتم سخت است کہ گویند جوان مُرد ہ

نہیں معلوم دلمیں صفدری کے دردکیا کیا	کہ ہر دم ہاتھ سینہ پر وہ بیتابانہ رکھتے ہیں
صفدری قد کو کہیں اوسکے کہا تھا گل سرو	سید ہی اوس شوخ نے کیا کیا نہ سنائی مجھکو

صفیر میان جان دہلوی از تلامذۂ مومن خان ہ

کہتے ہو جان جائے تری اور تمہیں ہو جان	ہے ہے خدانخواستہ یہ تمنے کیا کہا
ہوا ہو سہو تو پھر خوب یاد کر لیجے	کہ رہ نجائے کوئی جور امتحان کے لئے

ضاء معجمہ

ضابط مہر علی موطنش دہلی ست ہ

حشر میں خاک سے سب لوگ تو نکلے لیکن	قبر عاشق سے جو دیکھا تو دہوان سا نکلا
نام کی تو شرم کر ضابط خدا کیواسطے	یہہ ترا گریہ تجھے آخر بہا لیجائے گا

ضاحک میر غلام حسین پسر میر عزیز اللہ دہلوی ہ

کیا دیجیے اصلاح خدائی کو ولیکن	کافی تھا ترا حسن اگر ماہ نہ ہوتا

ضیا میر ضیاء الدین دہلوی در عظیم آباد پاے اقامت افشردہ در سنہ ۱۱۹۴ھ یا سنہ ۱۱۹۶ھ آنجہانی شد از شعرائے نامی ست ہ

نے دل جلا ہون آہ نہ میں سینہ تفتہ ہون	میں داغ یاس و حسرت پامال رفتہ ہون

طاء مہملہ

طالب مرزا سعید الدین خان دہلوی برادر خورد نواب شہاب الدین خان

ثاقب از تلامذهٔ میرزا غالب است گویند امروز مشورهٔ سخن با مولوی الطاف حسین حالی میکند ه

وہ جب کرتے ہیں حالت عدو رتباہی بیان گھر کا
ہمیشہ آس میں یا در یاس میں اور شوق در نظر

در سے اوسکے اوٹھے اوٹھائے ہوئے
نا توانی ذرا سنبھال ہمیں

طرب مولوی رحیم بخش نواسہ شیخ نور محمد قادری تھانیسری رح استفاضۂ علمی از مولوی صہبائی نمودہ و اصلاح شعر از مولوی عبد الکریم سوز گرفتہ ه

بہت ہی ملتی ہے اسکی طرب سے کچھ صورت
موا پڑا ہے ترے در پہ اک جوان کیسا

اور ملتا ہی نہیں مجھکو ٹھکانا کوئی
پھر پھر اکر ترے دروازہ پہ آجاتا ہوں

کیون کیا ترک ملاقات کو رفتہ رفتہ
یون ہی کہدو کہ ترے ملنے سے ہی عار مجھے

طرز احمد حسین دہلوی از شاگردان مرزا قیصر ه

پڑی ہیں حسرتیں خون گشتہ لاکھوں
مرے مدفن سے اوسکی رہگذر تک

اتنا تو صبر دے ہمیں یا رب کہ ہجر و وصل
جلدی کریں نہ اوس ستمگر دیر آشنا سے ہم

ابکے ملجائے وہ تو کام نہیں
اگلی پچھلی حکایتوں سے ہمیں

ظای معجمہ

ظفر ابوظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ دہلی احوال و اوصافش از بیان مستغنی ست در اکثر خطوط دستی توانا داشت سخن بر شاہ نصیر دہلوی میگذرانید سپس نسبت تلمذ بخاقانی ہند ذوق درست کرد بعد وفات ذوق خدمت اوستادی بہ میرزا غالب متعلق گشت و سے را چہار دیوان ست فرصت کجا کہ بانتخاب آنہا پردازیم این بیتے چند ست کہ از تذکرہ چند برداشتیم خدایش بیامرزاد خیلے خوش گفتہ ه

جو دیکھون بزم مین اوس شوخ جنگجو کیطرف
چھری کو دیکھکے دیکھے مرے گلو کیطرف

ہمارے آگے ہی ذکر اگلے دوستدارونکا
برا نہ مردونکی وہ ہڈیان اوکھاڑنے لگے

جنون مین کیا مری پیوند پیرہن مین لگے
کہ ایک تار بہی چھوڑا ہو تو کفن مین لگے

کبھی تو آؤ ہمارے گھر مین سنو ہماری بہی چار باتین
عجب ہے شکوہ رقیب کا یہان ہزار منہہ مین ہزار باتین

ہم تو نکلے دلکو جذبِ دل سے کہنچے جائینگے
پر بڑے پتھر ہین بہ مشکل سے کہنچے جائینگے

نہ پہونچا کوئی اپنے پاس پہونچا جبکہ وقت اپنا
اجل کو آفرین ہے وقت پر پہونچی تو یہ پہونچی

ہمیشہ رہتے ہین اونکی مصاحبت مین وہی
ظفر ملاتے ہین جو ہان سے ہان نہین سے نہین

ہمکو کیا کام ہے ہم کون شکایت والے
کچھہ کہین یا نہ کہین آپکی صحبت والے

قیمتِ جنس دل اپنی مین کہون کیا تم سے
پوچھو کیا دیتے ہین بازارِ محبت والے

لے دونگا اپنی جان تلک بیچکر تمہین
اے نالو ہاتھ آئے لقیمت اثر تو لو

ابتو خط مین نے لکہا تمکو ہوئی مجہسے خطا
پھر نہین لکھنے کا کہیئے تو مچلکا لکھدون

قتلِ عالم کو کرو تم اور قضا کا نام لو
اے بتو تہمت نہ لو دیکھو خدا کا نام لو

نہ دیا بوسہ نہ منہہ تمنے لگایا منہہ سے
آپ کہتے رہے یون ہی ہین کیا کیا منہہ سے

اوسکو دوست سمجھتے ہین وہ جو کچھہ نہ کہے
کرے جو اونسے جواب و سوال دشمن ہے

مین جو کہتا ہون بیوفا ہے رقیب
وہ مجھے کہتے ہین کہ تو کیا ہے

ظہیر

سید ظہیر الدین حسین عرف نواب مرزائی دہلوی خلف میر جلال الدین خوشنویس اوستاد محمد بہادر شاہ از شاگردان ذوق دہلوی بود ۵

مانا کہ تم سے دل نہین ملتا نہین ملے
کیا مجہہ سے خاک مین بہی ملایا نہ جائیگا

کوے دشمن سے گذرنا کیا تہا
اے وہ رفتار قیامت ہی سہی

عین مہملہ

عارف میر عارف علی از باشندگان امروہہ وشاگردان مصحفی از عروض وقافیہ خیلے آگاہ بود آخرالایام در مرادآباد طرح سکونت ریختہ وترک شعر وشاعری گفتہ تجرد از خلق اللہ پیش گرفتہ ه

رات ساری مجھے دونون کی تسلی مین کٹی | ہاتھ دل پہ سے اوٹھایا تو جگر پر رکھا

عارف نواب زین العابدین خان خلف نواب غلام حسین مسرور تخلص از جرعہ نوشان سرچشمۂ فیض میرزا غالب بود دیوانے دارد در سنہ ۱۲۶۹ اجلش در رسید از گفتار وے می تراود کہ دستگاہے بلند درین فن داشتہ ه

ہماری خاک سے اوسکو کدورت کب کی تھی یارب | سکھایا ہے اوسے چلنا اوٹھاکر جسنے دامنکا
شوخی وہ بھری ہے کہ ذرا جا نہین پاتی | دشوار ہے آنا تری آنکھونمین حیا کا
سخت شرمائے ہین اتنا نہ سمجھتا تھا نہین | چھیڑتا تھا تو کوئی شکوہ بیجا کرتا
دیوانگی مین غیر کو دون خاک گالیان | اب مانتا ہے کون برا میری بات کا
مفلسونکو تو ہے مرنا بھی جدائی مین محال | کہائینگے کیا نہ اگر زہر میسر ہوگا
امتحاناً وہ مرض کا مرے کرتے ہین علاج | یہ بھی ہے فضل خدا جو مجھے آرام نہین
غصہ مین اونکو کچھ نہ رہا تن بدن کا ہوش | کیا لطف ہم نے شکوا اوٹھاتے عتاب مین
دیکھا ہے ترے بیمار کو عیسی تو جواب | لب جان بخش ترے دیکھیے کیا کہتے ہین
نہ تو روزن کوئی سینہ مین نہ پہلو مین شگاف | دل سے ارمان مرے نکلے تو کیونکر نکلے
بیکسی مین مجھے ہوتی ہے غنیمت وہ بھی | کوئی جسوقت مرے سر پہ بلا آتی ہے
کس تعجب سے اوسے غور سے ہم سنتے ہین | کہین آپس مین اگر ذکر وفا آتا ہے

عشقی میر احمد حسن برادر کلان پدر عالی گہرمنست در شباب از جہان رفت و کان ذلک فی سنہ ۱۲ھ گفتار خویش بر میرزا غالب میگزرانید در قصیدہ گوید ؎

مغلوب ہین سب اہل زبان میرے سخن سے — ہون زلہ ربا غالب اعجاز رقم کا

و بر ہر صنف از اصناف سخن قدرتی داشت و در ہر سہ زبان تازی و پارسی و ریختہ حرف می زد قوت طبع و جودت ذہن کہ او را بود کمتر از کسے بر فراز پیدا می آید کلام پاکیزہ اش بیشتر ضائع شد آنچہ ما یافتہ ایم بنا بر ضابطہ بیتے چند ازان می آریم ؎

مجھے خوشی ہے ترے عشوہ ہائے بیہم کی — رہے نہ کوئی ستم عذر امتحان کے لیے

شعلہ عشق وہ ہے جس سے زمانہ جل جائے — یون تو پتھر کے بھی سینہ مین شرر ہوتا ہے

جولان کہان پہ کیجیے گر لامکان نہو — ہمت کسے دکہائیے گر آسمان نہو

اے وضع احتیاط یہ فصل بہار ہے — گلبانگ شوق زمزمہ خیز فغان نہو

اتنی ہی آرزو ہے نہین تجھسے اے فلک — پیدا اونکی انکہین ہی نہو جو ہان نہو

حاضر ہون آج مجمع دیوان عام مین — پہر کیجیے کسیکو حوصلہ امتحان نہو

کیا اک بات مین جامہ سے باہر — شب وصل اوس نے جب مجھسے حیا کی

خود آرائی سمجھو ینگے یہ کافر — خدائی یون تو برحق ہے خدا کی

سنتا ہی نہین کوئی مرے درد نہانکو — قلقل نہین کہتا کبھی مینا مرے آگے

سحر جو مینے کہا ہو تصور شب کا سماں — تو ہنسکے بولے کہ چل دور ہو ہوا سو ہوا

عشقی منشی عبد الحی خلف منشی رسول بخش از اہالی کاکوری ؎

مجھے یاد آگئی صبح شب وصل — بہت کچھ دہوم تھی روز جزا کی

تبسم سے تمہارے بلبلونمین — ہنسی ہونے لگی آخر چمن کی

عزیز مولوی عبد العزیز خلف مولوی صہبائی کتب درسیہ بخدمت پدر بزرگوار

گذرانیده طبع ہموارہ داشتہ ؎

خدا نخواستہ کیا ہمکو اس سے تھا انکار	عزیز کعبہ اگر کوچہ بتان ہوتا
ساقی چلے ہے بزم مین کس کا جگر کہ آج	ہر سو روان ہے قافلہ بوے کباب کا
خرام ناز مبارک تجھے ولے اے برق	خیال رکھیو ہمارے بھی آشیانے کا
یاد کرتے ہو مجھے گرچہ بری طرح سے پر	مین اسی بوجہ سے احسانکے دباجاتا ہون

عزیز محمد عبد العزیز ابن شیخ مخدوم بخش انصاری خیرآبادی نواسۂ منشی عبد الکریم میرمنشی ریاست بھوپال از شاگردان استادی افتخار الشعرا شہیر است و در پارسی نیز سخن میگزارد ؎

بوسہ تم غیر کو دو غیر تمہین پیار کرے	منہ کو بیٹھا مین تکون ہاے ری حسرت مری
آج ہوتی ہے بیکسی بیکس	تیرا بیمار ہجر مرتا ہے

عشق شاہ رکن الدین دہلوی عرف شاہ کھیٹا نبیرۂ شاہ فرہاد معاصر سودا در عظیم آباد سکونت ورزیده بوقار بسر برد دیوانے دارد ؎

تیر کے نام پر تڑپتا ہے	کسطرح کا کمین جگر دیکھا

عشق حکیم میر عزت اللہ خان خلف حکیم قدرت اللہ خان قاسم از تلامذۂ ثناء اللہ خان فراق و از پدر خود نیز مستفید بود دیوانے دارد ؎

تم غیر کے گھر بیٹھ کے دل شاد کروگے	ہم کون ہین صاحب ہمین کیون یاد کروگے

عشق شیخ غلام محی الدین از سکنا ر میرٹھ مبتلا ہم تخلص میکرد دیوانے دارد ؎

کہے ہے سن کے وہ یون مبتلا کے قصہ کو	کہ خواب ناز کو تازہ یہ اک فسانہ ہوا

غین معجمہ

غالب فخر عرفی و غیرت طالب میرزا نوشه اسد الله خان المخاطب بنجم الدوله
دبیر الملک نظام جنگ بهادر افراسیابی دودمان اکبرآبادی مولد دهلوی مسکن
لفظ غریب تاریخ ولادت اوست و وفاتش در ۱۲۸۵ھ واقع شده از تالیفات اوست
پنج آهنگ و دستنبوے و مهر نیمروز و قاطع برهان در پارسی زبان دیوانے دارد
مجموع ابیاتش ده هزار و چهار صد و بست و چهار است در اوائل بروش میرزا
بیدل حرف میزد آخر الامر انداز دیگر مطبوع ابداع نموده و دیوانے که در
ریخته است فراوان ابیات ازان ساقط کرده قدر قلیلے انتخاب زده است اوّلاً
اسد تخلص میکرد چنانچه در بعضے مقاطع غزلیات هنوز موجود است مدت مشق
وے پنجاه سال است در پارسی پایه اش از فحول اساتذه کم نیست و در ریخته
هم رتبه اش بسیار اگر کسے ست اگر حدیقهٔ نظم را نوبهارست در عرصهٔ نثر نیز مرد کارست
قدرتے که بر جمیع اصناف سخن او راست نتوان گفت نمی بینی که توجه بعضے سخنوران
همه بغزل معطوفست و جز غزل نغمهٔ دیگر نمی توانستند سرودن و راس المال
برخے همه قصیده است و جز قصیده ترانهٔ دیگر از ایشان نتوان شنودن و
علیٰ هذا القیاس غالب سخنوریست که اگر زمین غزل است آسمان بردهٔ اوست
و اگر عرصهٔ مثنوی ست پامال کردهٔ او جنگامه اش بقصیده عرفی همپایه است
و چامه اش چون غزل نظیری گرانمایه و شگرف تر آنکه وے بهر وادی که قدم
میکشود بسرعت تمام می پیمود و با اینهمه فروغ مضامین و چستی ترکیب و شوکت
الفاظ و رنگینی معنی و متانت بیان و شستگی زبان که از شعرا کمتر کسے را بالقوه میسر
بود بالفعل نصیب او بود آنچه به نسبت دیگران مبالغه اش نامند در حق او نفس الامر شمر
خوانند انصاف بالاے طاعتست اگر به پیشینیان همسرش نگوئیم که الفضل
للمتقدمین دیوانهم که بیشترش از ایشان پنداریم و باکمال سخنوری

کمال سخن فہمی داشت وچنانکہ می شاید لطف شعری بر داشت حضرت شیفتہ می نگارد دے مضامین شعری را کما ہو حقہ می فہمد و تجمیع نکات و لطائف بلیغ درین فضیلتے ست کہ مخصوص بعض اہل سخن ست اگر طبع سخن شناس داری باین نکتہ برسی چہ خوش گفتہ اگرچہ کمیاب ست اما خوش فہم کمیاب تر خوشا حال شخصے کہ از ہر دو شربے یافتہ و حظے ربودہ انتہے بنا بر ضابطہ شعری چند ثبت میشود ورنہ دیوانش ہمہ نقطۂ انتخاب است ؎

تیشہ بغیر مر نہ سکا کوہکن اسد
سرگشتۂ خمار رسوم و قیود تہا

جاتی ہی کشمکش کوئی اندوہ و درد کی
دل بھی اگر گیا تو وہی دل کا درد تہا

مین نے چاہا تہا کہ اندوہ وفا سے چھوٹون
وہ ستمگر مرے مرنے پہ بھی راضی نہوا

گریہ چاہے ہی خرابی مرے کاشانہ کی
در و دیوار سے ٹپکے ہے بیابان ہونا

کی مرے قتل کے بعد اوس نے جفا سے توبہ
ہاے اوس زود پشیمان کا پشیمان ہونا

آئینہ دیکھ اپنا سا منہ لیکے رہ گئے
صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تہا

غم فراق مین تکلیف سیر گل مت دو
مجھے دماغ نہین خندہ ہاے بیجا کا

واے گر میرا ترا انصاف محشر مین نہو
اب تلک تو یہ توقع ہی کہ وہان ہوجائیگا

اعتبار عشق کی خانہ خرابی دیکھنا
غیر نے کی آہ لیکن وہ خفا مجھ پر ہوا

کوئی ویرانی سی ویرانی ہے
دشت کو دیکھ کے گھر یاد آیا

رشک کہتا ہی کہ اوسکا غیر سے اخلاص حیف
عقل کہتی ہے کہ وہ بے مہر کسکا آشنا

نظر مین کھٹکے ہی بن تیرے گھر کی آبادی
ہمیشہ روتے ہین ہم دیکھکر در و دیوار

اسد بسمل ہی کس انداز کا قاتل سے کہتا تہا
کہ مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر

گرنی تھی ہم پہ برق تجلی نہ طور پر
دیتے ہین بادہ ظرف قدح خوار دیکھکر

مر گیا پھوڑ کے سر غالب وحشی ہے ہے
بیٹھنا اوسکا وہ آکر تری دیوار کے پاس

وہ حلقہ ہاے زلف کمین مین ہین اے خدا
رکھیو میرے دعوی وارستگی کی شرم

لون وام بخت خفتہ سے اک خواب خوش ولے
غالب یہ خوف ہے کہ کہانسے ادا کرون

مانع دشت نوردی کوئی تدبیر نہین
ایک چکر ہے مرے پاؤن مین زنجیر نہین

ترے سرو قامت سے اک قد آدم
قیامت کے فتنہ کو کم دیکھتے ہین

کہتے ہین جیتے ہین امید پہ لوگ
ہمکو جینے کی بھی امید نہین

مین نے کہا کہ بزم ناز چاہیے غیر سے تہی
سنکے ستم ظریف نے مجھکو اوٹھا دیا کہ یون

قیامت ہے کہ سن لیلی کا دشت قیس مین آنا
تعجب سے وہ بولا یون بھی ہوتا ہے زمانے مین

اہل تدبیر کی واماندگیان
آبلون پر بھی حنا باندھتے ہین

تم وہ نازک کہ خموشی کو فغان کہتے ہو
ہم وہ عاجز کہ تغافل بھی ستم ہے ہمکو

عاشق ہوئے ہین آپ بھی اک اور شخص پر
آخر ستم کی کچھ تو مکافات چاہیے

مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو
اک گونہ بیخودی مجھے دن رات چاہیے

رہے اوس شوخ سے آزردہ ہم چندے تکلف سے
تکلف برطرف تھا ایک انداز جنون وہ بھی

مرے دل مین ہے غالب شوق وصل و شکوہ ہجران
خدا وہ دن کرے جو اوس سے مین یہ بھی کہون وہ بھی

غیر کو یارب وہ کیونکر منع گستاخی کرے
گر حیا بھی اوسکو آتی ہے تو شرما جائے ہے

نقش کو اوسکے مصور پر بھی کیا کیا ناز ہین
کھینچتا ہے جسقدر اوتنا ہی کھنچتا جائے ہے

غم دنیا سے گر پائی بھی فرصت سر اوٹھانیکی
فلک کا دیکھنا تقریب اوسکے یاد آنے کی

اوگ رہا ہے در و دیوار سے سبزہ غالب
ہم بیابان مین ہین اور گھر مین بہار آئی ہے

بس ہجوم ناامیدی خاک مین ملجائیگی
یہ جو اک لذت ہماری سعی لاحاصل مین ہے

نظارہ نے بھی کام کیا وان نقاب کا
مستی سے ہر نگہ ترے رخ پر بکھر گئی

پھر اوسی بیوفا پہ مرتے ہین
پھر وہی زندگی ہماری ہے

نے مژدۂ وصال نہ نظارۂ جمال
مدت ہوئی کہ آشتی چشم و گوش ہے

دے مجھکو شکایت کی اجازت کہ ستمگر
کچھ تجھکو مزا بھی مرے آزار مین آئے

اچھا ہے سر انگشت حنائی کا تصوّر
دلمین نظر آتی توہے اک بوند لہو کی

منحصر مرنے پہ ہو جسکی امید
نا امیدی اوسکی دیکھا چاہیئے

وعدہ آنیکا وفا کیجیے یہہ کیا انداز ہے
تمنے کیون سونپی ہی میرے گہر کی دربانی مجھے

کبھی نیکی بھی اوسکے جی مین گر آجائے ہے مجھسے
جفائین کرکے اپنی یاد شرما جائے ہے مجھسے

گرچہ ہے کس کس برائی سے ولے باایمہہ
ذکر میرا مجہہ سے بہتر ہے کہ اوس محفل مین ہے

مین بلاتا تو ہون اوسکو مگر اے جذبۂ دل
اوسپہ بنجائے کچہہ ایسی کہ بن آئے نہ بنے

غضنفر غضنفر علی خان نبیرۂ غلام حسین خان کڑوری لکھنوی از شاگردان جرأت است حضرت شیفتہ می فرماید کہ ارباب تذکرہ نوشتہ اند کہ از ہمہ شاگردانش ممتاز است و فقیر شعرے ندیدم کہ نظر بران این معنی باید پذیرفت الا بیت اول بسیار مشابہ بانداز استاد اوست و ہو ہذا ؎

کہتا تہا اس مریض کو کل وہ سنا سنا
کردے کوئی معاف کسی کا کہا سنا

کیجی دیکھی جو کل تصویر مجنون
تو گویا بیٹھے مین بس ہو بہو ہم

غمگین میر عبد اللہ پسر میر حسین تسکین از شاہجہان آباد رخت بربست و نزد پدر خویش برامپور رفت و ہنجا قالب تہی کرد از نوجوانان بود ؎

آتے ذرا نہ اور تو مر ہی چکے تھے ہم
تم نے تو کہدیا کہ ہمین کچھ خبر نہین

لگی کرین جگر و دل تو کیا کرون یارب
کچھ اور دے مجھے مژگان خونفشان کے لئے

اب آیون ہی میرے سینہ سے لگجا
گرہ وا ہو جسکی بند قبا کی

چاہیئے تہا کوئی مرنے کا بہانا دل کو
تم چلے روٹھ کے اب دیکھیے کیا ہوتا ہے

الفاء

فاخر مرزا جھینگا قوم مغل از باشندگان دہلی ه

لب ہی تک آکے پھر گیا نالہ — ورنہ کیا جانے کیا سے کیا ہوتا
تھا دلین بوسہ سوتے مین لیجیے پہ کیا کہین — سو کے نصیب یہہ کہ وہ بیدار ہو گیا

فاخر منشی محمد فاخر حسین خلف منشی محمد احتشام الدین سہسوانی در اوائل اصلاح از مہین برادر خود منشی انوار حسین تسلیم میگرفت اکنون از منشی منیر اتفاق می افتد قانون شریعت محمدی اوراست شنیدہ شد کہ دو دیوان ریختہ دارد در دیوان ثانی در یک قافیہ و ردیف است قریب یکہزار غزل دران بودہ باشد ه

شرط بوسون کی وہ اگر جیتے — فاخر اسمین بھی اپنی ہار نہین
آئینہ کہتا ہے فاخر دیکھکر میری طرف — کیونکر آجاتے ترا انداز حیرانی مجھے
مین تو روٹھا ہوا بیٹھا ہون منانا بیہودہ شوخ — شکل ایسی کوئی تصویر مین بہزاد رہے

فدا مرزا بلند بخت دہلوی خلف شہزادہ مکرم بخت بہادر از شاگردان مولوی صہبائی ه

حشر مین پرسش ہری پہلے ہو یارب رہنے مین — جب تلک چپکا رہونگا جی مرا گھبرائیگا

فدا فدا حسین خان خلف ضیاء الدین حسین خان عرف آغا مرزا قوم مغل از سکنائے لکھنؤ اولاً در سلک تلامذہ میر ممنون منتظم بود عاقبت زانوے ادب پیش مصحفی تہ کرد از دست ه

نہین کھاتا وہ قسم غیر کے گھر جانیکی — سچ جو پوچھو تو یہی بات ہے مر جانیکی

فراق حکیم ثناء اللہ خان برادرزادہ ہدایت اللہ خان ہدایت از ارادتمندان خواجہ میر درد بود قدس سرہ و نیز نسبت تلمذ بایشان داشت دیوانے گذاشتہ از ریختہ گویان بود ه

چمن کی سیر کو آجاتے ہین کبھو گلچین — دماغ کسکو یہان آشیان بنانے کا
یہہ غم ہے ساغر و مینا مجھے کہ میرے بعد — ذرا بھی تمکو نہین کوئی منہ لگانے کا

دامن تلک گیا تہا کہین اوسکے دست ہم — اللہ رے نازکی وہین چولی مسک گئی
تم گالیان جو دو تو مین جنکی بہی گیا ملون — پیارے کسیکا ہاتہہ کسی کی زبان چلی

فروغ محمد عمر سلطان دہلوی خلف مرزا ہما برادر است

دل تو ہم دینگے اوس ستمگر کو — وہ بھی سمجھے اسے اگر اپنا
رنج دینے لگی وفا دل کو — اپنا انداز تو سکھا دل کو

فصیح مرزا جعفر علی مرثیہ گو خلف مرزا ہادی لکھنوی از تلامذۂ شیخ ناسخ است

مجھہ مین اک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہون مین — تم مین دو وصف ہین بدخو بھی ہو مغرور بھی ہو

فغان اشرف علی خان مخاطب بہ کوکل تاش خان کوکلۂ احمد شاہ بادشاہ ابن مرزا علیخان از باشندگان عظیم آباد و شاگردان علی قلیخان ندیم بود دیوانے دارد در ۱۱۸۶ھ جا بمرگ گذاشت

قاصد جو نا امید پھرا کوے یار سے — خفت ہوئی مجھے دل امیدوار سے
ذکر کیون غیر کا کرتے ہو فغان کے آگے — انہین باتون سے یہ کمبخت خفا ہوتا ہے
دلمین اوس شوخ کے ہو پاس وفا سو معلوم — کہنے سننے کے لئے بات بنا رکھی ہے

فیض میر فیض علی پسر میر تقی در سرکار وزیر الممالک با پدرش بسر می برد اور است

گل کہا موئے تہے جنکے لئے جسم زار پر — دو پھول بھی نہ لائے کبھی وہ مزار پر

فیض مولوی فیض الحسن سہارنپوری حافظ کلام اللہ حاجی بیت اللہ جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول در نظم عربی ید بیضا دارد و ہمپایۂ او درین فن کسے نیست و احیاناً در پارسی و ریختہ ہم فکر مینماید و سحرطرازیہا بکار می برد از تصانیف اوست شواہد تفسیر بیضاوی و شواہد خمسہ و تذکرۂ صحابہ بنظم و حاشیہ بر مشکوۃ و جلالین و حماسہ و کتابے در انساب و ایام عرب و تحفۂ صدیقیہ و از مثنویات معروفہ اوست

روضۂ فیض و چشمۂ فیض در ین نزدیکی بر حسب طالب نامہ گرد آورد بیتے چند کہ لطف و اشت نگاشتہ می آید کلامش لطیفہ دارد نتوان گفت ؎

غنیمت ہے کہ بعد از مرگ عاشق آشنا کہتے ہو	بُرا تھا یا بھلا تھا خیر جیسا تھا وہ اپنا تھا
گو وہ سنتے نہین پر ہم تو کسی حیلہ سے	ایک دو بات محبت کی سنا جاتے ہین
مرنے کے بعد فکر قیامت محال ہا	سوتے سہی مگر نہ ملی دا د خواب کی
پہلے ہی مدتون سے نہتی قدر و منزلت	پر شب کی منتون نے ڈبو دی رہی سہی
تھے اپنی زندگی سے میان فیض سخت تنگ	آخر یہ سن لیا کہ وہ کچھ کھا کے مر گئے

القاف

قابل مرزا علی بخش از دودۂ تیمور و تلامذۂ شیخ ابراہیم ذوق بود ؎

کیا جو قتل مجھے تو نے آج خوب کیا	کہ مین عذاب سے چھوٹا تجھے ثواب ہوا
احوال گریہ سن کے مرا یار نے کہا	اسے لوا بہی سے عشق مین اس نے تو رو دیا

قاسم سید قاسم علی خان نواسۂ عطا حسین خان تحسین صاحب نو طرز مرصع کہ مخاطب بہ مرصع رقم بودہ از باشندگان لکھنؤ است در موسیقی دستگاہے داشت ؎

جو یان ہوئی تو جیتے ہین گے نہین تو جانگی	ہماری زیست و مرگ آپکی زبان مین ہے

قاسم حکیم میر قدرت اللہ خان دہلوی تلمیذ ہدایت اللہ خان ہدایت از مریدان حضرت مولانا فخر الدین بود قدس سرہ در سنہ ۱۲۴۶ھ وفات یافت دیوانے دارد و تذکرہ کہ دران کلام ارباب ریختہ فراہم آوردہ ؎

قاسم کے ساتھ بادہ خوری تہی تمام شب	اور نام سے ہے اوسکے تجاہل علی الصباح

دشنام دے سناتے ہو رونے کو آن مین
کیا جانے کیا فسون ہے تمہاری زبان مین

تفصیل سے کہہ قاسم حال دل دیوانہ
ہم سے نہ چھپا ظالم ہم یار ہین یارونکے

کہا مان قاسم نہ روک آنسوؤنکو
یہہ رکے ہین ناحق گلوگیر ہون گے

قایم شیخ قیام الدین از باشندگان چاندپور متعلق سنبھل مرادآباد وارشد شاگردان سودا و تلمیذ میر درد ہم اورا نوشتہ اند در سنہ ۱۲۱۱ھ داعی اجل را لبیک اجابت گفت دیوانے وارد و تذکرہ شعرا ریختہ ہم اوراست حضرت شیفتہ میفرماید انچہ بعضے ناشناسان سخن بمکانت سودا می شمارندش حرف در دیوانگی شان از جنون ست از بہرانکہ وزن دانش نیاید پستی زمین را با فراز فلک یکے دانستن و ارباب بصیرت چشم از حق نتوانند بست چگونہ ذرہ را آفتاب می توان گفتن بہرحال قایم در سخن دستگاہے دلپسند دارد گو بپایہ سودا مباشد احاطہ باصناف سخن اورا میسراست لاسیما در قطعات و رباعیات مضامینے کہ دلالت بر شوخی فکرش کند از طبعش تراویدہ انتہی از گفتار پاکیزۂ اوست ہ

قسمت کو دیکھہ ٹوٹی ہے جاکر کہان کمند
دو چار ہاتہہ جبکہ لب بام رہ گیا

غیر سے ملنا تمہارا سنکے گو ہم چپ رہے
پر سنا ہوگا کہ تمکو اک جہان نے کیا کہا

تا بہ فلک نالہ تو پہونچا تہا رات
مین ہی کچھہ اللہ کا ڈر کر گیا

کوچہ گردی دل مجنون نے مری کی ایجاد
عقب دل جانکے ڈہب بادیہ پیمائی کا

معاملہ ہے یہہ دل کا اسے کہے گا وہ کیا
پیامبر کے ہمین ساتہہ آپ جانا تہا

ہر دم آنے سے مین بہی ہون نادم
کیا کرون پر رہا نہین جاتا

ظالم تو میری سادہ دلی پر تو رحم کر
روٹھا تہا آپ ہی تجہسے مین اور آپ ہی من گیا

بننے کا یار یہہ بہی کوئی طور ہے کہ آج
قایم نے تیرے ہاتہہ سے گہبراکے رو دیا

گر زیست ہے تجہہ تک تو پہر کیا
صدقے ترے مرہی جائینگے ہم

دو جہان بھی ملین تو بس ہے ہمین | یان کچھ اتنی تو احتیاج نہین

مے کی توبہ کو تو مدت ہوئی قایم لیکن | بے طلب اب بھی جو ملجاتے تو انکار نہین

قایم اور تجھ سے طلب بوسے کی کیونکر کیجیے | یون وہ نادان ہو پر اتنا تو بدآموز نہین

اتنا تو ہون ذلیل جو پوچھے ہے یہہ کوئی | تو جا بتاہے اوسکو تو کہتا ہو نہین نہین

سنگ کو آب کرین پل مین ہماری باتین | لیکن افسوس یہی ہے کہ کہان سنتے ہو

ہان وہ تو آدمی ہین کہ جنسے تمہین ہو ربط | کیا شکوہ تم سے روتیئے اپنے نصیب کو

قایم کو اپنی بزم سے جانے نہ دے کہ یار | ہے کیا برا جو مفت مین اک شعرخوان رہے

خدا نہ کردہ اوسے غیر سے تو کیا سروکار | تھی ایک بات ہمارے ہی یہہ جلانے کی

مفت تک دین ہو نہین دل تو بھی کوئی لیتا نہین | ہان مگر اسکے بھی کچھ یہہ جنس سستی کیجیے

گو ہم سے تم ملے نہ تو ہم بھی نہ مر گئے | کہنے کو رہگیا یہہ سخن دن گذر گئے

رو کے پوچھا جو میسر ہو ترا کیونکہ وصال | ہنسکے کہنے لگا طالع کی مددگاری سے

جنکی دید کو جاتا ہون دیر مین قایم | مجھے کچھ اور ارادہ نہین خدا نکرے

آخر تو جرم عشق سے کرتے ہین مجھکو قتل | یکبار اوسکے بھی تو کرین روبرو مجھے

قدرت شاہ قدرت اللہ برادر عزاد میر شمس الدین فقیر از باشندگان دہلی در مرشد آباد سکونت ورزیده از شاگردان میرزا مظہر رح و جعفر علی حسرت بود در سنہ ۱۲۱ درگذشت دیوانے گذاشتہ از مشاہیر شعرا بود ع

سینہ اوسکا ہی دل اوسکا ہی جگر اوسکا ہے | تیر بیداد جدھر رو کرے گھر اوسکا ہے

حسرت نواب شمس الدولہ خلف نواب بارگاہ قلیخان دہلوی مقیم لکھنؤ از شاگردان جعفر علی حسرت بود در سرکار مرزا جہاندار شاہ اقتدارے داشت ع

امیدوار بوسہ لب ہے کھڑا کوئی | دیتا ہے تجھکو دیر سے بیٹھا دعا کوئی

پھر مجھکو کیا جو خیر سے تم جا کے گھر رہے | میرے تو ساتھ وعدہ شام و سحر رہے

قلق امجد علی ولد محمد علی در گلستان سخن نام پدرش اسد علی نگاشته و بعد اعلم از باشندگان لکهنؤ بود و از شاگردان فخر الملک نواب میر منّو بیتاب دیوانے دارد ہ

ہجوم آپکے در پر ہے داد خواہون کا	ستم تو دیکھیے ان شہر گیمن نگاہون کا
سنگ در جانان سے سر سکو ٹپک آنا	دو چار گھڑی دن کو دو چار گھڑی شبکو

قلندر شاہ قلندر از شاگردان میرزا مظہر رح مذہب خود ترک گفتہ در سلک اہل اسلام منتظم گشتہ ہ

سمجھتے ہی سمجھیگا اشک ناصح	رونا ہے یہہ کچھ ہنسی نہین ہے

قمر مرزا قمر الدین عرف مرزا حاجی مخاطب بافتخار الدولہ نایب غازی الدین حیدر بہادر بادشاہ لکھنؤ فرزند منشی مرزا جعفر لکھنوی در گلشن بیخار مہین پور مرزا تقی ہوس نوشتہ بہرحال از تلامذہ مرزا قتیل بود دیوانے دارد ہ

صلح کرتے ہوئے آخر وہ بجنگ آہی گیا	عشق کا نام برا ہے اوسے ننگ آہی گیا

قمر قمر الدین خان اکبر آبادی از طایفہ یوسف زئی بود کہ شعبہ ایست از قوم افغان ہ

کیسی کیسے عشق سے پابند صد رنج و تعب ہین ہم	ہزارون آفتین ہین ایک ہم ہین کچھ عجب ہین ہم

قناعت مرزا غلام نصیر الدین خلف مرزا ولی الدین نبیرہ شاہ عالم بادشاہ از تلامذہ عبد الرحمن خان احسان و مرزا صابر دیوانے دارد ہ

اوسکے یہہ کہنے کے مین صدقے کہ گھبرا کر کہا	سانس اولٹی ہائے کیون یہہ نوجوان لینے لگا
ضعف اپنا یان تلک پہونچا کہ ہم	آ نہین سکتے تمہارے دھیان مین
مجھ مین اور تجھ مین ہے سو سائونجلی کا ربط	ایک مژدہ ہے یہہ کہنا بھی کہ منظور نہین
بظاہر آپ تو آئے ہین صلح کو لیکن	اسے کہ تیغ بھی زیب کمر ہے کیا کہیے
تا غمزہ خونخوار کا پاک اوس سے ہو دامن	شوخی سے لیا نام قضا کا مرے آگے

اے بتو جو چاہو سو کرلو ستم — ہو رہے گی کچھ خدا کے سامنے
شوق کو کثرتِ نظارہ سے تپکتا ہے — حشر سے پہلے میسر ہو وہ دیدار مجھے
پڑ پڑ کے پاؤن مجھکو بٹھاتے ہین خارِ دشت — پھر ایسے قدردان ملینگے کہان مجھے

قیس مرزا احمد علی بیگ عرف مدارا بیگ خلف مرزا مراد علی بیگ در گلشن بیخار امداد علی بیگ نام پدرش آورده ہمانا مشہدی اصل لکھنوی مولدست سخن را بر حسرت عرض می نمود ه

پھرتا ہون ہر کسی سے مین القاب پوچھتا — خط کے ترے جواب نے رسوا کیا مجھے
آئینہ دیکھ دیکھ کے کہتا تھا کل وہ شوخ — اس عالمِ شباب نے رسوا کیا مجھے

قیصر مرزا خدا بخش نواسہ شاه عالم بادشاه نسبت تلمذ بہ مومن خان داشت ه

ہوسِ غیر سے عشق اپنا اوسے یاد آیا — کیا نئی طرح سے ہم دلمین گزر کرتے ہین
تو لطف کرے یا کرے خوش ہو کہ ناخوش — اس بات پہ مرتا ہون کہ عاشق ہون ترا مین

کاف تازی

کامل مرزا ناصر الدین المعروف بہ محمد مرزا نبیره عالمگیر ثانی از برادر عم زاد خود مرزا رحیم الدین حیا باستفاده پرداختہ ه

کاملِ آشفتہ سر کو دیکھکر کہنے لگے — رہ گئے تھے اک یہی عاشق مری تقدیر کے

کرم شیخ غلام ضامن از اہالی کوتانہ بود چندے بہ شاہجہان آباد بسر برده و مدتے در حیدرآباد گذرانیده در بھوپال وفات یافت از تلامذه مومن خان بود بہر دو زبان ریختہ و پارسی فکر میکرد و قوت نظمیہ بسیار داشت ه

تیر نا خورده ہمارا تنگ سے کیا کیا تڑپا — استخوانون مین مرے دیکھکے پیکان تیرا

فرہاد و قیس عشق مین سرگرم لاف تھے — خاموش ہوگئے جو مرا نام آگیا
کیا ہی یار برہم ہوئی زلف اوس نے جو پوچھا مجھے — اے کرم کس نے کیا حال پریشان تیرا
سمجھونگے جو رطاقت و تاب و توان تلک — لیکن یہہ پوچھتے ہین تجھی سے کہان تلک
جبین جبین ہے موج تبسم نگاہ مین — ڈرہے مجھے فریب کا تیرے یہان تلک
اے طفل اشک دیکھکے برباد کیجیو — ہر پارۂ جگر ورق انتخاب ہے
اوسکو شہرت کی تمنا مجھے رسوائی کی — ہر کوئی آرزوے نشو و نما رکھتا ہے

کلیم میر محمد حسین دہلوی نبیرۂ میر تقی ہم در پارسی سخن میگفت و ہم در ریختہ فکر میکرد سخنوران او استاد مسلّمش داشتہ اند دیوان و مثنوی ہا ازو یادگار ست وے فصوص الحکم را بریختہ آوردہ ہ

آتی ہے دل پہ قلقل مینا سے اب شکست — وہ دن گئے کلیم کہ ہم شیشہ سنگ تھا
ہو چکا حشر گئی دوزخ و جنت کو خلق — رہ گیا مین ترے کوچہ مین گرفتار ہنوز
رکھون مین آنکھون مین کیونکر تجھے کہ ہی برسات — پھر ایسا گھر کہ جو خانہ خراب ٹپکے ہے
غرور حسن کیا ممکن اگر فریاد کو پہونچے — غرض تم سن چکے احوال مرہم داد کو پہونچے

کلیم المعروف بہ نور الحسن بن امیر الملک والاجاہ نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر کان اللہ لہما بکدام روے خود را در ضمن ریختہ فکران نغز سنج شمارم کہ انچہ از رطب و یابس می نگارم از اتفاقات است و آن ہم بیشتر بہ سلسلہ جنبانی احبا ست ورنہ بہ شعر و شاعری سرے ندارم و نفسے کہ بیاد کسے گذرد مغتنم می انگارم آرے پیشتر ازین عہد کما بیش دو سال مشق سخن کردہ ام و شب و روز مصروف این کار بودہ منشا کہ ازین فن دارم از انجاست و ذریعہ این اکتساب درین عالم اسباب ہمت حضرت شوہیر بود سلمہ اللہ تعالے این بیتے چند از افکار خویش ثبت می نماید ہ

کیا لے گئین لگاکے وہ عالم فریبیان — کرتا مین بھی دل کے لگانے سے عار تھا

دل تو رندون کے صاف ہوتے ہین
خطرہ آتا نہین عبادت کا

اسے جوشِ عیش جی نہین لگتا کسیطرح
پیدا کہین سے ناخن غم کی خراش کر

دونون جہان سے ہے دلِ وحشی کنارہ گیر
کچھ ربط اسکو ہے تو تمہاری بغل سے ہے

جو در خور قبول نہو وہ سلام ہون
جسکا جواب کچھ نہ ملے وہ پیام ہون

آتے ہین یاد صحبتِ احباب کے مزے
خلوت مین کیا ستم زدہ ازدحام ہون

اقتضا وقت کا کہتا ہے کہ زاہد بنئیے
وضع کہتی ہے کہ یہ بات تو کچھ خوب نہین

ہوگیا آج مسلمان کلیم خستہ
اسکا ہمکو تو یقین ہی نہین پر کہتے ہین

کوئی بدلے تو دل بہلتے ہین
آدمی ہی تو ہین ضرورت ہے

ہرچند چاہتا ہون مین ترکِ وفا مگر
بنتی نہین ہے بات دہان بن وفا کیئے

ڈرتے ہو اوٹھینگے نہ تیرے کبھی مرجاینگے
تو ہی جب ہمکو اوٹھاتے تو کدہر جاینگے

ہائے کسکو رولا دیا تونے
نگہ یاس کیا کیا تونے

روشِ التماس کیا کہنا
کام بگڑا ابنا دیا تونے

کیون مجھکو سب گلے سے لگاتے ہین وقتِ نزع
اور یہ بھی جانتے ہین کہ ہجر نہین ہونین

ذوقِ شنید نے مجھے مارا کہ ہائے ہائے
بیجا بھی تو کہے تو اوسے مین بجا کہون

مر نہین سکتے ہجر مین بھی ہمین
اتنا بے اختیار ہونا تھا

کہتا تھا حال وجد مین کوئی جلا بھنا
دیکھو تو کیا نہین ہے دل داغ داغ مین

اس غمزدہ سے ضد ہی رہے ہی فراغ کو
تم لیکے کیا کروگے دلِ داغ داغ کو

اب بھی حسرت ہے ترے بیداد کی
داد دینا اس دلِ ناشاد کی

ہون خیر خواہ پیر مغان دے مجھے شراب
ورنہ کہین گے لوگ کہ اسمین کرم نہین

اچھا محل ملا ہے شکایت کا یار کی
منہہ شکوہ ستم کا سوے آسمان ہو اب

دل سا کہان ملیگا تجھے صید گاہ مین
اس صید رم شعار کو رکھنا نگاہ مین

ہے ایک بادہ نشہ ہے جسکا عروج پر
خجلت نصیب ہم سے نہ تم سے کرم شعار

ہین حضرتِ کلیم بہی کیا خوب آدمی
مستی کسی نگہہ کی ہے اونکی شراب مین

ہین کور ہم ہی ورنہ وہ آیا کئے مدام
پیرِ مغان سے رات کو جو کچھہ سنا سو آج

مرتا ہون اسکو دیکھہ مغنّی کے ہاتھہ مین
کسیلا دھرا ہے قصۂ فرہاد مین

ہین بہت سے جور سے بھی بے نصیب
شورش کہانسے لائے جو ہمسا ہو دردمند

در خورِ عشق حقیقی ہین یہہ اہل تقوی
ڈرتے ہین پاس سے کہ ادہر اوسکا قصد ہے

دیدار کی طلب پہ وہ کہتے ہین گر ملے
کچھہ بھی نہین ہے یہہ حرم مین اگر ملے

ہم اور بوستان پہ نگاہ پوسے ہمصفیر
لاؤن کہان سے مین وہ عدالت کدہ جہان

ہے گرچہ دور شیوۂ ارباب ناز سے
زاہد تمہین ہی یا رہبت کچھہ ہین جانتے

خوگر عیش ہنون جان سے جانے والے
لطف کا کوئی تو پہلو ہے کہ ہم جاتے ہین

کچھہ اپنے سر مین اور کچھہ اوسکی نگاہ مین
تم اور آؤ دل سے دیارِ تباہ مین

ہمکو بھی کل ملے تھے وہ اثنارِ راہ مین
آتی ہے بو کسی کی ہمارے کباب مین

روز سیہ مین اور شب ماہتاب مین
منہہ سے نکل نجائے کہین اضطراب مین

آواز آرہی ہے کسی کی رباب مین
فرق آتا ہے کسی کی یاد مین

مہربانی ہے نہان بیداد مین
شوخی کہان سے پائے جو تمسا جمیل ہو

ہم سے لوگون کے لیے عشق بتان اچھا ہے
بیٹھے ہین شوق حوصلہ فرسائے ہوئے

جب دل سے دل ملے تو نظر سے نظر ملے
جب بادہ میکدہ مین ہمین اسقدر ملے

دامن مین دہر لیے جو کہین بال و پر ملے
دادِ نمک فشانیِ زخم جگر ملے

کرنا پڑا ہے لطف ہمارے نیاز سے
حضرت بھی میکدہ مین ہمین بیشتر ملے

کوئی بازار سے لے آئے رولانیوالے
جی بٹھا دیتے ہین محفل سے اوٹھانیوالے

کوثر مرزا مہدی ولد مرزا قطب الدین حیدر لکھنوی دہلوی موطن از تلامذۂ

ناسخ دیوانے گزاشتہ ہ

تیرا تو آسرا تھا جدائی مین یار کی — اے موت تو بھی مجھسے گریزان ہے اندنون
تربت پہ میری ایسی برستی ہے بیکسی — بے اختیار شمع کے آنسو ٹپک پڑے

کیف شیخ فضل احمد خلف شیخ اکبر علی کشمیری لکھنوی از تلامذہ وزیر علی صبا
دیوانے دارد ہ

یارب سبیل رکھکر پیر مغان پکارے — لللہ پیتے جاؤ پیاسو ثواب ہوگا
بیہوش کل را و ٹہاکر لائے تھے کیف کو ہم — پھر آج میکدہ مین خانہ خراب ہوگا
کسی نے باغ مین ایسا شگوفہ چھوڑا ہے — کہ آجتک گل و بلبل مین بول چال نہین
بزم مین یار کو پوچھے جو کوئی تبلا دون — شمع کے پاس وہ بیٹھے ہین جلانے والے

کاف پارسی

گویا حسام الدولہ نواب فقیر محمد خان بہادر از امراے نامی لکھنوست واز شاگردان ناسخ و وزیر بود دیوانش از نظر گزشت خوش گوست ہ

اے بتو کل تو ہے اللہ کو منہہ دکھلانا — آج منہہ ہمکو دکھاؤگے تو احسان ہوگا
وہ ایسا نہین چپ رہے بات سنکر — کوئی اور ہو وے گا گویا نہوگا

دعائین مانگی ہین مدتون تک جھکاکے سر ہاتھ اوٹھا اوٹھا کر
ہوا ہون تب مین بتون کا بندہ خدا خدا کر خدا خدا کر

جاتے ہین یا اوسکو بلواتے ہین ہم — دل کو یہہ کہہ کہہ کے بہلاتے ہین ہم
زاہد و جرم کیا کرتا ہون مین بہر ثواب — دل ہے کعبہ اسے کرتا ہے سیہ پوش تجھے
وصل کی رات ہی یون جلد نہ آئی ہوتی — اسنے [illegible] ذرا دیر لگائی ہوتی

گر ترے اوٹھنے نہ دینے سے مگر بیٹھا رہو
تو تو گویا تھا کوئی بات بنائی ہوتی

لام

لطف مرزا علی استرآبادی الاصل دہلوی نشا عظیم آبادی مسکن تلمیذ میر تقی بحیدرآباد رفتہ قصاید انشا کردہ وصلہ ہا یافتہ از شاگردان سودا بغلط مشہور است تذکرۂ ریختہ گویان ازو یادگار است ؎

نہ پہونچی ضعف سے لب تک دعا ہی زندہ ہاں
در قبول تو اس آرزو مین باز رہا

جو عمر خضر ہو شاید تو وصل ہووے نصیب
یہ زندگی جو تھی اپنی تو امتحان رہا

ہے یہ بھی ذی تہجیر شب وصل مین سو گیا
پوچھتے ہے وہ کتنی رہی شب کچھ نہین معلوم

اگرچہ فرق زمین آسمان کا ہے تاہم
ملے ہی وضع فلک سا کی بہت تری خو مین

میم

ماہ مرزا عنایت علی بیگ ماہ کہین برادر مرزا حاتم علی مہر از باشندگان لکھنو واز اقامت گزیدگان اکبرآباد از شاگردان آتش دیوانے دارد ؎

جب مین کہتا ہون کہ اب جان سے گزر جاینگے
ہائے کس ناز سے کہتا ہے وہ اچھا کب تک

ماہر مرزا جمعیت شاہ دہلوی خلف مرزا زور آور بخت نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ از تلامذۂ مرزا صابر ؎

سمجھ ہی اولٹی ہے دیوانگان الفت کی
کہ دل کے جانے پہ رکھتے ہین نام آنے کا

رو دیا قتل کے بعد اوس نے پشیمان ہو کر
اوسکو پیدا جو جفا کش کوئی مجھ سا نہوا

وصل کی رات ہر اک بات پہ منہہ پھیر کے وہ
ہمزہ یون ہے کہ گویا اونہین منظور نہین

رونا تھا دل کے ساتھہ سو خون ہوکے بہہ گیا
اب دل نہین تو نام کو بھی چشم نم نہین

بگڑ کے بیٹھنا اوسکا بناوٹ ہے گویا
ہر ایک بات مین خوبی ہی خوشنما کے لیئے

بڑہانی تمکو تو مشق ستم ہے اور ہم بہی
نہین کچھہ ایسی کہ اتنا جگر نہین رکھتے

آنکھون نے تو دکھا بھی کیا کچھہ یہہ چشم تر
کانون سے کیا سنائیگی دیکھون زبان مجھے

کتنا ہی ہم چھپاتے ہین آنکھہ اونسے پر نظر
ناچار پڑہی جاتی ہے کمبخت پیار کی

مائل میر محمدی دہلوی از ارشد تلامذۂ قیام الدین قایم و در گلشن بیخار شاگرد مولوی قدرت اللہ اکبرآبادی نگاشتہ بہرحال وے در عہد شاہ عالم بادشاہ در مرشدآباد سکونت ورزیدہ

کیا کیا کہون مین تجھسے دل زار کی ہوس
مشہور ہے جہان مین بیمار کی ہوس

مائل میر عالم علی خان خلف میر مودود بخش خان سردار بہادر از باشندگان سہسون شنیدہ شد کہ در سرکار بڑودہ او و بزرگان او اقتدار یافتند و خطاب خانی بجلدوے خیر سگالی از سرکار انگریزی تفویض گشت سخن بر میرزا غالب می گذرانید آنا روش میرزا در گفتار اوئی یا ہم آرے ہر کسے را طبایع مختلف دادہ اند و مطبوع ہر یکے اندازے خاص است گویند جوانے زیبا بود در عالم شباب درگذشت

منہہ پہ کہکے تیر سینہ پہ وہ کہتے ہین پیار سے
مائل ہے اب بھی جی مین ترے کچھہ ہوس رہی

دل مائل کی چہندے آپکو لازم رعایت ہی
یہ میرا ناز پرور تو گرفتار مصیبت ہے

خطا ثابت کرینگے اپنی ہم اور اونکو چھیڑینگے
سنا ہے اونکو غصہ مین جہٹ جانیکی عادت ہے

کہتے ہین وہ مدام کہ ہین تابع رضا
مائل ہے جی مین آج اونہین آزمائیے

مادہو رام ساہوکار فرخ آبادی از شاگردان منشی منیر طبع خوشی دارد

دیکھکر مجھکو وہ شوخی سے لبھاتے ہین
اک سلامت رہے تو چاہنے والا میرا

عہد کرکے اونہین دیکھون تو یہہ فرماتے ہین	شرم بھی تجھکو نہ آئی پھر ادہر دیکھ لیا
مینے جو یہہ کہا تمہین الفت مری نہین	گردن جھکا کے ناز سے بولے کہ جی نہین
چبھتے ہین خار دشت تو کہتی ہے بیکسی	حضرت کدہر ہے دہیان تمہارا یہہ گھر نہو
شکر ہے بعد مرے یار نے آنا تو کہا	سچ تو ہے چاہنے والا نہین ملتا کوئی
گلے لگا کے شب وصل کس ادا سے کہا	نہو نہ تجھسے محبت تو پیار کیون کرتے
قتل کرنا وہ شوخ کیا جانے	ابھی کم سن ہے دل دہڑکتا ہے

مبین حافظ غلام دستگیر شاگرد و فرزند حافظ قطب الدین مشیر اوراست

کس منہہ سے بیوفا کہون تمکو کہ مینے بہی	شکوہ کیا ہے دلمین کئی بار آپ کا
سخت جانیکو مرے کھیل کہین سمجھے ہو	توڑنے آئے ہو کیون خنجر برّان اپنا
کوے بتان سے نکلے تو کعبے گئے مبین	شرمندگی اوتارنے کو پارسا ہوئے

مجروح میر مہدی حسن خلف میر حسین نگار از باشندگان دہلی و شاگردان میرزا غالب از دوست

کچھہ آگ بن ہو چلی ہے باغبان سے	بس اب نکلا ہی سمجھہ گلستان سے
تڑپتی کیون مگر بجلی کے دل مین	کھٹک ہے میرے خار آشیان کی

محبت نواب محبت خان شہباز جنگ خلف حافظ الملک نواب رحمت خان والی کٹھیر از تلامذہ حسرت و میر درد بود و بعد واقعہ شہادت پدر خویش در لکھنؤ سکونت گرفتہ در سنہ ۱۲۲۲ھ وفات یافتہ دیوانے گذاشت

جسکو تری آنکھون سے سروکار رہیگا	بالفرض جیا بھی تو وہ بیمار رہے گا
بیٹھنے دیوے جو وہ بزم مین اپنی نہ مجھے	تو اوٹھا لیجیو اے یار خدایا مجھکو
گالی کا انتظار تو حد سے گزر چکا	منہہ کو کہان تلک ترے دیکھا کرے کوئی

محمود حافظ محمود علی خان برادر زادہ اعظم الدولہ میر محمد خان سرور دیوانے

ازو یادگارست ہ

اپنی برگشتگیٔ بخت کا دیوانہ ہون
کی شفاعت جو کسی نے تو وہ اغوا سمجھا

افسوس ہوا حشر مین کیا بے گنہی کا
قاتل جو ہین سر بگریبان نظر آیا

جو پاسے زہر ہین یہ گران جانیونمین ہم
اعدا کے گہر تری مہمانیون مین ہم

جان کیا چیز ہے پر عشق مین تاثیر تو ہو
کوئی مرجائے اگر تو کوئی دلگیر تو ہو

لاغری سے مین نظر آتا نہین
چارہ گر بیٹھے ہین ماتم دار سے

محنت مرزا حسین علی دہلوی لکھنوی منشا از تربیت یافتگان جرأت ہ

احوال مرا دہیان سے سنتا تہا ولیکن
کچھ بات جو سمجھا تو کہا مین نہین سنتا

مخیر محمد احسان اللہ دہلوی اکتساب سخن از شیخ ابراہیم ذوق نمودہ ہ

بنا کر آئینہ خود بین کیا آئینہ رویون کو
ہمین حیرت ہے بیجے کیا بگاڑا تہا سکندر کا

واعظا حسد نسے کی ہو تو بہ پی جاتا ہونمین
میرے لب تک اگر کبہی آتی ہے پیمانہ کی بات

مرہون مرزا علی رضا مشہدی الاصل دہلوی مولد مدتے در حیدرآباد بسر بردہ از تلامذہ میر ممنون بود ہ

جز یک نگاہ خشم کبہی اوسکی خو نہین
قسمت تو دیکھ یہ بہی کبہو ہے کبہو نہین

مسرور نواب غلام حسین خان بہادر خلف شرف الدولہ نواب فیض اللہ بیگ خان دہلوی در ستار نوازی دستگاہے تمام داشت ہ

لکھکر زمین پہ نام ہمارا مٹا دیا
اونکا تو کہیل خاک مین ہمکو ملا دیا

سخت جانی سے دم ذبح مرے ہاتھ نہ کہینچ
کر تجہے تجربہ قوت بازو ہی سہی

مشتاق لالہ بہاری لال نگارندہ اکمل الاخبار دہلی از شاگردان مرزا نوشہ ہ

یون ترے ساتھ بزم مین دشمن کا بیٹھنا
وہ اعتراض ہے کہ اوٹہا یا نجائے گا

جہان جاگے وہین انگڑائیان لو	یہان پھیلائی ہے سستی کہان کی

شیر حافظ قطب الدین دہلوی شیوۂ سخنوری از شاہ نصیر آموختہ ہ

الہی کون سی جنت ہے بے حور	کہان لے جاؤن مین اوس بے گنہ کو

مصحفی غلام ہمدانی از اہالی امروہہ مضافات مرادآباد در آغاز شباب بہ جہان آباد بسر می برد عاقبت در لکھنؤ رفت و ہمانجا بحق پیوست روزے چند برفاقت مرزا سلیمان شکوہ گذرانیدہ بود ابتدائش انتہاے دورۂ سوداست باجرأت و انشا در یک ردیف و قافیہ جادۂ سخن می پیمود در ریختہ ہشت دیوان و دو تذکرہ دارد و در پارسی دیوانے بجواب نظیری و تذکرہ او راست در بلاد مشرق مسلم الثبوت بود در استادی وے سخن نیست برجمیع اصناف سخن قدرتے داشت تمام و گزیدہ اشعارش نتوان گفت کہ چہا شورانگیز است ہ

مین اسی رشک سے مرتا ہون کہ کل غیر نے ہاتھ	ہاتھ ہنگام قسم کیون ترے سر پہ رکھا
تھا اگر روز قیامت تو بھی ہم شادان رہے	وہ جو اکدن اوسکے ملنے کا مقرر ہوگیا
شوخی تو دیکھو تیر کو سینہ سے کھینچکر	کہتا ہے میرے تیر کا پیکان رہگیا
مجھکو قاصد کے تغافل نے تو مارا ہی ہے	روز ظالم یہی کہتا ہے کہ کل جاؤن گا
مصحفی ہم تو یہ سمجھے تھے کہ ہوگا کوئی زخم	تیرے دل مین تو بہت کام رفو کا نکلا
مت میرے رنگ زرد کا چرچا کرو یہان	رنگ ایکسا ہمیشہ کسی کا نہین رہا
بھیج دیتا ہے خیال اپنا عوض اپنے مدام	کسقدر یار کو غم ہے مری تنہائی کا
چین ہے کیونکہ مین سوؤن کہ شب ہجر مجھے	یاد آتا ہے وہ راتونکا جگانا تیرا
تلوار کو کھینچ ہنس پڑا وہ	ہے مصحفی کشتہ اس ادا کا
تری کو مین اس بہانے مجھے دن کو رات کرنا	کبھی اس سے بات کرنا کبھی اوس سے بات کرنا
پھٹ چکا جب سے گریبان تب سے	ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہین

وہی دشت اور وہی گریبان چاک | جب تلک ہاتھ پاؤن چلتے ہین

ہائے وہ دل کہ جسے مینے بغلمین پالا | اب اوسے یون ہدف ناوک مژگان دیکھون

فلک گر ہنساتا ہے مجھے سبکو | مین ہنسکر فلک کی طرف دیکھتا ہون

کھانے نہین دیتے ہین مجھے خون جگر بھی | نالے تو مرے حلق کے دربان ہوئے ہین

وہ سُنے یا نہ سُنے اوسکو ہم اپنا احوال | پس دیوار کھڑے ہوکے سناجاتے ہین

جو کٹ پہ جنکی مین نے رو رو کے رات کاٹی | سنتا ہون صبح گیا وہ مہمان کسیکی گھر مین

مصحفی یار ہین اسوقت کے سب مردہ پسند | بدنہ تہا ہم بہی تخلص جو مزاری رکہتے

او دامن اوٹھا کے جانے والے | ٹک ہمکو بھی خاک سے اوٹھالے

مہدی کو اپنی دیکھ کے کہنے لگا وہ شوخ | ہے ہے کسی کا خون ہوا میرے ہاتھ سے

وعدۂ قتل سے رکھتا ہون دل اپنے کو مین شاد | کہ اسی وعدہ پہ اک وعدۂ دیدار بھی ہے

وہ جی مین یہہ نازان کہ مراعب تو دیکھو | مین خوش کہ خیال نگہ دور کسے ہے

مجھکو پامال کرگیا ہے ابھی | یہہ جو دامن اوٹھاکے جاتا ہے

غم کہاتا ہون جتنا مری نیت نہین بھرتی | کیا غم ہے مزے کا کہ طبیعت نہین بھرتی

مظہر قطب الاقطاب شیخ المشایخ شمس الدین حبیب اللہ حضرت مرزا جانجانان خلف الصدق میرزا جان رحمۃ اللہ علیہما حضرت ایشان بہ بست وہشت واسطہ بتوسط محمد ابن حنیفہ با میر المومنین علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ میرسد در سنہ ۱۱۱۳ ہجری خلعت وجود پوشیدند و در عمر شانزدہ سالگی گرد یتیمی برو نشست و در سنہ ۱۱۹۵ھ از دست مرتضٰا شہادت یافتند میر قمر الدین منت عَاشَ حَمِیْدًا مَاتَ شَہِیْدًا تاریخ وفات حضرت ایشان یافتہ حضرت ایشان علاوہ کمالات باطنی وظاہری در فن شعر نیز درجہ عالی میداشتند و جز حرف عشق و درد بر لوح زبان نمی نگاشتند و اصلا در ضمن شعر غرض دنیا و اظہار ہنر در میان نہ داشتند وگاہے

در مدح و ذم کسے زبان را آلوده نمی کردند وقتیکه شیخ حزین در ہندوستان آمد کسے را از مستعدان ہند بخاطر نیاورد لیکن باوجود عدم ملاقات مدح حضرت ایشان میکرد روزی شیخ در دکان شارع عام نشسته بود ناگاه حضرت ایشان بر اسپ سوار ازان راه می گزشتند چون نظر شیخ بر حضرت ایشان افتاد پرسید که این کدام جوان است گفتند حضرت میرزا جانجانان اند شیخ گفت چشم بد دور ہمه دانی و ہمه جانی حضرت ایشان را دیوانیست مختصر در پارسی و بیاضیست خریطۂ جواہر نام بنده دیده ام انتخاب اشعار چنانکه میشاید دران صورت بسته است ه

نہین کچہہ غم کہ کیون ملتا نہین بیجان گسل میرا — کہ مین روتا ہون دلگی بیکسی پر ہائے دل میرا

لوگ کہتے ہین ہوا مظہر بیکس افسوس — کیا ہوا اوسکو کہ اتنا ہی تو بیمار نہ تہا

توفیق دے کہ شور سے اکدم وہ چپ رہے — آخر مرا یہہ دل ہے الٰہی جرس نہین

مظہر چہپا کے رکہہ دلِ نازک کو اپنے تو — یہہ شیشہ بیچنا ہے کسی میرزا کے ہاتہہ

خدا کے واسطے اسکو نہ ٹوکو — یہی اک شہر مین قاتل رہا ہے

معروف نواب آلٰہی بخش خان دہلوی برادر خورد فخر الدوله نواب احمد بخش خان بہادر رئیس فیروزپور جہرکہ خلف مرزا عارف جان برادر شرف الدوله قاسم جان از تلامذۂ شاه نصیر دہلوی بود در آخر ایام ترک دنیا گفته در سنه ۱۲۴۲ھ از جہان رفته دو دیوان دارد و درین فن دستگاہے شایسته داشت و طرز ہائے دلپذیر می یافت ه

کہانتک راز عشق افشا نکرتا — مشکل یہہ ہے کہ مرتا کیا نکرتا

نہ رو تے ہین مری حالت پہ وہ تو یار تہا — دیکہکر گہر بستا نہ آیا مہر سے گہر اچہا ہوا

کی وصیت یہہ کچہہ ارمان بہری آہ کہ رات — سارے گہر کو ترے بیمار نے سونے نہ دیا

کہتا ہے جب وہ ہنسکر ہے گریہ اختیاری — آتا ہے اور مجہکو بے اختیار رونا

اوسکے جانیکی اگر کچہہ بہی خبر رکہتے ہم — اپنے دیوانے نہتے گہر مین جو در رکہتے ہم

کہا جو مینے کہ اس ناتوان کا سنئیے حال	کہا جو حال سناوے وہ ناتوان نہین
کہے ہے مجھہ سے کوئی تجھکو یاد آیا ہے	کرون فدا جو مین اوس بدگمان سے باتین
دیا ہے اپنے سے ظالم کو اوسنے دل معروف	اب اور اوس بت بیداد گر کو کیا کہون
آپ جسوقت رقیبونکی قسم کہاتے ہین	ہم رقیبونکے نصیبونکی قسم کہاتے ہین
مے کے پینے سے تو ہر چند نباہی توبہ	پر مغانسے وہ خجل ہون کہ الٰہی توبہ
گریہ و آہ و فغان سے اکدم فرصت نہین	ہم سمجھتے تہے محبت کام بیکارونکا ہے
پائے اوس شوخ کا یون روٹھہ کے جانا معروف	اور یہہ کہنا کہ مین اب نہ منائے کوئی
میرے مرنے سے موئی اوسپر خلق	مین نہ مرتا تو نہ مرتا کوئی
خرق عادت اپنے دیوانے کی دیکھہ	جسطرف کو وہ چلے پتھر چلے
دمبدم یارنے تو ہمکو نہ ٹھکرا اچل جا	خیر ہم دیکھہ چکے خندق یا اچھی ہے
معروف اب تو دیکھتے ہو تم ہمین غریب	ٹک منھہ لگائے یار تو پھر ہمکو دیکھئے
دور جو بزم مین وہ آنکے بیٹھے ہم سے	کیا ہی پچتائے کہ آگے سے دہن کیون ہو لے
روٹھنے کو تو چلے روٹھکے ہم وانسے ولے	مڑکے تکتے تہے کہ اب کوئی منا کر لیجائے

معین معین الدین دہلوی از حال تلمذ او آگہی دست نداد نمکینی از گفتار او پیداست چنینے خوش گفتہ است ه

مر گیا آج حسد لبختے معین خستہ	ایک موزون سا جوان تہا کبہی دیکھا ہوگا

لخت دل آنکہونین کچہ آتے ہین کس کس شوق سے
میری مژگان پر گمان کرکے تمہارے تیر کا

مثلِ نقشِ پا اوس در سے اوٹھہ نہین سکتے کوئی اوٹھائے
ضعف کی دولت بارے ہم بہی اتنی طاقت رکہتے ہین

نہ جانا حسن نے آزردہ اوس نازک کلائی کو	کیا طرزِ تبسم نے ادا تیغ آزمائی کو

کھینچے ہے تیرے وصل کی شب بھی ذرا ہوکے | یہ عقدہ ہائے دل ترے بندِ قبا ہوئے
ترے فراق میں بیجا بغضی کا تھا نہ دماغ | مگر یہ اپنا ہی زخمِ جگر ہے کیا کہیے
تری جفا کی حکایت اور اپنا حالِ وفا | یہ پیٹنا تو یوں ہی عمر بھر ہے کیا کہیے
تمہاری بات ہے بے اعتبار کیا سنیے | اور اپنی کہیے تو وہ بے اثر ہے کیا کہیے
دیکھکر بخیہ کہیے ناصح | بندہ پرور مرا گریبان ہے

ممنون میر نظام الدین ملقب بہ فخر الشعرا اوستاد اکبر شاہ بادشاہ دہلی خلف میر قمر الدین منت موطنش سونی پت مولد و منشاش دہلی ست مدتے در لکھنؤ ماندہ سپس در اجمیر بر عہدہ صدر الصدوری مامور گردید وفاتش در سنہ ۱۲۶۰ ہجری واقع شد دیوانے از و یادگار است قوت نظم اکثر اصناف سخن داشت از انجا کہ ممنون از مشاہیر است و نیز کلام ہر کسے گواہ طبیعت او باشد حاجت ستایش ندارد

برا ماننے مت مرے دیکھنے سے | تمہیں حق نے ایسا بنایا تو دیکھا
قربان نازِ نعش مری دیکھکر کہا | گردن پہ کس کی خون ہے اس بیگناہ کا
ہاتھ میں جنبشِ محمل کی عنان ہے اپنے | ورنہ یاں کسکو سرِ آبلہ فرسائی تھا
شغلِ شبِ فراق یہی تھا کہ دبیان میں | ایک ایک شکن گنا تری زلفِ دراز کا
یہ نہ جانا تھا کہ اوس محفل میں دل رہجائیگا | ہم یہ سمجھے تھے چلے آئینگے دم بھر دیکھکر
قاتل ہی وہ نہووے جو ممنون کی نعش پر | کہتا تھا اک جوان بہت بار بار حیف
یوں تو وہ ہے فرشتہ خو لیکن | ہے ذرا آدمی کشی کا شوق
میں اس سخن کے تصدق وہ دیکھ آئینہ | یہ مجھسے پوچھے ہے کیوں کیسے طرحدار ہیں ہم
اس ذوق سے کہتی ہیں حدیثِ لبِ شیریں | گویا ترے ہونٹوں ہی سے لیتے ہیں مزا ہم
پوچھینگے گر آرزو دمِ ذبح | جلا دہی کو بتا ئینگے ہم
یوں رشک کہے کم جو دہان رنگِ حنا ہو | ہاتھ اوس نے کسی دیدۂ تر پہ نہ دہرا ہو

اوس مرگ پہ سو جان مری صدقہ کہ دم نزع
گھبرا کے کہے تو کہ بس اب دیکھیے کیا ہو

آہ خلوت مین جو تنہا کبھی پاؤن تجھکو
جس لیے تجھکو بنایا ہی دکھاؤن تجھکو

تفاوت قامت یار و قیامت مین ہے کیا مومن
وہ ہی فتنہ ہی لیکن یان ذرا سانچے مین ڈھلتا ہے

رخصت کے وقت ہون ترے گریان کہ آدمی
رو دے ہے اوس گھڑی کہ نہ جب تک بس چلے

منت میر قمر الدین مخاطب بہ ملک الشعرا شاگرد میر نور الدین نوید و میر شمس الدین فقیر اصلش از مشہد و مولدش سونی پت و منشاش دہلی است در لکھنؤ رفتہ مذہب امامیہ پذیرفتہ از انجا بکلکتہ شتافت و در سنہ ۱۲۰۸ بعمر چہل و نہ سال وفات یافت ریختہ کمتر میگفت اشعار پارسی او قریب یک و نیم لک بودہ باشد ؎

اس آنے کا کچھ ہے لطف پیارے
ہر دم جو کہو کہ جائین گے ہم

منتظر نور الاسلام لکھنوی خلف شاہ فیض علی از گزین تلامذہ مصحفی ست دیوانے گزاشتہ ؎

وہ دل لیکر مکر جانا کسی کا
یہ جی ہی جی مین غم کھانا کسی کا

دولت حسن ہے جن پاس یہ اون سے بھی سوال
کچھ نہ لے اور نہ دے پر یہین تو کر سکیے

نہ تو عشق سے مجھے عشق ہے نہ تو چاہ کی مجھے چاہ ہے
وہ جو بات منہ سے نکالی تھی سو اوسی کا مجھکو نباہ ہے

منشی میر محمد حسین خلف سید ابو الحسن عرف میر کلن ایرانی الاصل دہلوی مولد مدتے در لکھنؤ بسرکار مرزا سلیمان شکوہ بسر بردہ پدر وے از مشاہیر خوشنویسان بود وے نیز بدرستی خطوط متصف بود ؎

جو پوچھا اوس سے لوگون نے کہ منشی کون ہے بولے
مجھے کچھ یون ہی اوس سے دور کی صاحب سلامت ہے

منیر سید اسمعیل حسین خلف منشی احمد حسین شکر شکوہ آبادی از تلامذہ رشک و

ناسخ است امروز در رامپور بظل عطوفت والی انجا باعزاز بسر می برد سخنور ریختہ گوست
وانچہ از گفتارش بنظر رسیدہ ہمہ نکوست دو دیوان دارد ۵

آتش حسن کو کیون ناز ہے یکتائی کا
شعلۂ طور شریک آئین ہے جو تنہائی کا

بیکسی آپ سے باہر نہین جانے دیتی
مجھ سے آباد ہے عالم مری تنہائی کا

ایک دن حشر کا تشہیر کو کافی نہوا
حق ادا ہو نہ سکا ذلت و رسوائی کا

کیا بتائین کہ کہان جاکے شب غم مین ہے
آہکی جان سے دور اور ہی عالم مین ہے

کوئی حیلہ تو تعارف کا خوشی کی نکلے
کاش تقدیر ہی پر آئے تبسم مجھکو

چھوڑ دون مین بھی ملاقات تو بیکس ہو جاتے
ستم یار پہ آتا ہے ترحم مجھکو

سب سے ملنا تو چھوڑا یا ہے مگر جب باتین
بیکسی سے بھی اگر ملنے نہ دو تم مجھکو

دور سے بھی کبھی ملنے کے اشارے نہوئے
ہم کسیکے نہوئے تم جو ہمارے نہوئے

بھولے سے پھانس نکالی نہ ہمارے دلکی
ایک تنکے کے بھی شرمندہ تمہارے نہوئے

مومن حکیم مومن خان فرزند حکیم غلام نبی خان دہلوی در طب ید طولے داشت و در نجوم پایۂ والا بر جمیع اصناف سخن قادر بود از لطایف شعر و شاعری کما ہو حقہ ماہر بقوت سخنوری مومن کمتر کسے برخاستہ و بہر دو لفظ چندان دستگاہے نصیب او گشتہ کہ پارسیان ازان خود می انکارند و ہندیان بشرف ہمزبانی نازہا دارند دیوانش مملو از اصناف سخن ست مثنویات متعدد دارد فرصتم نیست کہ بانتخاب دیوان وے پردازم ہمانا از گلشن بنجاہ بیتے چند برداشتم کہ ہر یکے ازان دستۂ فصاحت و گلدستۂ بلاغت میتوان شمرد الحق درین فن محسود ابناے روزگار ست و مشہور ہر شہر و دیار ناظورۂ بیان نازکش سرمایۂ حیات عشاق ناکام و معشوقۂ کلام دلاویزش تسلی خاطر ہاے پر آلام مذاق آشنایان معنی از عذوبت کلام شیرینش ذائقہ لطف آشنا و نکتہ شناسان نغز گفتار سخن جادو فریبش را افسون دلربا نگاشتہ اند ہمانا وفات او

در ۱۲۷۹ھ واقع شدہ از دست ولیم نکوست ۵

اوس نقش پا کے سجدہ نے کیا کیا ذلیل ۔ مین کوچہ رقیب مین بھی سر کے بل گیا

یہ ناتوان ہون کہ یون اور نظر نہین آتا ۔ مرا بھی حال ہوا تیری ہی کمر کا سا

خواہش مرگ ہوا تمنا دستانا ورنہ ۔ دلمین پھر تیرے سوا اور بھی ارمان ہوگا

کیا ستاتے ہو کہ ہے ہجر مین جینا مشکل ۔ تم سے بے رحم پہ مرنے سے تو آسان ہوگا

وصل کی شب شام سے مین سو گیا ۔ جاگنا ہجران کا بلا ہو گیا

دل لگا نیکے تو اوٹھائے مزے ۔ جی بلا سے رہا رہا نہ رہا

نہ مانونگا نصیحت پر نہ سنتا مین تو کیا کرتا ۔ کہ ہر ہر بات مین ناصح تمہارا نام لیتا تھا

کیا تم نے قتل جہان اک نظر مین ۔ کسی نے نہ دیکھا تماشا کسی کا

وہ کرتے ہین بیباک عاشق کشی یون ۔ نہین کوئی دنیا مین گویا کسی کا

ان نصیبون پر کیا اختر شناس ۔ آسمان بھی ہے ستم ایجاد کیا

یہ عذر امتحان جذب دل کیسا نکل آیا ۔ مین الزام اوسکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

پھرنے سے شام وعدہ سمجھے یہ کہ سوئے ۔ آرام شکوہ ستم اضطراب تھا

وقت وداع بے سبب آزردہ کیون ہو کے ۔ یون بھی تو ہجر مین مجھے رنج وعذاب تھا

کیا جی لگا ہے تذکرہ یار مین عبث ۔ ناصح سے مجھکو آج تلک اجتناب تھا

دشنام یار طبع حزین پر گران نہین ۔ اے ہمنفس نزاکت آواز دیکھنا

بد کام کا انجام برا ہے جزا کے دن ۔ حال پہ تفرقہ انداز دیکھنا

میرے گھر ہی پھرتے چلتے ایکدن آجائیگا ۔ دو مبارکباد اسکے یار ہرجائی ملا

بیٹھے دم غضب لئے اولٹی سمجھ تو دیکھ ۔ بل جو پڑا جبین پہ تمنا کو لب ہوا

آغوش گور ہو گئی آخر لحد نہان ۔ آسان نہین ہے آپکے بسمل کو تھامنا

اس حال کو پہونچے ترے قصہ سے کہ اب ہم ۔ راضی ہین گر اعدا بھی کرین فیصلہ اپنا

راز نہان زبان اغیار تک نہ پہونچا
ہٹ گیا ہوگا وہ شیشہ منہ سے سو تجھ مین کہین

ہجر بتان مین تجھکو ہے مومن تلاش ہر
جلوہ دکہلائے تا وہ پردہ نشین

مستی نہ کی ہزار تلک آکے اسپہ بھی
سجدہ پہ سر قلم ہو دعا پر زبان کٹے

رکھ لے سر اپنے زانوئے نازک پہ شوق سے
توبہ کہان کدورت باطن کے ہوش تھے

وصل بتان کے دن تو نہین یہ کہ ہو وبال
مجھ سے نہ بولو تم اسے کہتے ہین کیا بھلا

بیزار جان سے جو نہوتے تو مانگتے
اوس کو مین جا مرینگے مدد اے ہجوم شوق

خنجر تو نہ توڑ سخت جانی
وہ جفاکش ہین اے فلک کہ کیا

اب تب ہجر دیکھے مومن ہین
گر یہی شوق شہادت ہے تو مومن جی چکے

جانے دے چارہ گر شب ہجران مین مت بلا
ہے دوستی تو جانب دشمن نہ دیکھنا

منظور ہو تو وصل سے بہتر ستم نہین
بے جرم پایمال عدو کو کیا کیا

عاشق کشی ہے شیوہ اگر بے ہوس سہی

کیا ایک بھی ہمارا خط یار تک نہ پہونچا
شب یہان رہنے کا تیرے جسمین چرچا ہوگیا

غم پہ حرام خوار توکل نہو سکا
مین نے دعوے کیا تحمل کا

کہتے ہین لوگ خاک مین اوسنے ملا دیا
گویا نہ وہ زمین ہے نہ وہ آسمان ہے اب

تیرا مریض عشق بہت ناتوان ہے اب
غش ہوگیا مین رنگ مے ناب دیکھکر

مومن نماز قصر کرین کیون سفر مین ہم
انصاف کیجے پوچھتے ہین آپ ہی سے ہم

شاید شکایتون پہ ترے مدعی سے ہم
آج اور زور کرتے ہین بیطاقتی سے ہم

پھر کسکو گلے لگائینگے ہم
اوس ستمگر نے انتخاب ہمین

ہے حرام آگ کا عذاب ہمین
مار ڈالے کاش کوئی کافر دیجو ہمین

وہ کیون شریک ہوتن مرے حال تباہ مین
جادو بھرا ہوا ہے تمہاری نگاہ مین

آشنا رہا ہون دور کہ ہجران کا غم نہین
تجھسکو خیال ہی ترے سر کی قسم نہین

آخر کچھ اپنی جان کے دشمن تو ہم نہین

مین گلہ کرتا ہون اپنا تو نہ سن غیرونکی بات
غیر سے سرگوشیان کرلیجیے پھر ہم بھی کچھہ

ابرو رہ گئی مرنیکی کہ روتے تو ہین وہ
وہ ہی بغل مین تو بھی تو یان نیند اڑگئی

سنجا ہون روز جزا دیہ ستم دیکھو
ہین غیر مرے نکلنے سے خوش

کیا کیجیے کہ طاقت نظارہ ہی نہین
شبنم خراب مہر وکتان سینہ چاک ماہ

کیسے گلے رقیب کے کیا طعن اقربا
وفا سکھلا رہے گا دل ہمارا

مومن تم اور عشق بتان اپیر و مرشد خیر ہے
جب تو چلے جنازۂ عاشق کے ساتھ ساتھ

سنگ اسود نہین ہے چشم بتان
اولٹے وہ شکوے کرتے ہین اور کس ادا کے ساتھ

بے پردہ غیر پاس اوسے بیٹھا نہ دیکھتے
خوشی نہ مجھے کیونکر قضا کے آنے کی

کر علاج جوشش وحشت چارہ گر
چھڑکے ہے کان ملاحت لون کیا

ابتو مرجانا بھی مشکل ہے ترے بیمار کو
ایک ہم ہین کہ ہوئے ایسے پشیمان کہ بس

پامال اک نظر مین قرار و ثبات ہے

ہین یہی کہنے کو وہ بھی اور کیا کہنے کو ہین
آرزوہاے دل رشک آشنا کہنے کو ہین

اشک شادی ہی سے گو چشم کو نم کرتے ہین
یہہ سوچ ہے گیا نہو اعدا کے خواب مین

کب آزماتے ہین جب وقت امتحان نہین
گویا کہ ہین انکا مدعا ہون

جلتے وہ بے حجاب ہین ہم شرمسار ہین
لو اور بھی ستمزدۂ روزگار ہین

تیرا ہی جی سنجا ہے تو باتین ہزار ہین
تمھاری خاطر نامہربان کو

یہہ ذکر اور منہہ آپکا صاحب خدا کا نام لو
پھر کون وار تونکے سنے اذن عام کو

بوسہ مومن طلب کرے کیا منہہ
بیطاقتی کے طعنے ہین عذر جفا کے ساتھ

اوٹھہ جاتے کاش ہم بھی جہان سے حیا کے ساتھ
خبر ہے نعش پر اوس بیوفا کے آنے کی

لا دے اک جنگل مجھے بازار سے
خود لپٹ جا سینۂ افگار سے

ضعف کے باعث کمان دنیا سے اوٹھا جاے ہی
ایک وہ ہین کہ جنھین چاہ کے ارمان ہونگے

اوسکا نہ دیکھنا نگہ التفات سے

پیغامبر رقیب ہے ہوتے ہیں مشورے | سنتا نہیں کسی کی یہہ کہنے کی بات ہے
عیش میں بھی تو نہ جاگے کبھی تم کیا جانو | کہ شب غم کوئی کس طور سحر کرتا ہے
میرے تغیر رنگ کو مت دیکھ | تجھکو اپنی نظر نہو جائے
اے تپیا ست نہ آئیو جب تک | وہ مری گور پر نہو جائے
لے تو ہی بھیجدے کوئی پیغام تلخ اب | تجویز زہر ہے ترے بیمار کے لئے
اجل سے خوش ہوں کسیطرح ہو وصال تو ہے | نہ آئے نعش پہ وہ پر یہہ احتمال تو ہے
جفائے یار کو سونپا معاملہ اپنا | اب آگئے ہو نہو امید انفصال تو ہے
تسلی دم واپسین ہو چکی | ہمیں ہو چکے جب نہیں ہو چکی
تھی بدگمانی اب تو نہیں کیا عشق حور کی | جو آکے مرتے دم مجھے صورت دکھا گئے
رشک دشمن بہانا تھا سچ ہے | میں نے ہی تم سے بیوفائی کی
شب ہجر میں کیا ہجوم بلا ہے | زبان تھک گئی مرحبا کہتے کہتے

مونس سید اعظم حسین نبیرۂ حکیم خادم حسین کہ از مشاہیر اطبائے اینجا بودہ اند جوانیست تحصیل تمام کردہ باکثر علوم آشنائی دارد و درین فن نیز ادرا دستگاہے ست اما توجہش بپارسی بیشتر مصروف است بریختہ کمتر فکر میکند لکن دراوائل مشق ریختہ کردہ است گاہے گاہے با نامہ نگار برمیخورد و اخلاص تمام دارد و این بیت از زبان او استماع افتادہ بود ثبت میشود خیلے خوش گفتہ ست

لاکر شفیع ہم عمل ناصواب کو | کیا کیا منارہے ہیں کسی کے عتاب کو

مجبور نقشبند خان خلف نواب مصطفیٰ خان شیفتہ جوانے بود زیبا طبع شگفتہ داشت حک و اصلاح کلامش بمولوی الطاف حسین حالی متعلق بود دریجا آمدہ بود با نامہ نگار برخوردہ خوش تہذیبی داشت ہرگاہ ازینجا بدہلی رفت ہمانجا درگذشت

خدایش بیامرزاد این بیتہا کہ می بینی از وگرفتہ بودم ؎

نگہ لطف سے جب دیکھتے ہو تم مجھکو　　دل غمدیدہ پہ آتا ہے ترحم مجھکو
کہتے ہین مسکراکے تمناے وصل پہ　　صاحب کسی کے دلکی بھلا کیا خبر مجھے
اے شوق رشک غیر بھی دل سے بھلا دیا　　احسان رہیگا یاد ترا عمر بھر مجھے
کیا خوشی ہمکو اگر غیر شبستان مین نہین　　وصل عشاق کی شب گردش دوران مین نہین
ایک صوفی نے کہا محو تماشا ہوکر　　اوسمین کچھ بات ہی ایسی کہ جو انسان مین نہین
تم نہ سنتے تھے کہ بیداد کا کیا ہی انجام　　ہم نہ کہتے تھے کہ کیا کچھہ غم پنہان مین نہین
قاصد جو کہا ہے اوسنے کہہ جھپک　　باتین نہ بنا ادہر اودہر کی
کہتے ہین دعا سے وصل پر وہ　　ہمکو بھی امید ہے اثر کی
الفت مین ہین اور بھی بلائین　　پر سخت بلا ہے چارہ گر کی

مہر مرزا حاتم علی لکھنوی خلف مرزا فیض علی از مشاہیر تلامذۂ ناسخ است در ۱۲۹۷
راہ عدم پیمود دیوانے گذاشتہ ؎

کرتا غضب ابتک تو ہمارا دل بیتاب　　روکے ہوتے ڈانٹے ہوتے دہمکاتے ہوتے کہین
تمہارے واسطے دلسے نہین کوئی مکان بہتر　　جو آنکہ مین نہین تمہین کہون تو ذرا زبان نظر ہوگی

میر میر تقی اکبرآبادی از قدماست و اوستاد مسلم الثبوت و نزد جمیع اساتذہ مقبول زبانے دلپذیر دارد و بیانے سادہ پرکار کہ نمی توان گفتن بر جملہ اصناف سخن قادر بود لاسیما بر غزل و مثنوی حضرت آزردہ نوشتہ اند در تذکرۂ خود کہ در حال ارباب نظم ریختہ است حیث قال پستش اگرچہ اندک پست است اما بلندش بسیار بلند و جناب شیفتہ نگاشتہ پست و بلند کہ در کلامش بینی و رطب و یابس کہ در ابیاتش بنگری نظر نکنی گفتہ اند ؎

شعر گر اعجاز باشد بے بلند و پست نیست　　در ید بیضا ہمہ انگشتہا یکدست نیست

انتہی وی شش دیوان ریختہ دارد حاوی اصناف سخن و مسدسے کہ بمضامین برانگیخت
گفتہ مشہور است میر در قصیدہ فکر خوشی نداشتہ چندانکہ غزلش بلند مرتبہ تر قصیدہ
اش پست پایہ تر ذوق دہلوی بہ نسبت میر گوید ؎

نہوا پر نہوا میر کا انداز نصیب	ذوق یارون نے بہت زور غزلمین مارا

و میرزا غالب میفرماید ؎

ریختہ کے تمہین اوستاد نہین ہو غالب	کہتے ہین اگلے زمانہ مین کوئی میر بھی تھا

و نیز می سراید ؎

غالب اپنا بھی عقیدہ ہے بقولِ ناسخ	آپ بے بہرہ ہے جو معتقدِ میر نہین

انتہی این ابیات او راست و خیلے دلرباست ؎

ہمارے آگے ترا جب کسی نے نام لیا	دلِ ستم زدہ کو ہمنے تھام تھام لیا
اتنی گذری جو ترے ہجر مین سو اوسکے سبب	صبر مرحوم عجب مونسِ تنہائی تھا
مسجد مین امام آج ہوا آکے وہان سے	کل تک تو یہی میر خرابات نشین تھا
اک سجھاو پڑ گیا جو ہمین اوسکے عشق مین	دل سا عزیز جان کا جھنجال ہو گیا
آنکھون مین جی مرا ہے ادھر دیکھتا نہین	مرتا ہون مین تو ہائے رے صرفہ نگاہ کا
خدا کو کام تو سونپے ہین مینے سب لیکن	رہے ہے خوف مجھے وانکی بے نیازی کا
دل کی کچھ قدر کرتے رہیو تم	یہ ہمارا بھی ناز پرور تھا
قاصد جو وانسے آیا تو شرمندہ مین ہوا	بیچارہ گریہ ناک گریبان دریدہ تھا
فلک کا منھ نہین اس فتنہ کے اوٹھانیکا	ستم شریک ترا ناز ہے زمانے کا
آنکھین چرائیو نہ ٹک ابر بہار سے	میری طرف بھی دیدۂ خونبار دیکھنا
ترے کوچہ کے رہنے والون نے	یہین سے کعبہ کو سلام کیا
ہم خاک مین ملے تو ملے لیکن اے فلک	اوس شوخ کو بھی راہ پہ لانا ضرور تھا

جواب نامہ سیاہی کا اپنے ہے وہ زلف
کسی نے حشر کو ہم سے اگر سوال کیا

جاتا ہے یار تیغ بکف غیر کی طرف
اے کشتۂ ستم تری غیرت کو کیا ہوا

سخت کافر تھا جن نے پہلے میر
مذہب عشق اختیار کیا

جہان سے فتنے کو خالی کبھی نہین پایا
ہمارے وقت مین تو آفت زمانہ ہوا

ابتو جاتے ہین میکدے سے میر
پھر ملین گے اگر خدا لایا

سمجھے تھے ہم تو میر کو عاشق اوسی گھڑی
جب سنکے تیرا نام وہ بیتاب سا ہوا

مستی مین لغزش ہوگئی معذور رکھا چاہئے
اے اہل مسجد اسطرف آیا ہون مین بہکا ہوا

خانہ خراب میر بھی کتنا غیور تھا
مرتے موا پر اوسکے کبھی گھر نہ جا پھرا

کم کم اوٹھنا وہ نقاب آہ کہ طاقت رہتی
کاش اکبار ہمین مونہہ نہ دکھایا ہوتا

کہتے تو ہو یون کہتے یون کہتے جو وہ آتا
کہنے کی ہین سب باتین کچھہ بھی نہ کہا جاتا

میرا ہی مقلد عمل تھا
مجنون کے دماغ مین خلل تھا

کہلا نشہ مین جو پگڑی کا پیچ اوسکے میر
سمند ناز پہ اک اور تازیانہ ہوا

کوسون ہم سے بھاگو ہو کیا سیکھے طرز غزالونکا
وحشت کرنا شیوہ ہے کچھہ اچھی آنکھین والونکا

عشق ہمارے خیال پڑا ہے خواب گیا آرام گیا
جی کا جانا ٹھہر رہا ہے صبح گیا یا شام گیا

دو قدم ساتھہ جنازے کے نہ آیا وہ میر
جانا تھا کہ اسے ہے مری رفتار پسند

جاتا ہے آسمان لئے کوچہ سے یار کے
آتا ہی جی بھر آ در و دیوار دیکھکر

مرگ اک ماندگی کا وقفہ ہے
یعنے آگے چلینگے دم لیکر

کچھہ ہو رہیگا عشق و ہوس مین بھی امتیاز
آیا ہے اب مزاج ترا امتحان پر

منتظر قتل کے وعدہ کا ہون اپنے یعنی
جیتا مرنے کو رہا ہے یہہ گنہگار ہنوز

اوسکے کوچہ مین نکر شور قیامت کا ذکر
اوسکے نزدیک کچھہ نہین عزت
ایک بیمار جدائی ہون مین آپ ہی تسپر
اک وہم نہین بیش مری ہستی موہوم
مدعی مجھکو کھڑے صاف برا کہتے ہین
ایکے ہمت صرف کر جو اوسسے جی اوچٹے مرا
عشق کا گھر ہے میر سے آباد
نازک مزاج آپ قیامت ہین میر جی
کاسکے دل دو تو ہوتے عشق مین
جائے ہے جی نجات کے غم مین
قتل کیے پر غصہ کیا ہے لاش مری اوٹھوانے دو
کب میسر اوسکے منہہ کا دیکھنا آتا ہے میر
رات ساری تو گئی سنتے پریشان گوئی
یہہ اضطرار دیکھکے اب دشمنو نسے بھی
زور و زر کچھہ نہتا تو بارے میر
تجھکو مسجد ہے مجھکو میخانہ
آج پھر تہا ہے حمیت میر وان
مین جو بولا کہا کہ یہہ آواز
جب نام ترا لیجیے تو چشم بھر آئے
اوس ستمگار کے کوچہ کے ہوادارو نمین
باہم سلوک تھا تو اوٹھاتے تھے نرم گرم

شیخ یان ایسے تو ہنگامے ہوا کرتے ہین
میر جی یون ہی خوار ہوتے ہین
پوچھنے والے جدا جان کو کھا جاتے ہین
اسپر بھی تری خاطر نازک پہ گران ہون
چپکے تم سنتے ہو بیٹھے اسے کیا کہتے ہین
پھر دعا اسے میر مت کیجو اگر ایسا کرون
ایسے پھر خانمان خراب کہان
جون شیشہ میرے منہہ نہ لگو مین نشے مین ہون
ایک رہتا ایک کھوتے عشق مین
ایسی جنت گئی جہنم مین
جانسے بھی ہم جاتے رہے ہین آؤ تم بھی جانے دو
پھول گل سے اپنے دلکو تم بھی بہلایا کرو
میر جی کوئی گھڑی تم بھی اب آرام کرو
کہتا ہون اوسکے ملنے کی کچھہ تم دعا کرو
کس بھروسے پہ آشنائی کی
واعظا اپنی اپنی قسمت ہے
کل لڑائی سی لڑائی ہو چکی
اوسی خانہ خراب کی سی ہے +
اس زندگی کرنیکو کہانسے جگر آئے
نام فردوس کا ہم لیکے گنہگار ہوئے
کاہیکو میر کوئی دبے جب بگڑ گئی

گھبرا نہ میر عشق مین اس سہل زیست پر
اپنے تو ہونٹ بھی نہ ہلے اوسکے روبرو
پہنچا تو ہوگا سمع مبارک مین حال میر
میر سے تغیر حال پر مت جا
اب جھیڑ یہہ رکھی ہی کہ عاشق ہی تو کہین
میر صاحب بھی اوسکے ہان تھے پر
آتے کبھو جو وہانسے تو یہان رہتی تھی اوداس
وہ تو بگڑے ہے میر سے ہر دم
کعبہ مین جان بلب تھی ہم دوری بتانسے
ڈر کیون نہ محلہ مین رہے رونے سے میر
پیدا کہان ہین ایسے پراگندہ طبع لوگ
مقدور تک تو ضبط کرون پہ مین کیا کرون
واعظ ناکس کی باتون پر کوئی جاتا ہے میر
فریاد شب کی سنکے کہا ہے دماغ ہے
پھرتے ہین میر خوار کوئی پوچھتا نہین
اوسکا غضب ہے نامہ نہ لکھنا تو سہل ہے
نہین ہے چاہ بھلی اتنی بھی دعا کر میر
کشتی ہر اک فقیر کی پھیر دی شراب سے
دل سے شوق رخ نکو نہ گیا
میر بھی کہنے لگا دیر کی لوگونکی سی
میر کے ہوش کے ہین ہم عاشق

جب بس چلا نہ کچھہ تو مرے یار مر گئے
رنجش کی وجہہ میر یہہ کیا بات ہوگئی
اسیر بھی جی مین آئے تو دلکو لگا ہے
اتفاقات ہین زمانے کے
القصہ خوش گذرتی ہی اوس بن گمان سے
جیسے کوئی غلام ہوتا ہے
آخر کو میر اوسکی گلی ہی مین جا رہے
اپنی سی یہہ بنائے جاتا ہے
آئے ہین پھر کے یارو ابکے خدا کے ہان سے
سیلاب نے اس کوچہ مین گھرول لیا ہے
افسوس تمکو میر سے صحبت نہین رہی
منہہ سے نکل ہی جاتی ہے اک بات پیار کی
آئے مخانے چلو تم کس کی باتونپر گئے
دیکھو تو اس بلا کو یہہ شاید کہ میر ہے
اس عاشقی مین عزت سادات بھی گئی
لوگون کے پوچھنے کا کوئی کیا جواب دے
کہ اب جو دیکھون اوسے مین تب نہ یار آئے
اس دور مین کلال عجب مرد ہوگیا
جھانکنا تاکنا کبھو نہ گیا
کچھہ خدا لگتی بھی کہتا جو مسلمان ہوتا
فصل گل جب تلک تھی مست رہا

ہرچند میر بستی کے لوگون سے ہے نفور
پر ہائے آدمی ہے وہ خانہ خراب کیا

صبر تھا ایک مونس ہجران
سو وہ مدت سے اب نہین آتا

ایسے بت بے مہر سے ملتا ہی کوئی بھی
دل میر کو ہماری تھا جو تھہر سے لگایا

کہتے ہین آگے تھا بتون مین رحم
ہے خدا جانئے یہہ کب کی بات

نظر میر نے کیسی حسرت سے کی
بہت روتے ہم اوسکی رخصت کے بعد

مرتے ہین سب یہ میر نہ اس بیکسی کے ساتھ
ماتم مین تیرے کوئی نہ رویا پکار کر

شکوہ آبلہ ابھی سے میر
ہے پیارے ہنوز دلی دور

اسوقت ہے دعا و اجابت کا وقت میر
اک نعرہ تو بھی پیشکش صبحگاہ کر

وہ لوگ تمنے ایک ہی شوخی مین کھو دئے
پیدا کئے تھے چرخ نے جو خاک چھانکر

نہین دیر اگر میر کعبہ تو ہے
ہمارے کوئی کیا خدا ہی نہین

میر صاحب کو دیکھئے جو بنے
اب بہت گھر سے کم نکلتے ہین

ہنوز طفل ہے وہ ظلم پیشہ کیا جانے
لگا دے تیغ سلیقہ سے جو لگائی ہو

میر کو کیون نہ مغتنم جانے
اگلے لوگون مین اک رہا ہے یہہ

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے
اوسکی زلفون کے سب اسیر ہوئے

بہت سعی کیجے تو مر رہیئے میر
بس اپنا تو اتنا ہی مقدور ہے

اب خدا مغفرت کرے اوسکو
صبر مرحوم تھا عجب کوئی

سرہانے میر کے آہستہ بولو
ابھی تو روتے روتے سوگیا ہے

میکش ارشاد احمد دہلوی در پارسی زبان محوی تخلص میکند از سال چند در ینجا دارد دست با نامہ نگار تعارف درمیانست مذاق صحیح دارد و سخن خوش میگزیند از دوست و نکوست ؎

ربط نہان غیر کا پردہ سبب ورنہ آپ
دشمن کے ساتھ صرف کرین رسم و داد مین

آتا ہے رحم اوسکی نزاکت پہ ورنہ مین | جادو اوسی نگاہ کا رکھتا ہون آہ مین

ستانے مین فلک کو شعورہ ہے | کسی بے رحم کے چین جبین سے

بچے دل کم نگاہی سے یہ معلوم | وہ رہزن اور پھر ایسی کمین سے

سرشک گرم کی حدت کو پوچھو | مرے دامن سے اپنی آستین سے

رہے پہلو مین وہ یا اوسکا خنجر | غرض دل ٹھہرتا ہے دلنشین سے

ہیچ سہی نقشے سب قیامت کے | لیکن آگے تمھارے قامت کے

النون

ناسخ شیخ امام بخش از مشاہیر اساتذہ لکھنؤ ست از اصناف سخن جز بر غزل و رباعی قدرتی نداشت بشیوۂ خود در سخن ممتاز است بلکہ کم انباز این قدر ہست کہ مضامین بیگانہ پارسی گویان بیشتر بستہ است کما لایخفی علی ارباب البصیرت گویند روزے چند از محمد عیسی المتخلص بہ تنہا اصلاح گرفتہ سپس انحراف ورزیدہ وفات او درسنہ ۱۲۵۴ صورت بستہ دو دیوان دارد این اشعار از وست و بس نکوست ہ

محشر مین ہمکو نامۂ اعمال دیکھکر | قاصد خیال آگیا خط کے جواب کا

اے اجل ایکدن آخر تجھے آنا ہے ولے | آج آتی شب فرقت مین تو احسان ہوتا

ذبح کر ڈالونگا گر ابکے تو بولا شب وصل | مین نے سو بار تجھے مرغ سحر چھوڑ دیا

تھی شہادت سے غرض سو اس ادا مین ہو گئی | گو نہ قاتل سے نزاکت کے سبب خنجر اوٹھا

لے چلی موت مجھے سوئے حسینان بہشت | ایک دم پاس جو وہ حور شمائل نہوا

اس چین سے ہم اوسکے تصور مین محو تھے | کنج لحد مین شور قیامت مخل ہوا

مرگیا کیا ناسخ میکش جو سارے میفروش | مسجدون مین بیٹھے اپنی اپنی دوکان چھوڑکر

بس یہی تدبیر اب ارنکے بہکا دینے کی ہے — جی میں ہے ہو جاؤں عاشق چند روز اغیار پر
جو مجھکو یار نے مارا تو غیر کو کردو قتل — عزیزو اسکے سوا اور انتقام نہین
دھوکا نہ کھا ظروف وضو کو تو دیکھکر — مسجد ہے میفروش کی ناسخ دکان نہین
ہے پرستوا وکرین محتسب کو سنگسار — بیچ رہتے ہین سنگ کچھ میخانے کی تعمیر سے
تنگ آکر جب کہا مینے کہ مر جاؤن کہین — بدگمان سمجھا کہ اسکو اشتیاق حور ہے

ناظم

نواب یوسف علی خان بہادر والی رامپور خلف نواب محمد سعید خان بہادر را اوصاف او استغنی از بیانست درین فن دستگاہ بلند داشتہ و مرزا غالب بتہذیب گفتار او پرداختہ این اشعار از دیوان وے برداشتہ آمد بلند فکری او پیداست و نغز سنجی او ہویداست

بڑہتا گیا جو رشک تو اخلاص کم ہوا — چھینا عدو نے دوست کو یہ کیا ستم ہوا
ہونے دیا نہ شاد یہہ دن پھر کہان مجھے — ہے ہے تمہین رقیب کے مرنے کا غم ہوا
حکم اخیر کی تھی توقع بروز حشر — باقی رہا نہ دن ہی جب اظہار ہو چکا
بیداد سے تو یہ او نہین کرتی ہی بن آئے — جب بعد مرے کوئی نہ مجھسا نظر آیا
جی مین ڈرتے تو قتل کیون کرتے — طنز سے کہتے ہین کر کیا ہوگا
سنتے ہین مٹ گیا ہے کوئی نقش — وہ ہمارا ہی مدعا ہوگا
ہے طلب کی یہی روش ورنہ — ایک بوسہ مین کیا بھلا ہوگا
آپ ذرات پڑا ہے سر و پا پھرتا ہے — تو ستم پیشہ نہوتا تو فلک کیا کرتا
تو نہ آیا پر اجل وقت سے پہلے آتی — آدمی اوسکی اگر اتنی تمنا کرتا
دلکے لینے مین یہہ قدرت او سی اللہ دی — جسکو مٹی کے کھلونے پہ مچلتے دیکھا
ہے یہہ ساقی کی کرامت کہ نہین جام کہ پانون — اور پھر بزم مین سب اوسے چلتے دیکھا
واعظ و شیخ سبھی خوب ہین کیا بتلاؤن — مین نے میخانے سے کس کو نکلتے دیکھا

بھیجے نہ سیم و زر اوسنے نہ دین و دل چھوٹے
بھی کو تم کیا یہ مسلط کرے تو دیکھو سیر
اوس در پر آنے جانیکی صورت بنی رہے
ہوتا جو دلپذیر تو جاتا نہ دل سے دور
کیا تم نہ جانتے تھے کہ بےخانمان ہون مین
بار خلوتمین نہین اور اگر بزم مین مین
کرکے خون ایک کا جا بیٹھے ہین گھر مین اور کے
یہہ تو نکلا دہ نہ نکلا دل سے
اور کہانے کو دہرا ہے پان کیا
ڈھونڈون تو کس پتے سے اوسے پاؤن اپنیا
آبرو کیا پیرہن جیب بے گریبان رہ گیا
سینہ چیر و دشنہ سے یہہ خوب گنجایش ملی
فقیر بنکے گیا وان تو کیا سوال کرون
خریداری ہے شہد و شیر و قصر و حور و غلمان کی
شکوہ ہی کوئی خط آیا نہ پیام یار آیا
ترے گھر وہ آئے ناظم تو یہ اضطراب کیا ہے
منت ہوئی زیادہ بنانے سے زلف کے
قتل ہونے سے مرے خوش نظر آتا ہے رقیب
نالے لیکے برا ہم اوسے کہتے ہر بار
آدمی کے ساتھ ہو آزار مین یہہ کیا کہ بس
بنگلی ہے کوچہ جانا نہین اک دار الشفا

کچھ اور خاک نہین جانتے مگر لینا
ستم کا چاہیے خدا انتقام اگر لینا
دربان ہوا تو شحنہ شہر آشنا ہوا
وہ نالہ کام کا نہ رہا جو رسا ہوا
پھرتا ہے نامہ بر مرا گھر پوچھتا ہوا
حال دل عرض کرون کہتے ہین تنہا کہنا
پوچھتے ہین کہ مرے در پہ ہے غوغا کیسا
تیر تیرا ہے تو پیکان میرا
میرا غم کہائے گا مہمان میرا
عاشق ہون حسن سادہ بےخط و خال کا
بارے آنسو تھمگئے میرے کہ دامان رنگیا
کھینچنے پر تیر کے دلمین جو پیکان رہگیا
مگر کہون کہ بھلا کر تیرا بھلا ہوگا
غم دین بھی اگر سمجھو تو اک دہندا ہی دنیا کا
مگر اک جواب اولٹا کہ ہزار بار آیا
کوئی بادشاہ آیا کوئی شہریار آیا
شانہ بھی آئینہ کا مددگار ہوگیا
وہ بھی خوش ہوتے اگر اونکا اشارا ہوتا
غیر اچھا تھا کہ ہمنام تمہارا ہوتا
آہ کی اور راز الفت آشکارا ہوگیا
اب تو وان رہنے کا کیا اچھا سہارا ہوگیا

بے پردہ آکے کل مجھے صورت دکھا گیا
اک پردہ تھا نہ آئینہ کا وہ بھی اوٹھا گیا

ہوتے ہی درد دل کا بیان اوٹھ کھڑے ہوئے
یعنی یہہ ایسے ہین کہ نہ انسے سنا گیا

ہے ترقی عشق کو بھی حسن روز افزون کے ساتھ
آگے بڑھ کر میرا تیرا امتحان ہو جائیگا

مجھ مین کیا ہے مگر اک دم کہین اٹکا ہوگا
وہ عیادت کو بھی آجائینگے تو کیا ہوگا

چارہ گر خستہ غم کو نہین جینے کی خوشی
ہان تری ناموری ہے اگر اچھا ہوگا

جب کہا اونسے کبھی کچھ مجھے کہنا تو کہا
سن لیا ہمنے کوئی شکوہ بیجا ہوگا

کس سے کہون کیا ہے مری وقت نزع
اوسکا یہہ کہنا کہ یہہ کیا ہوگیا

معتقد ہون کعبہ کا ناظم مگر جاکر وہان
عبرت آتی ہے کہ کیا بتخانہ ویران ہوگیا

ستم مین شہرہ جو وہ آفت زمانہ ہوا
فلک کو عذر ستم کے لیے بہانہ ہوا

تری محفل مین خوش بیٹھا تھا کیا معلوم تھا مجھکو
کہ تجھ تک آکے پھر اولٹا چلیگا دور ساغر کا

یہہ غصہ ہے کہ دل مضطرب نشانہ نہ تھا
ہوا جو تیر خطا مین گنا ہگار ہوا

جب بات تمکو میرا غل نہ سنا سرگران ہوا
قدرت خدا کی مین نہوا پاسبان ہوا

صیاد خوبرو کو نہین احتیاج دام
جسپر پڑی نگاہ وہ تسخیر ہوگیا

عشق اور مدعا طلبی واہ رے سمجھ
دہبا ہوس کا داغ تمنا ٹھہر گیا

کرتے ہین ایک عذر نیا ہر ستم کے بعد
گریون ہی ہے تو قاعدہ اچھا ٹھہر گیا

مجھکو تقصیر کا دہبا نہ لگایا ہوتا
تم خفا ہوتے اگر تمسکو خفا ہونا تھا

انداز نیا ہے دل لگی کا
رنجش مین پتا نہین ہنسی کا

بات ایسی کون سی ہے کہ جسکو بڑھائیے
اک مختصر سوال ہے یا بوسہ یا جواب

کھلنڈرے ہین پر ایسے کہ راہ مین ہر روز
بگاڑ دیتے ہین دو تین چار کی صورت

مرنے سے اپنے خوش ہین کہ انجان بنکے وہ
ہر اک سے پوچھتے ہین مجھے بار بار آج

عشق ایک سیج ہو گر اوسمین ہوئے ہین جمع
غمہائے جانگداز و مرضہائے لا علاج

وہی تم ہو وہی خنجر ہے پر انصاف کرو
راز میرا ہے اونہین غیر سے کہنا منظور
شیخ نے حجرہ کا دروازہ رکہا ہے نیچا
کیون آکے کہو در پہ کہ وہ گہر مین نہین ہین
مین نے کہا کہ دعوی الفت مگر غلط
کہتے ہین کہ وہ بہی یہی کہتے ہین کرون کیا
مرنے کی جگہہ ہے کہ وہ سنکر مری تقریر
ہم تمکو برا کہتے ہین یا خوکو تمہاری
اب لکہین گے شکوہ بیداد ستم دل کہولکر
سنا نہ ستم ہجر ہے سوال نہین
وفا شعاری ناظم یقین نہین نہ سہی
یہی سمجہو کہ نکالے ہوئے ہونگے ورنہ
میری وفا کی داد نہ جرم عدو سے بحث
سبکے اس گہر مین ہو جاتے ہین ایسے ہی ہوا
ہمت مرغ سحر خوانکا ہون قائل کہ اوسے
گل کا نام اک نکل گیا تو کیا
ملجاتے ہین تو کہتے ہین اچہی طرح تو ہو
خوش ہو رہے تہے ہم کہ بنایا ہے ہمنے یار
چاہتے ہین کہ سنین مرحبا نا
رخصت عرض حال کیا مانگون
کہتے ہو جائینگے پہر کیون نہین جاتے جاؤ

لاتہہ پر ہاتہہ دہرے بیٹھے ہو کیا ہے بعد
اور مین خوش ہون کہ سن لیتے ہین تنہا ہوکر
یعنے یان آئیگا بیساختہ نسان جہک کر
کیا ہم نہین پہچانتے سرکار کی آواز
کہنے لگے کہ ہان غلط اور کسقدر غلط
کہتے ہو کہ دلجوئی اعدا نکرو تم
بولے بہی تو یہہ بولے کہ غوغا نکرو تم
لوخوکے بہی اچہے سہی جہگڑا نکرو تم
نام اونکا آسمان ٹہرالیا تحریر مین
نہ دو جواب سنے جاؤ کچہہ ملال نہین
یہہ کون شخص ہے اسکا بہی کچہہ خیال نہین
کیون پہر اوس بزم سے ہم خانہ خراب آتے ہین
کیا خوبیان ہین میرے تغافل شعار مین
تجہہ سے کچہہ شکوہ نہین اے فلک پیر نہین
نالے سے زمزمہ مقصود ہے تاثیر نہین
تم ہی اچہے ہو رنگ مین بو مین
گویا ہمارے جی مین کچہہ ارمان ہی نہین
دیکہا تو اونکے در پہ وہ دربان ہی نہین
پوچہتے رہتے ہین اکثر مجہکو
کہہ نہ بیٹہین کہین کہ رخصت ہو
میرے جینے کی مجہے راہ بتاتے جاؤ

واجب القتل نہین نیست سے بیزار تو ہون
مین تو سائل ہون خریدار نہین کیون اولجھون
مجھے اوٹھاتے ہو کہکر کہ ہے یہہ خلوتِ خاص
غلط سہی اثرِ آہ و نالہ پر ناظم
اک مزہ البتہ ملتا ہے سو وہ بھی مشترک
اور کیا نالہ و فریاد سے حاصل مجھکو
تکلف کیا ہی گر صورت مین مہر و مہ سے بہتر ہو
ڈرنے لگا ہے اب مہ و خور سے بھی دل کہ یہہ
اب کچھ نہین تو باندھتے ہین خنجر و شمشیر
کہتے ہو کہ ہم غیر کو آنے نہین دیتے
وفا کی ہم نے اور تم نے جفا کی
نگاہِ شوق نے کیا کچھ نہ دیکھا
کرون آج اوسکو ناز و غمزہ مین تیز
نکالا ہم نے کچھہ فاضل او نہین پر
قصۂ کوہکن و قیس کو تہ کر رکھیے
جانتے ہم بھی کہ ہی خلد مین راحت کیسی
جو چھینتے ہی ہو دلکو تو سوال کیون پوچھو
بیان سوز غم عشق سنکے کہتے ہین
ضد سے وہ بزم سے مین نہین دیتے جا مجھے
مرنا تو ہر طرح ہے مسلم پر اوسکی تیغ
مین نے جو کی حسد کی مذمت تو آپنے

لو اب آئے ہو تو جھگڑا ہی مٹاتے جاؤ
قیمتِ بوسۂ لب روز بڑہاتے جاؤ
وہ کون لوگ چلے جاتے ہین اودہر دیکھو
رہے نہ دل مین ہوس آؤ یہہ بھی کر دیکھو
بوسہ کیا شے ہے کہ جسکے دینے مین تکرار ہو
پھیر دیجے کہین گھبرا کے مرا دل مجھکو
طریقِ ظلم مین بھی نو قدم گردون سے بڑہکر ہو
پھرتے ہین راتدن فلکِ فتنہ زا کے ساتھ
کیا جانئے کیا باندھتے ہوتی جو کمر کچھ
سچ ہو یہی پہ مینے سنا اور ہی کچھ ہے
تم اچھے ہم برے قدرت خدا کی
گرہ جب کھل گئی بندِ قبا کی
کوئی کشتی کہون تیغ ادا کی
وفا سے کم رہی گنتی جفا کی
اپنی ہتی سکے یہہ خاک نشین تھوڑی سی
ملتی اوسمین سے اگر ہمکو یہین تھوڑی سی
خریدنے مین نہین اسطرح مچل جاتے
یہہ بات ہوتی اگر سچ تو تم نہ جل جاتے
مین جانتا ہون جانتے ہین یار سا مجھے
ملتی اگر گلے سے تو ملتا مزا اسے مجھے
پیرائے مین ہنسی کے کہا مرحبا سے مجھے

ثبوت جرم کی تا اوسکو احتیاج نہو
عدو کو دیکھون تو دیکھون اونہین خدا نکرے

جنت مین شہد و شیر و گل و میوہ ہو تو ہو
کہلے کیا دل در و دیوار کے آثار باقی ہین

اوس بت کا کوچہ مسجد جامع نہین ہے شیخ
ڈرتے ہین محتسب سے بھلا آئے تو سہی

ناظم کبھی نہ کوچے مین تیرے قدم رکھے
بوسۂ لب تو دیا کیا کہنا

نامہ بر ہوکے ذلیل آتا ہے
کہا مینے کہ بیدل ہون کہا یہ قول باطل ہے

کہے یہ کون کہ تم کیون وفا نہین کرتے
مین خفا ہوکے جو محفل سے چلا آیا تھا

اک جہان کشتۂ انداز خود آرائی ہے
گذرے گی شغل حیلہ تراشی مین شب مجھے

عذر ستم فریب و تمنائے صلح جھوٹ
انبار ہین غمون کے مرے دلمین ہر طرف

تھی تم سے توقع یون عدو کے دم مین آنیکی
جئے گا کون کل تک جو تم اوسکے پاس آوگے

ہوا گر نامہ بر حیران تسلی ہم کیون غم کرین ناظم
اس سے کیا بحث کہ ہوگی شب فرقت کیسی

نہ گذر دوست تک اپنا نہ بغیر اوسکے قرار
لئے تو نشہ مین بوسے مگر حیا کے لئے

کہ مدعی سے ملون اپنے مدعا کے لئے
ناظم خوشی تو یہ ہے کہ وان سے ملال ہے

ہوا ہر چند گھر ویران صحرا پھر بھی صحرا ہے
اوٹھیئے اور اپنا یہان سے مصلا اوٹھائیے

اچھی کہی کہ ساغر و مینا اوٹھائیے
بیچارہ کیا کرے کہ یہی رہگذار ہے

کوئے تجھ سے بڑھ کے بھی ہمت ہوگی
خیر آگے کو نصیحت ہوگی

زبان ہے سبکے منہ مین اور سبکے سینہ مین دل ہے
وہ کیا کہینگے مگر یہ کہ جا نہین کرتے

آج کہتے ہین کہ کل زہر نہ کھایا تونے
آپ جو چاہین کرین آپکی بن آئی ہے

جاتا ہے بزم یار مین کل بے طلب مجھے
صحبت بگڑ گئی تو بناتے ہین اب مجھے

اک گوشہ مین پڑا ہے غم روزگار بھی
کہان جاتی رہے وہ خو محبت آزمانے کی

قسم سچی سہی پر پھر بھی کیا حاجت ہے کھانیکی
چلو یا تھہ آئی اک تقریب وسکو چھین جانیکی

سوت اوسمین نہین آئی یہ مصیبت کیسی
کسپر آئی ہے اور آئی ہے طبیعت کیسی

غصہ آئینہ دکھانے سے ہو دونا کیا خوب
یہہ نہ دیکھا کہ بگڑ جاتی ہے صورت کیسی

آتے ہین جنازہ پہ باندازِ تجاہل
سمجھے نہین اور وعدہ بھی جھوٹا نہین کرتے

دل لیکے ندین قیمت دل ایسے وہ کیا ہین
چپکے ہین ابھی ہم بھی تقاضا نہین کرتے

حشر کو کھینچون ترا دامن بھلا دیکھون کہ تو
وان بھی جھنجلا کے کہے یوسف علیخان چھوڑ دے

قاتل آیا نہین کہتے ہین کہ آرام مین ہے
ملک الموت ہی آجائے وہ کس کام مین ہے

جو کہیئے درد دل سنیئے تو کہتے ہین کہ ہان کہیئے
اوسیکو درد دل کہتے ہین جو گفتار مین آئے

یان صبح و شام دھیان مرا نامہ بر مین ہے
وان وہ اور اوسکا بستر اوسی رہگذر مین ہے

دیتے ہین دو تمنے ہمکو بوسے ہم ایک جان اب نذر کرینگے
ملینگے جب حشر مین دوبارا تو قرض باقی ادا کرینگے

نثار محمد امان دہلوی فرزند سعادت اللہ معمار از شاگردان شاہ حاتم دیوانے گذاشتہ ه

پوچھا جو اوس نے خوش ہو کہا مینے شکر ہے
بولا کہ ہے یہہ شکر شکایت بھرا ہوا

تولی مین ترے حسن کی کچھ حرف تو کب ہے
لیکن یہہ ذرا خط ہے سو اصلاح طلب ہے

نسّاخ ابو محمد عبد الغفور خالدی امروز در کلکتہ است و باعزاز تمام بسر می برد تذکرہ اش دیدہ ام اشعار بسیارے از سخنوران دران گرد آوردہ سخن شعرا نام دارد سلیقہ انتخابش ازان پیداست اوراست ه

میرے مرنیکا یہہ غم ہے کہ حیا ورنہ شکر
گھر پہ بیٹھہ رہی مہر و وفا میرے بعد

آتے ہی اونکی جان کیونسے جو چھپ گئی
کہنے لگے مرو بھی کہین جان بلب ہو تم

تم سے ہوا نہ درد دل زار کا علاج
پھر کون سے مرض کی بتاؤ دوا ہو تم

تم سے ڈرتا ہون کہین تو کی نہ نوبت آئے
آپ سے آپ لگے کہنے جو اب تم مجھکو

بیوفا کیون سے آتی ہے صاحب حیا مجھے
تم بھی خدا کی شان کہو بیوفا مجھے

مشکل آسان جو ہوئی دیکھکے اونکو دم نزع
بولے وہ آئی نہ آتی تو نہ مرتا کوئی

نسیم اصغر علی خان دہلوی ابن نواب آغا علی خان از تلامذہ مومن خان و مشاہیر سخنوران است در لکھنؤ اقامت داشت دیوانے دارد در ۱۲۸۳ھ درگذشت

از وست

اونہین ہٹ تہی مجہے خواہش رہا جہگڑا نہین ہان کا
وہان دامن نہین یان صاف تہا مطلع گریبان کا

حیا بڑہنے نہین دیتی ارادہ نوجوانی کا — اشارہ ہو کے رہجاتا ہے ہر مہربانی کا
کبھی آغوش مین رہتا کبھی رخسار و نیر — کاش اے آفتِ جان مین ترا آنسو ہوتا
صلح کے بعد جو سوچا تو یہہ بولا کافر — ہائے منہہ دیکہے گا آکر وہ مسلمان میرا
کہے دیتی ہین یہہ نیچی نگاہین — کہ بالائے زمین کیا کیا نہو گا
جبکسی اپنی وہ رونا تیرا — مجہکو ہنگام سفر یاد آیا
گلے مین بخت کے اونکا بہی کچہہ قصا نکل آیا — ہوئی تہی صلح کس مشکل سے پہر جہگڑا نکل آیا
نام میرا سنتے ہی شرما گئے — تم نے تو خود آپ کو رسوا کیا
منت بہی کی مگر نہ کسی نے مری سنی — مانند قول یار مین بے اعتبار تہا
آنکہون مین ہے لحاظ تبسم فزا ہین لب — شکر خدا کہ آج تو کچہہ راہ پر ہین آپ
ہاتہہ مین خنجر کمر مین تیغ تیز — یہہ ارادے ایک مشت خاک پر
کس کس مصیبتون سے ہوئی ہے نصیب مرگ — کیا کیا اوٹہائے ہین شب غم مین قضا کے ناز
دیتے ہو بوسہ تو کہین لاؤ بہی — نسیم کسی طرح سے شرماؤ بہی

نصیر شاہ نصیر الدین دہلوی عرف میان کلو فرزند شاہ غریب اللہ سجادہ نشین شاہ صدر جہان رح تلمیذ میر محمدی مائل از مشاہیر سخنوران است پانزدہم و بست ونہم بزم مشاعرہ می آراست و در زمین ہاے سنگلاخ طرح میکرد در آخر عمر بہ حیدرآباد رفت و آنجا درگذشت دیوانے گذاشتہ

از وست

پشت لب پہ ہی ترے یہہ خط ریحان ایسا / منہہ تو دیکھو لکھے یاقوت رقم خان ایسا
سب سے ملاؤ ابرو ہم سے نفاق رکھو / اس دوستی کو اپنی بالاے طاق رکھو
دیکھ لیتی جو اوٹھا کر ترے کیا ٹوٹتے ہاتھ / لیلی ایسا تو نہتا پردہ محمل بھاری
دلکا کیا مول بھلا زلف چلیپا ٹھیرے / کچھہ تری گانٹھہ گرہ مین ہو تو سودا ٹھیرے
دل یہہ کہتا ہے کہ ستیا دہتان دلواؤ / چھیڑنے کا مرے پھر آپ مزا دیکھین گے

نطق مقصود احمد کاکوردی بر حال او آگہی دست نداد این بیت چند از وست در دیوان وارد ہ

زیر زمین بھی جور فلک سے نہین نجات / مرنے کے بعد قبر مین چوری کفن گیا
قتل منظور ہے تو بسم اللہ / ڈھونڈنا کیا کسی روایت کا
بزم مین دونو کے یون تو خیر جلنا ہی مگر / شمع تو تجھسے پھر بھی پرکار اوس محفل مین ہے
ہر نگاہ ناز ہے اوس حور وش کی دلنشین / خون نکلے آنکھ سے وہ بھی ہمارے دل مین ہے

نظام نظام شاہ رامپوری جز اینقدر از و اطلاع بہم نرسید ہ

انداز اپنا آئینہ مین دیکھتے ہین وہ / اور یہہ بھی دیکھتے ہین کوئی دیکھتا نہو

نواب بدر عالی گہر امیر الملک والاجاہ نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر ترجمہ حافلہ ایشان از اسفار علوم مثل اتحاف النبلا وغیرہ توان دریافت واگر از فیما سخن فیہ آرزو داری تذکرہ شمع انجمن پیش چشم باید گذاشت این قدر ناگزیر است کہ شاعری دون مرتبہ ایشان ست ہر نواسے کہ باصول سخنوری بر داشتہ اند یکسر ست در تازی و پارسی ست ہرچند کہ سخنوران بسیار بودہ باشند اما سخن فہمی باین منزلت شاید کہ چشم روزگار ہم ندیدہ باشد در زبان ریختہ ہیچ از ایشان مرقوم نیست یک دو شعر از افکار عالم شباب کہ از مدتہاے دراز تحویل حافظہ خاکسار ست بغرض استعارہ زیب و زینت درج این صحیفہ وندر ارباب ذوق کردہ میشود ہ

باتون باتون مین کہا اوسنے بات ایسی چھیڑی
کہتے کہتے دل سے حرفِ مدعا جاتا رہا

غیر پوچھے ہے تو کہتے ہین سبھے
آپ بھی بندہ کے عشاق مین ہین

حضرتِ ناصح دل اوس بیدرد کو دون یا نہ دون
آپ تو کہیئے کہ اسمین آپکی کیا رائے ہے

سنکے دیوانہ مجھے قتل کیا اور بولے
ایسی رسوائی کے جینے سے یہ مرنا اچھا

عبث رقیب کی تعریف مجھسے کرتے ہو
یہی نہ کہدو کہ اوٹھ جاؤ میری محفل سے

جانتا ہے او نہین اے شکوہ بیرحمی یار
تا لب آکے خبر دار دعا ہو جانا

نواب تخلص نواب کلب علی خان بہادر والی رامپور ترجمہ ایشان در نگارستان سخن بہ بسط مذکور است و نیز بجہت شہرت تمام حاجت بیان ندارد درین فن دستگاہ بلند و مہارتے ارجمند نصیب ایشان است استفادہ از منشی امیر احمد امیر دارند چہار دیوان از افکار ایشان ترتیب یافتہ بطبع رسیدہ مطبوع گردیدہ بیتے چند از انہا پیش نظر سخنوران است ستایش آنہا نتوان کرد ہرچہ در شعر باید و شاید موجود است و بر ارباب نظر واضح ولائح **ہے**

مرے ہی سامنے اغیار کی ہنس ہنسکے باتین ہون
مجھی سے ہو پھر اولٹا شکوہ میری بدگمانی کا

قابلِ دید ہے دن حشر کا پر اے نواب
سیر ہو جائیگی دونی جو کہین تو آیا

فرشتے عرش کے بے اختیار رو دینگے
تڑپ کے جسنے اگر سوئے آسمان دیکھا

کیا یہان سے وہان سوا ہوگا
حشر مین بھی یہی خدا ہوگا

بچا ہوا تھا جو کچھ تیری چال سے فتنہ
بدل کے رنگ وہی گردشِ زمانہ ہوا

وصال کا ہو جو وعدہ تو موت سے بھی کہون
کہ آج شکوہ تجھے مین نہین بلانیکا

بے نشانی تجھے مبارک ہو
وہ پتہ پوچھتے ہین تربت کا

پہلے منہہ دیکھو آرسی مین تم
پھر سبب مجھسے پوچھو حیرت کا

دلِ پژمردہ کو بھی رولین گے
وقت ہوگا جو کوئی فرصت کا

ایسے حسرت کی نگاہون سے بلایا مین نے
وصل کا وعدہ نکرنا وقت آخر ناز سے

گالیان روز تمہین پر ہمنے سنا ہی نواب
بعد اک مدت کے اونے ہائے یہہ بھیجا جواب

حضرت نواب زاہد پر ترحم واہ واہ
چرخ سے آتی ہے اوسوقت بلا جب حسب

کل جو مقتل مین ادا سے وہ ستمگر آیا
کس نے نواب پکارا تجھے جو تو گھر سے

تم بر مین ہو تو گھر مین پھٹکنے ندون کبھی
کہتی ہے جسکو فتنۂ محشر تمام خلق

انتظار نامہ بر مین ایک مدت ہوگئی
وہ چیز نہین دل کے مین دیا تو نہین دیدون

دل روز نیا مانگو نہین کچہہ یہہ بڑی بات
لیا ہے چشم ترنے خون عالم اپنی گردن پر

سینہ مین رکھہ لین ذرا دلکی تسلی کے لیے
قاصد کو بھیجتا ہون تو شوخی کی راہ سے

پوچھو تو کوئی بات مرے ڈہب کی مجھسے تم
عجب حسرت سے دیکھا ہے سوے جانان دم آخر

ترے کوچہ مین ہے مدت سے ہمیں نزع کا عالم
خواہش کرون وفا کی جفا کا گلا کرون

سو ظلم ہمپر ابتو ہین پر کچہہ بہی یاد ہے
کہ مرے قتل کو روتا ہوا جسلاد آیا

ورنہ جینے کے لیے اک آسرا ہوجائیگا
اور کچہہ رشک ہوا آپکا اعزاز نیا

ہم نہ سمجھے کوئی مطلب آپکی تحریر کا
حکم ہو اسکے لیے تو حشر تک تشہیر کا

پوچھہ لیتی ہے بہت آپکے شیدائی کا
مین بھی تھامے ہوئے اپنا دل مضطر آیا

ہاتھہ باندہے ہوئے رومال سے باہر آیا
آفت تو کیا ہے آئے اگر آسمان تاب

ڈرتا ہون وہ بہی کوئی تمہاری ادا نہو
روز پھر آتا ہو نہین دو چار منزل دیکھکر

مانگو تو ذرا ناز سے پہلو مین مچل کر
دونگا مین اسی دلکو تمہین پھیر بدلکر

ذرا تم بہی تو رو دو حسرتو نسے میرے شیون پر
کہانہ جائینگے ترے نشتر کو ای فصاد ہم

میرا ہی نامہ بھیجتے ہین وہ جواب مین
دیکھو تو پھر مین کہتا ہون کیا کیا جو ابہین

رہیگی یاد اوسکو بہی نگاہ واپسین سون
گہڑی ساعت کا نقشہ ہمنے دیکھا ہے یہین سون

تم میرے بس مین ہو تو خدا جانے کیا کرون
کہنا وہ بے بسی مین کہ اللہ کیا کرون

ہوتی ہے رات وصل کی جس گھر مین انجلا
اتنی دعائین مانگین عدو نے کہ چہن گیا
خواہین ہی جو طلب کرتے ہین تو شوخی ہے
عاشقونکو نہ ستا بہر خدا اے ظالم
بناوٹ شب کے تو سب لوگ دیکھتے ہین مگر
خدا جو پوچھتا ہی حال حشر مین تو ہم
یار آتا ہے تصدق کے لیئے ای واعظ
غیر کے وصل کا اوس دن مجہے آئیگا یقین
افسوس اپنے جی سے بھلائے اوسیکو تو
شہرت تمہارے جور و ستم کی ہو کسطرح
واعظ بیان کرتا ہے حورونکی گرمیان
ہر بات مین نکلتے ہین پہلو تیرے نئے
ہو قصر خلد ہی تو نہین قابل پسند
چھپاؤ شوق سے تم راز الفت کچھ نہین پروا
مجھے دیکھتے ہو عبث چارہ ساز و
کیا جانے نامہ برنے مرے مجھسے کیا کہا
لے بھاگین خستین نہ کہین میری لاش کو
پڑگیا رعشہ دست قاتل مین
ہوئے بیچین ایسے تم قدر پر کہ بول اوٹھے
ذراسی بات پر مرجاتے ہین دم بہر مین حسرت سے
نہین ہم قابل الفت تو شاید .

اوس سرزمین پر کوئی کیا آسمان نہین
تہوڑا سا تہا اثر جو مری دلکی آہ مین
مجھ سے پہلے وہ رقیبونکو بلا لیتے ہین
ان فقیرونکی تو سب لوگ دعا لیتے ہین
ہم اونکی بگڑی ادائین سحر کو دیکھتے ہین
نگاہ یاس سے اوس فتنہ گر کو دیکھتے ہین
دے ذرا بہر خدا اپنا ہی ایمان مجھکو
پیار کرلوگے کسی دن جو مری جان مجھکو
جس دلکو تیری یاد مین اپنی خبر نہ ہو
تشہیر مری لاش اگر دربدر نہو
ایسے مین سیر ہو جو وہ گرم خرام ہو
سوچو تو کسطرح کوئی پھر بدگمان نہو
جس گھر مین درد دلسے کوئی نوحہ خوان نہو
خبر کردینگے دونالے سے ساری خدائیکو
ذرا میری آنکھونسے قاتل کو دیکھو
پہلو مین دل اوچھلنے لگا کیون خبر کیے تھے
پہناؤ بیڑیان بھی عزیزو کفن کے ساتھ
اضطراب دل و جگر کو دیکھ
ذرا پوچھو تو یہہ کس کشتہ حسرت کی تربت ہے
سمجھ رکھو اسی تم عاشقونکی یہہ بھی عادت ہے
ملایک آئینگے عرش برین سے

گئے وہ غیر کے گھر ہمنشینو
غضب حسرت بھری ہے اسمین ظالم
ہم ہی کو قتل کرنا مسکرا کر
اتنے دن بھی گذر ہی جائینگے
تم اے خضر لو راستہ اپنے گھر کا
یہہ آیا کون کہ آتے ہی جسکے محشر مین
قتل کے بعد رحم آتا ہے
طلب ہے لطف سے تو ٹالنا تغافل سے
ہاتھ رکھ لیتے ہین آنکھون پر وہ کس انداز سے
ادا سے بگڑنا لگاوٹ سے ملنا
ہوا ہے مدتون مین وہ ستمگر مہربان اپنا
کہو رقیب کی زیادہ سے کہ دم بھر کو
ہائے بیجرمی قاتل کی شہادت کے لئے
ہوا ہے عزم الہی سوئے عدم میرا
عدو کا خط سمجھکر نامہ قاصد سے لیا لیکن
سمجھونگا مین اے چارہ گرو گر مرے دل سے
کہے گا مرحبا کون اے اجل تیری ادا و پر
کعبہ جاتے تو ہو لیکن نواب
ہا مجھکو نہ امید ہوا سواسطے نواب
تم سے غیر کے جھگڑے مین عبث بول اوٹھے
جیتے جی بات نہ پوچھی کبھی اب میر کے بعد

قیامت کو بلا لاؤ کہین سے
ذرا بچنا نگاہ واپسین سے
پھرا اولٹا اوسکا شکوہ بھی ہمین سے
کاش ہو وعدہ روز محشر کا
خدا جانے ہے دہیان مجھکو کدہر کا
ہر اک طرف سے اوٹھا شور دادخواہی کا
یہہ سمت ہے ہمارے قاتل کا
ادا سے لیتے ہین سب کام وہ اشارونکا
تذکرہ کرتا ہے جب کوئی کسی بیمار کا
یہہ انداز بھی ہے نرالا کسی کا
بنائے اور عالم مین مکان اب آسمان اپنا
ہماری آہ کو دیدے ذرا اثر اپنا
نام خود ہمنے لکھا ہے سر محضر اپنا
بتا تو کون سے دلمین رہیگا غم میرا
بہت بگڑے لفافہ سے جو خط میرا نکل آیا
ارمان کوئی ہمرہ پیکان نکل آیا
جو مرتے دم بھی مجھکو غمزۂ قاتل پسند آیا
کیا کروگے جو صنم یاد آیا
غیر رنسے بھی محفل مین اشارا نہین ہوتا
دیکھ لی ہوتی ذرا آج شرارت میری
پوچھتے پھرتے ہین ہر ایک سے تربت میری

اے پری دے تو ذرا ناز سے اک جام مجھے — کہ سمجھتے ہین بہت نیک سے آشام مجھے
یہی اندیشہ ہے اب کون مریگا تجھہ پر — مرگئے پر یہی نہین گور مین آرام مجھے
آجتلک مے ترے طعنونسے نہ پی تھی واعظ — اوس نے منگوائی ہے لے ابتو پلا تھام مجھے
کیسے کیسے تری وصلت مین مزے لوٹو نہین — زندہ رہنے دے اگر لذت دشنام مجھے
ایسی حورون کو یہین سے ہے سلام — جنکا واعظ بہی تمنائی ہے
آتے آتے پھر گیا مسجد سے وہ — واعظون کی آج عزت رہ گئی
پہلے روتے تھے حبابون کو لیکن — ابتو آنکھون کا اپنی رونا ہے
بسمل کی تڑپ پر نہین الزام ذرا بہی — طاقت نہین خود ساعد و بازو مین تمہارے
ہوتا نہ حیا پر شب وصل اونکو بھروسا — واقف وہ اگر ہوتے مری بے ادبی سے
دیکھنا جنکا گوارا نہین مجھکو دم بہر — ہائے وہ بھی نگہ ناز کے بسمل ہونگے
یہہ نہ سمجھے تہے کہ اک عمر کے شکوے دلسے — دو ہی باتو نمین ترے پیار کے زائل ہونگے
اغیار سے جو لطف تہا ملنے مین وہ تنہا — یون ملنے کو تو تجھسے بہی وہ بارہا ملے
قاصد کی کچہہ خبر نہین نواب کیا ہوا — پُرزے تو خط کے راستہ مین جابجا ملے
امید وصل ترے صدقے آج پرسش کو — وہ آتے ہین سر بالین ذرا سنبھال مجھے
کسی پہ دم نکلنے مین تو یہہ سختی نہین ہوتی — مرے سینہ سے پیکان آپکا شاید نکلتا ہی
لے تو چل اوس بزم مین اے شوق دید — دیکھہ ہی لینگے اوسے دل تہام کے
ہجوم شوق مین جب دلکی آرزو نکلے — کہ پردہ کعبہ کا اولٹو وہان بہی تو نکلے
تمہین تو ناز تہے نواب پارسائی پہ — تمہارے گہر مین تو مے کے کئی سبو نکلے
کیا کہتے ہو تم ہم سے کہ کیون پیر گہر آئے — دیوانون کا کیا پوچھنا آئے جدہر آئے
کسکی یہہ شب وصل ہے جو شور مچاتے — سورج نہین ڈوبا ہے کہ مرغ سحر آئے
دے عمر دوبارہ تو ہون قربان الٰہی — مقتل مین ہے اک غل کہ وہ بار دگر آئے

اللہ رے تری شرم کی شوخی کہ وقت دید
چوری چھپے نگاہ کرینگے وہ کیا ادہر
وصل کی تجھ سے جن اشیا سے ٹھہری لاگی
عیش کا نام نہ لیتا کبھی عالم مین کوئی
کون اوٹھائیگا لطف ناکامی
غیر کو تجھ سے بہم دیکھینگے
خفا ہو کیون مرنے والون سے تم خوشی کی جگہہ
ملاتے یار تو نواب اتنے خوش کیون ہو
تو بھی کچھ قدر کر اسکی کہ ہوا ہے ظالم
وصل مین اوس سے بگڑ جائے تو ای جوش ستم
ستاتا ہے ہر دم نئے رنگ سے
غیر کے حال سنے اوس بزم مین کیا ہمکو خبر
رات بھر وصل مین کروٹ بھی نہ بدلی تمنے
سنکے فریاد مری جانب خنجر دیکھا
اوس حیلہ گر نے کو تہی شب کے شکوہ سے
دیا ہے بوسہ اوسنے پھیر لو تو ہم جانین
آزار مندین لکھو کہ رسوا نہ کرین ہم
ہم تو جب جانینگے یہہ زہد تمہارا نواب
جنکا رونا تھا تجھے وصل مین اونکو آگے
دل دیا تھا جسے نواب نے روز اول
ابھی تو بھولے ہوئے ہو مگر یہہ یاد رہے

کیا کیا نگاہِ ناز کو چوری لگا گئی
تجھسے تو میری موت بھی آنکھین چرا گئی
ہائے کیا اونکے یہان عیش کے سامان ہونگے
ہم سے دو چار بھی ہوتے جو رولانیوالے
ہم اگر تجھسے کامیاب ہوئے
کس کی آنکھون سے یہہ ہم دیکھینگے
تمھین تو قتل کو یہہ خوب ہے بہانہ ملا
خدا ملا کوئی دولت ملی خزانہ ملا
بعد اک عمر کے ایسا دلِ مضطر پیدا
تو ادا نکلے مرے حق مین قضا ہو جانا
زمانہ بھی تیری ادا ہو گیا
اوس سے آگاہ ہین اپنا جو کچھہ اعزاز ہو
یہہ بھی دل لینے کا شاید کوئی پہلو ہوگا
نہ ہوا اس سے بھی خاموش تو ہنسکر دیکھا
رکھا ہے اپنا وصل قیامت کی رات پر
یہہ دل نہین ہے کہ لیجاو مسکرا کر تم
ہم تم سے ہون تم ہم سے تو کیا کیا نکرین ہم
آئین وہ ناز سے اور تمکو مراتب دیکھین
اب وہ نالے شب ہجر انہین مزا دیتے ہین
پھر وہی آتا ہے اب دیکھئے کیا دیتے ہین
نہونگے ہم تو کہوگے وہ یاد آتے ہین

جب میں نے کہا ظالم او ٹھائے نہیں جاتے
غیر کے آگے نہیں چھیڑتے ہو تم مجھکو
دہوم ہے حشر نے برہم کیے دونوں عالم
ادا سے ناز سے غمزہ سے مسکرانے سے
گر سادگی پسند ہے تمکو تو بیحد رد
لیا ہے وصل کی شب جس ادا سے دل اہلِ
جسپر ہزار ناز تھے نواب کو وہ دل
دلکو تڑپنے سے تسلّی ہوئی
ہر چند تہا عتاب عدو پر وہان مگر
بہولے بنے تو ہو مگر اتنا تو سوچ لو
عشق آفت ہی سہی ناصح مگر
مرنا بہت ہے مشکل کہتے ہو منہہ بنا کر
جذب دل کھینچ تو لا مین ترے صدقے جاؤن
اجل کی سختیو نکو کون دیکھے چشم حسرت سے
جتایا عشق تو انجان بنکے بول اوٹھے
تم عبث فریاد سے گھبراتے ہو وقت اخیر
راز وصلت نہ بتاؤن تو کرون کیا ظالم
شب فراق یہہ کیا سوجہی ہے فرشتو نکو
کو نہیں سمجھتے پر میرے جلانیکے لئے
نواب مر کہیں کہ یہہ قصّہ تمام ہو
چرچا وہان بہی کچھ ہو ہر دم مصیبتو نکا

جھنجلا کے یہہ کہنے لگے پہر ہمکو نچا ہو
انہیں باتو نسے تو ہوتا ہے تو ہم تم مجھکو
بیحد و تم بہی ذرا اپنی خود آرائی کو
وہ دل کو لیتے ہیں ملجائے جس بہانے سے
اپنا بناؤ میرے مقدر کے واسطے
جو دیکھہ پاؤ تو صدقے ہو اوس ادا کے تم
دو وہی ادا کو مین تری پامال ہو گیا
درد جگر بڑہ کے دوا ہو گیا
دو جہر کیونکو سنکے یہان کام ہو گیا
کیا ہو گا گر کسیکو کبھی پیار آ گیا
کیا کرین بیساختہ دل آ گیا
صدقے تمہارے منہہ کے دیکھو تو مسکرا کر
رک گئے ہین وہ ادا سے مشغل آ کر
بند ہی ہے ٹکٹکی اپنی نظر ہے کو جانان پہ
یہہ باتیں جہوٹ ہیں ہم تمکو خوب جانتے ہیں
ہو چکا جھگڑا ابہی دو چار ہین ور ہین
کہ مجھے غیر ترے سر کی قسم دیتے ہین
کہ آسمان کو گردش سے تہام لیتے ہین
روز غیرو نکو وہ اک نامہ لکہا کرتے ہین
دزرات تیری جیب مین کب تک رفو کرین
جنت مین بہی آلہی ایسا ہی آسمان ہو

بہت ہی ناز تمہیں اپنے صبر پر نواب
وہ شوخ ایسے میں آجائے تو تماشا ہو

سو خطا میں تو میں خود اپنی بتاتا ہوں تجھے
زندہ جب چھوڑ کہ میری کوئی تقصیر نہو

یہہ حکم ہے مرے قاتل کا ابتو مقتل میں
کہ وقت ذبح بھی بسمل کو اضطراب نہو

عشق پنہاں کا جو دعویٰ ہو تو ہو محشر میں
بات کس کام کی جو چار میں مشہور نہو

اداسے بولے مجھکو قتل کرکے
یہہ کسکی لاش ہے اسکو اوٹھا لو

کیا کچھہ کرے یہہ فتنہ گر نواب اوسکو دیکھکر
تم دونوں ہاتھونسے ذرا للہ دلکو تھام لو

غیر سے بھی یہی عادت رہی نواب اوسکی
منع ہرگز نہ کرو وصل میں شرمانے دو

مرنیکو کہہ چکا ہوں میں صبح شب وصال
اب آبرو ہے میری الٰہی سحر کے ہاتھہ

بنکر شگفتہ غیر کو افسردہ تو کروں
پر کسطرح چھپاؤں میں صورت ملال کی

لینا سر سجادہ وضو کرکے ادب سے
حرمت ہے بہت رندوں میں نواب سبو کی

الواو

وحشت میر غلام علی خان خلف میر رحمت اللہ خان داماد مولوی رشید الدین خان مرادآبادی مولد در بنارس و شاہجہان آباد نشوونما یافتہ از گرامی شاگردان مومن خان بود مضامین بلندی یافت چہا خوش گفتہ است ؎

آیتیں جرأت صہبا کی سناتا ہوں اوسے
ذکر سن سنکے رقیبوں کی مے آشامی کا

منفعل ضعف جنوں سے ہوئے ایسے کہ نہ پوچھہ
طوق آہن جسے سمجھے تھے گریباں نکلا

میرے مرنیکی خبر غیر کو یوں دیتے ہیں
مرگیا وحشت جانباز تری جان سے دور

دلمیں عدو کے بڑھ گئی کیا الفت آپکی
کچھہ اندنوں میں پہلے سے لطف و کرم نہیں

سن سنکے مجھسے شکوہ لطف عدو کیا
اونکو تو کچھہ بھی رشک جفا و ستم نہیں

کیون نہ باطل سمجھون اقرارِ وفا	سحر ٹپکے ہے تری گفتار سے
گذرا اس اعتمادِ محبت سے مین خدا	مجھسے چھپائین کاش وہ الفت رقیب کی
کہین ہو رد جفاے یار کی ہم ہون بعد کے	مرے مرجانیکا اغیار کو اسواسطے غم ہے
بسکہ رنج افزاے طبع نازکِ جانان نہین	آسمان پر ہے دماغ اس آہ بے تاثیر کا

وحشت مولوی حافظ رشید النبی فرزند مولوی حافظ حبیب النبی ترت تخلص از اولاد حضرت مجدد الف ثانی بود رحمۃ اللہ علیہ در سنہ ۱۲۸۲ھ درگذشت و استاد مولوی عبد الغفور نساخ ست ؎

کہانیلی تو مدت سے قسم کہائی ہی ہمدم	یہ غم ہے کہ کہاتا ہون کسی تشکیری کا

وزیر خواجہ محمد وزیر لکھنوی خلف خواجہ محمد فقیر سلسلہ نسبتش تا خواجہ نقشبند علیہ الرحمہ میرسد گزیدہ ترین شاگردان ناسخ بود بست دوم ذیقعد سنہ ۱۲۷۰ھ راہ عدم پیمود خوش فرمودہ ؎

سر مرا کاٹ کے پچھتائیے گا	کسکی پھر جھوٹی قسم کھائیے گا
جو کہتا ہون ترا بیمار ہون مین	تو کیا کہتا ہے کچھ اپنی دوا کر
چلا ہے او دلِ راحت طلب کیا شادمان ہو کر	زمین کوے جانان رنج دیگی آسمان ہو کر
اسی خاطر تو قتلِ عاشقان سے منع کرتے تھے	اکیلے پھر رہے ہو یوسفِ بے کاروان ہو کر
کیا غیرونکو قتل اور نے موئے ہم رشک کے مارے	اجل ہی دوستو آئی نصیبِ دشمنان ہو کر
گذر افلاک کے پار گیا لامکان تلک	او تیر آہ بے ادبی اب کہان تلک
وصل کی رات ہے بگڑو نہ برابر تو رہو	پھٹ گیا میرا گریبان تمہارا دامن
قتل بے شمشیر او ظالم کیا	آئینہ دکھلا دیا دو ہو گئے

وفا راے کنور کشن کمار تعلقہ دار اضلاع مراد آباد و بدایون ست و شاگرد منشی انوار حسین تسلیم سہسوانی ست ؎

وہ ظلم کرتے ہیں ہم واہ واہ کرتے ہیں
مثل ہے آن پھنسے ہیں نباہ کرتے ہیں

تکلف برطرف اے جان عالم اب یہ پیا ہے
حیا کو تم سمجھ لو اور خردسی ہم نبٹتے ہیں

ہای ہوز

ہدایت ہدایت اللہ خان دہلوی اکتساب باطن از خواجہ میر درد نمودہ ونیز از خواجہ اصلاح سخن گرفتہ در سنہ ۱۲۱۵ھ ازین خاکدان رفت دیوانے گذاشتہ گفتارش صفاے دارد ہ

نہ رحم اوسکے ہے جی میں نہ دلمیں اپنے صبر
ہماری گذریگی کیونکر الٰہی کیا ہوگا

دیکھا اوسکی چشم مست کو دل تو بہک گیا
بس میری جان وہی پیالوں میں چھلک گیا

جسدم زبان پہ یار ترا نام آگیا
کچھ دلکو چین جان کو آرام آگیا

ہوس میرزا محمد تقی خان خلف نواب مرزا علی خان فیض آبادی در لکھنؤ اقامت داشت شاگرد مصحفی بود دیوانے دارد خوشگو بود ہ

نزع میں ہمنے عجب طرح سے دلشاد کیا
آئی ہچکی تو کہا اوس نے ہمیں یاد کیا

دی مجھکو درد عشق نے غم میں بھی اک خوشی
رونے پہ میرے دیر تلک وہ ہنسا کیا

رنجش کا اونھوں نے بھی کیا وقت نکالا ہے
مجھسے وہ بگڑتے ہیں جب خوب سنورتے ہیں

الیا

یاس حافظ حفیظ الدین دہلوی بر حالش آگہی دست نداد ہ

جہانمیں پھرتے ہیں ہم ہر طرف سراسیمہ
مگر یہ کچھ نہیں کھلتا کہ آرزو کیا ہے

یاس خیرالدین دہلوی از مومن خان و ذوق دہلوی باستفادۂ این فن پرداختہ او راست ہ

اسطرف کو دیکھتا بھی ہے تو شرمایا ہوا
اب تلک ہے آنکھ مین شب کا سمان چھایا ہوا

زانو سے یاس کہان اور سر دلدار کہان
ہمنشین بات وہ کر جسکا ہو کچھ بھی سرپاؤن

ربط غیرون سے بڑھا مجھسے دغا چاہتے ہو
دلمین سمجھو تو یہہ کیا کرتے ہو کیا چاہتے ہو

عشوہ و ناز و ادا طعن سے کہتے ہین مجھے
ایک دل رکھتے ہو کس کس کو دیا چاہتے ہو

شربت وصل نہ پینے دو نہ سم کھانے دو
کیا قیامت ہے نہ جینے دو نہ مرجانے دو

بے ستم میرا وہ بیتابی سے در پر جانا
اور ترا ناز سے کہنا اسے مت آنے دو

یقین انعام اللہ خان خلف اظہرالدین خان سرہندی وطن دہلی مولداز اولاد حضرت مجدد الف ثانی بود قدس سرہ واز شاگردان میرزا مظہر علیہ الرحمہ در عہد بست و پنج سالگی بہ تہمت زنا از دست پدر خویش کشتہ شد دیوانے دارد طبع شگفتہ داشت ہ

ہر گھڑی صحرا نشینی پر نکر جرأت یقین
آگئی تھی راس مجنونکو بیابانکی ہوا

بہار آخر ہوئی ہے اب تو سینے دو گریبانکو
یقین کرتا ہے کوئی اسقدر دیوانہ پن بسکر

اگرچہ عشق مین آفت ہے اور بلا بھی ہے
نرا برا نہین یہہ شغل کچھ بھلا بھی ہے

فروغ اول تمام شد

بسم الله الرحمن الرحیم

فروغ دوم

در ذکر قافیه‌سنجان هندی جزاهم الله بجایزة الخیر مشق سخن هندی هرچند اتفاق نیفتاد و فرصت تسخیر سبزان این قلمرو دست بهم نداد امّا سامعه را از نوای طوطیان هند حظّی وافر است و ذائقه را از چاشنی شکرفروشان این گلزمین نصیبی متکاثر موزونان هندی در بلگرام پنج کروهی قنوج فراوان جلوه نموده‌اند و دماغ ما را به رایحهٔ صندل تر شگفتگی افزوده لهذا این فصل علیحده به تحریر رسید و شمامهٔ معطری بدست بوشناسان حواله گردید **شیخ شاه محمد بن شیخ معروف فرملی** بلگرامی در روزگار اکبر بادشاه صاحب ثروت و اقتدار بود و بحکومت احصار قیام داشت و در هندی اوستاد کامل بود و گوی نکته‌سنجی از اقران می‌ربود و در سرزمین ریری چند بار حکومت محلّی داشت روزی با فوج خود بعزم شکار برآمد اتفاقاً از فوج جدا افتاد و عبورش به سر دیهی واقع شد در سواد آن دیه دختری صاحب جمال را دید که سرگین گاو را پاچیان نام دختر چنپا بود در ساعد خود زیوری داشت که آنرا در هندی تائیت گویند و ابریشم سیاه دران تعبیه کنند شیخ اشاره به آن زیور کرده گفت که خوب بنود بر کنول نشسته است بهنور زنبور سیاه و کنول نیلوفر را گویند ابریشم سیاه را به زنبور و دست را به نیلوفر سرخ تشبیه داد که در موزونان هند مستعمل گشت

وعشق زنبور سیاہ بر نیلوفر نزد نکتہ سنجان ہند مقرر چنانچہ عشق بلبل بر گل و عشق قمری بر سرو نزد اہل فرس چنپا بزبان شکستگی جواب داد کہ بنور نیست گوبر ونده است یعنی جعل کہ در سرگین پیدا میشود شیخ ازین جواب محظوظ شد ولطف طبع اورا دریافت واورا براسپ گرفتہ در ربود و بخانہ آوردہ تربیت کرد واو در نظم ہندی فایق و در لطافت وظرافت بہ بدیہہ گوئی یگانہ برآمد تا بحدیکہ در نظم ہندی از شیخ شاہ محمد سبقت برد دوہا فراوان در سوال وجواب ہر دو میان جمہور مشہور است اکثر سوال از شیخ وجواب از چنپاست واین دلیل فزونی قدرت از چنپاست کہ سوال را فی البدیہہ جواب ہم می رساند روزے شیخ شاہ محمد وچنپا بر کنار دریاے نشستہ بودند شیخ شاہ محمد مصراعے گفت کہ

دوہا

سوال از شیخ دہوم جو اوٹہت ترنگ مین یہہ اچرج ہم آہ

جواب از چنپا انل روپ کوئی کامنی مجن کر گئی ساہ

دہوم دخان ترنگ موج دریا اچرج تعجب ہم مجھکو آہ ہے انل آتش روپ شکل وطرح کامنی زن حسین ونوجوان مجن غسل ساہ اسے شاہ محمد حاصل دوہا شیخ شاہ محمد نے چنپا سے بمصرعہ اول سوال کیا کہ موج دریا مین دخان کا نکلنا باعث تعجب ہے چنپا نے فی البدیہہ بمصرعہ ثانی جواب دیا کہ کوئی شعلہ رو نوجوان سوختہ آتش فراق اس دریا مین غسل کر گئی ہے

ایضاً سوال وجواب سورٹھا

سوال شیخ سیام رَین مین کِتنہ اوڑین چمکن کوٹ دس

جواب چنپا مَن مَتہ باری دیٹھہ تن پیہ تیہ کھوجت پھرے

سیام سیاہ یعنی تاریک رین شب چمکن کرم شب تاب کوٹ بیشمار دس اطراف من متہ آتش شہوت باری مشتعل دیٹھہ نظرین پیہ بہ مہاجرت شوہر تیہ عورت کھوجت پھریئے جویان ہے حاصل دوہہ شیخ نے چمپا سے سوال کیا کہ اس شب تار مین کرم شب تاب بے شمار اطراف مین کیون پرواز کرتے ہین اوس نے بدیہہ جواب دیا کہ انکی نظرونمین فراق شوہر نے آتش شہوت مشتعل کی ہے لہذا اپنے مطلوب کو ہر چارسو تلاش کرتے ہین *

ایضاً سوال وجواب سورٹھا

کِم درگ ڈھری سنار

مَم آیو بہالو نَین

لینہین نَین پکہار

لِمَن ہتی تو درس بن

کم کیون درگ چشم ڈھری پر از اشک ہوئے سنار زن نازنین و پارسا پکھار صاف کرنا لمن منتظر حاصل دوہا شیخ شاہ محمد سفر سے آئے چنپا اونکو دیکھکر جوش محبت سے آبدیدہ ہوئی شیخ نے کہا کہ اے نازنین وپارسا میرا آنا تجھکو خوش نہ آیا چنپا نے فی البدیہہ جواب دیا کہ میری آنکھین تمہارے فراق مین غبار آلودہ ہو رہی تہین لہذا مین نے آب دیدہ سے اونکو صاف کرلیا کہ تا شا مطلوب بخوبی تمام کرین *

دوہا

سوال از شیخ جل تھن بیرگ رپ باری باہن سوئے
چنپا دی پر ہٹائے یہہ جور دے تہاری ہوئے

جل تھن مسد ذاب مراد از مسک بیرگ رپ خواب باری دور کرنے والی رتی رائے باہن سواری حاصل دوہا شیخ نے یہہ دوہا لکھکر اندر یکان کے چنپا کے پاس بھیجا کہ جو شے مسک و دشمن خواب اور میری سواری ہے اگر تیری رائے میں مناسب ہو تو بھیجدو مراد افیون طلب کی ؛

روپ گنواون جگ ہسن تجے کام کی کہاد

جواب از چنپا ہون تہہ پوچھون ساہ یہہ کہان بسا ہے بیاد

روپ گنواون خراب کنندۂ حسن جگ ہسن باعث خندۂ خلق تجی کام کی کہاد قاطع شہوت بسا ہے خرید کی بیاد ہ بلا و بازند حاصل دوہا چنپا نے افیون بھیجدی اور کہا کہ یہہ بلا خراب کنندۂ حسن و باعث خندۂ خلایق و قاطع شہوت آپ نے کہان سے خرید فرمائی ہے ؛

مراد بگاڑی بلبلی نزدیک ہم آمدہ ۱۲

دوہا شیخ شاہ محمد

کہپ درشٹ اور کنج من سہج بہلوانت
بہر کی ہوی کہت سنچری تب ہنتی بہگونت

دوہا ایضاً

کج چہوٹی یہہ سیس سون بج کچ رہی اٹنگ
مالش کچہہ نہین سکا ... پتلی ہن ... بہت ... ہو گیا

کچ موے سر ب دونو کچ پستان آتنگ بلند کچن کلس سبوچہ طلائی امرت آب حیات بھونگ مار سیاہ حاصل دوہا موے سر معشوقہ کھلے ہوئے دونوں پستان پر اوپنچے پڑے ہین گویا مار سیاہ سبوچہ طلا سے آب حیات پیتے ہین ؀

دوہا ایضاً

چھب ترا این چیر نس مانگ نکت گج راہ

بدن چند دن دیکہت ام کر بھولو ساہ

چھب گل ترا این ستارہ چھیر پارچہ چونری برنگ سیاہ نس شب گج راہ کہکشان بدن چہرہ حاصل دوہا شیخ شاہ محمد دن مین رات کو ثابت کرتے ہین کہ معشوقہ پارچہ چونری سیاہ گلدار سفید جو پہنے ہوئے ہے اوسکے گلہا کو ستارہ اور اوسکی زمین سیاہ کو شب اور مانگ کی خوبی و صفائی کو کہکشان اور چہرہ کو ماہتاب قرار دیکر کہتے ہین کہ روز روشن مین رات دیکھکر شاہ متعجب و خود فراموش ہوگیا ؀

دوہا ایضاً در صفت موے سر

ال مالا بین گین اہ کل دری پتار

مرگ مدکرن کو چہو لی بدن پاس تو یار

ال مالا زنبور ہاے سیاہ بین جع صحرا اہ کل اقسام مارہاے سیاہ دری پوشیدہ ہوئی پتار زیرزمین مرگ مد مشک کرن ہر دو گوش چہوئن پاس مرد کمند بے خطا حاصل دوہا اسکے بال زنبور تیرہ چشم

کمند بے خطا ہین کہ بخوف اوسکے زنبورہائے سیاہ صحرا کو فرار ہوئے اور انسام مار ہا زیر زمین پوشیدہ ہوئین اور سرتک کو حلقہ بگوش کر رکہا ہے ؎

دوہا ایضاً

تِل بَنکٹ بھِرکُٹی بَنِ سُوسُو بَہا جَیّہ جاگ

اَدہِر دہنک سنُوَن نِرکہہ کی پانکھ پسارت کاگ

تل بنکٹ خال کج بھرکُٹی ابرو سو بہا خوبصورتی جیہ جاگ خوش آیند دل ہے ادہر لب دہنک کمان نرکہہ دیکہکر پانک بازو پر پسارت کہولتا ہے کاک زاغ حاصل دوہا نازنین کے ہردو ابرو کا لطف سے باہم ملنا اور بالاے ہردو ابروکے خال سیاہ کج کا ہونا دلکو نہایت خوش آیندہ ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لب کمان کو دیکہکر زاغ خوف زدہ ہردو بازو اپنے بارادہ پرواز بار بار کشادہ کرتا ہے خال مراد از زاغ وہردو ابرو مراد از ہردو بازوے زاغ ولب مراد از کمان ؎

دوہا ایضاً

مِیتّ مِیتّ بِدہ بِدہ سَچِت لِکھ اُدِیان لکّ

جگ بیتی نِہچت کرت نِہچت بھیو سو مکّ

میت میت شاشاکر بدہ بدہ طرح طرح سچت اطمینان خاطر اودیان مثال لک لکہا جگ زمانہ دراز نہچت یقین واطمینان مک گنگ حاصل دوہا تیرے چہرہ کی نظیر کو بہتون نے باطمینان خاطر طرح طرح سے لکہکر شاشا کر پہر لکہا اور نقل مطابق اصل مین اطمینان کرنا چاہا مگر مدت دراز

گذر گئی اور اطمینان نہوا اور جسکو اطمینان ہوا وہ گنگ ہوگیا بمصداق اینکہ مصرعہ
آنراکہ خبر شد خبرش باز نیامد

دوہا ایضاً

توکھہ پانپ امیہ ندہ دیکہت نیت نہ کات

نَین بچتر اکہت ببُ پیوت ہون نہ اگہات

پانپ امیہ آبحیات ندہ دریا نہ کات خارج از بیان بچتر عجیب اکہت خارج از بیان بب دونون حاصل دوہا تیرے چہرہ کی خوبی دریاے آبحیات ہے کہ صفت اوسکی خارج از بیان و متعلق بہ معاینہ ہے علےٰ ہذا القیاس دونون آنکھون عجیب سیری کی یہی صفت نہین ہوسکتی کہ شب و روز اوس آبحیات کو نوش کرتی ہین اور سیر نہین ہوتین ؛

دوہا ایضاً

پیر یتم نَین ترنگ چڈہہ چہا نہ جومیات آئی

من پارا گہٹ کوپ تین ابہر ڈرہون دس جائی

پرتیم معشوق نین آنکہین ترنگ اسپ میات ڈالتا ہے من دل پارا سیماب گہٹ کوپ چاہ دل حاصل دوہا ایک چاہ ہے کہ جسمین سیماب رہتا ہے وہان کے باشندہ کسی تاریخ معینہ پر ایک نازنین کو اسپ پر سوار کرکے اوس چاہ پر لیجاتے ہین وہ نازنین اسپ سوارہ اوس چاہ مین اپنے سایہ کو ڈالتی ہے یعنی جہانکتی ہے بمجرد اوسکے دیکھنے کے چاہ سے سیماب جوش زن ہوکر نہایت تیزی سے اوسکا تعاقب کرتا ہے اور وہ اسپ کو نہایت

خبر کرکے جان بر ہوتی ہے ورنہ سیماب اوسکو مع اسپ چاہ مین لیجا کر غرق کر لیتا ہے اور سیماب دو سہ گروہ حد معینہ تک اوسکا تعاقب کرتا ہے راہ مین مردمان دہان کے اکثر مغاک کہود دیتے ہین اون مغاکون مین جا بجا پارہ بہر رہتا ہے اوسکو وہ لوگ لیکر فروخت کرکے اپنی شکم پروری کرتے ہین ۔
شیخ شاہ محمد کہتے ہین کہ معشوقہ کی آنکھین کہ سوار شدہ اسپ شوخی ہین جسوقت میری طرف دیکھتے ہین چاہ جسم سے دل بیقرار ہوکر مثل سیماب دونون آنکھون معشوقہ کا تعاقب کرتا ہے کہ اونکو گرفتار کرے ❊

دوہا ایضاً

مرگ نینی مرگ راج کٹ مرگ باہن مکھ چاہ

مرگ انگ مرگمد تلک مرگ رچہت سرتاہ

مرگ نینی آہو چشم **مرگ راج کٹ** یوز کمر **مرگ باہن مکھ** ماہ رو چاہ ہی جسکا **مرگ انگ** نازک اندام **مرگ مد تلک** قشقہ مشک **مرگ رچہت** آہو فریب **سرتاہ** تیر ہے جسکا حاصل **دوہا** آہو چشم یوز کمر ماہ چہرہ نازک اندام مشک کا قشقہ پیشانی پر لگائے ہوئے ہے کہ آہو جسکی تیر نگاہ کا کشتہ و فریفتہ ہوتا ہے اس دوہے مین لطف رعایت لفظی ہے ❊

دوہا از چہینا

سابا اکدن یون ہتے ہیتون کہنچلی کاس

بہیو کہٹولن کو سمی ایک ایک نہ پاس

اے شاہ محمد ایک دن وہ جوانی کے تہے کہ نظر آسمان پر تہی یا ایک وقت ہے

کہ چار پائی پر پڑے ہوئے یعنے حالت پیری آگئی اور علاوہ اسکے مہاجرت ہی ہے ہم

دوہا چنپا

ناہن ساہ بسارئیے پیہ ادہار جیوت

ہم کہدن تم سر دسس کر پا کرن سوت

ادہار امید جیوت زندہ ہون کہدن نیلوفر سر دسس ماہتاب سوسم سرا حاصل دوہا اے شاہ محمد مجھکو فراموش مت کرو مین اس امید سے زندہ ہون کر تم مثل ماہتاب موسم سرا کے ہو اور مین مثل گل نیلوفر کے پس مجھ پر مہربانی واجب ہے ماہتاب موسم سرا نہایت صاف و روشن ہوتا ہے اور گل ہاے نیلوفر کو شگفتہ و شاداب کرتا ہے *

دوہا ایضاً

بره اوساس جرت اب تیہ کہت بن ناہنہ

سنون سراوت تن تپت پرت جای وہ ماہنہ

بره فراق اوساس دم گرم کہت آزاد بن ناہنہ غیبت شوہر مین منون گویا سراوت سردگی ہے تن جسم تپت سوزان وہ تالاب حاصل دوہا غیبت شوہر مین آزاد عورت غلیان مہاجرت سے دم بدم دم گرم کھینچ کر جلتی ہے مگر وہ دم گرم کا کھینچنا اور جلنا وسکا وسکو ایسا تسکین دہ ہے کہ گویا نیم سوختہ آب سرد تالاب مین غوطہ زن ہو کر فی الجملہ تسکین پاوے *

سید نظام الدین متخلص بہ مدہنایک بن سید علاء الدین

بن سید حمزه بلگرامی قدس سره شهرهٔ روزگار و در موسیقی هندی یگانه ادوار بود در صحبت نکته سنجی و لطیفه گوی میر مجلسی باو مسلم می شد طبع شریفش بعلوم هندی مائل گشت و در شهر بنارس کتب سنسکرت و بهاکا کسب نمود و مهارت عظیم پیدا کرد و در موسیقی هندی از علم ناد و تال و سنگیت ساز یکتائی نواخت محقق این فن و نایک وقت شد و دو کتاب تصنیف کرد یکے ناد چندرکا دوم مدهنایک سنگار نقشهاے او مشهور است خواندن او کیفیتے داشت بعض اوقات وحوش باستماع آن در مقام مستی و حیرت فرو میماندند تا به انسان چه رسد سید را با هندو دخترے سند نام عشق بهم رسید دختر نیز بجذب عشق کامل دل از دست داد سید معشوقه را گرفته به شاه آباد برد و زیور اسلام پوشانیده درحبالهٔ نکاح آورد غره رمضان سنه یکهزار و نود و نه بگلگشت روضهٔ رضوان خرامید چند کبت از وے رحه بقلم می آید

کبت سکیا برنن

سنگ لاگی ڈولت مکر سر ساکرن جیتون پان کو چر ہر کا ہو چیتو

للت رسن دئے بولت کلت دنت اکید ہسن ادہرن پت ہتو

اوکت ہوت نہ سر یکنتی سار چھیر کنت مکھ کہتا کو کس کہو کہہ ہتو

روس ہون سورس ال سنیت ملن جیسن دیوس مکھ دیکھ گہتا کاتنی ریتو

کبت سکلا اہار کا

چندرا او دی چلی چند مکھی تن گورہ چندن کھورن کہورین

دو مد جوت برئی جیت جو تہہ انون پالی پنکھہ کو رین

جا نی نجات جننی جلی جات چہپی نہہ بات سگندہن جو رین +

ہاتہہ لین سر پچن کون کیو سرچ پر بچہہ نورین +

کبت نین برنن یعنے دربیان چشم

کاری کجراری انیاری جگ موہنی کو تن بیچ تاری ات ترل تریری ہین
جیسی ہین ساوک جاوک جل پہرین پہرکین سوکیسہو جن ریت نہ گہیری ہین
لال مدنہا ایک جو میرو من موہنی کو نپ پچری بچہر رہت نہ ہیری ہین
سالو کی سد ہار سو بہا مہا ادہکار ایسی ہین کی کہلونان نین پیاری تیری ہین

کجراری سرمہ آلود انیاری نوک دار تاری مردمک چشم ترل تیز و خوبصورت تریری کج و متحرک ہین ساوک بچہ ماہی جاوک رنگ سرخ مہاور پٹ پچر نقاب پچر نقش سالو دوپٹہ ریشمی ہین یعنی کام یعنی حسن مجسم حاصل دو بیت چشم سیاہ سرمہ آلود نوک دار مردم فریب کی بیاض سرخ مین مردمک چشم اس خوبی سے متحرک ہین کہ گویا بچہ ماہیان آب سرخ مین بہ شوخی حرکت و تفرج کرتی ہون مدہنا یک شاعر کا یہہ بیان ہے کہ نقش نقاب مین بہی باز نہین آتی میری طرف دیکہتی اور دلکو فریفتہ کرتی ہین مزید بران دوپٹہ ریشمی سے نقاب چہرہ کی سنبہال مین جو خوبی ہے اوسکا بیان نہین ہوسکتا بہرحال اے نازنین تیری آنکہین حسن مجسم کا بازیچہ ہین +

کبت چکہہ برنن گہونگہٹ مین دربیان چشم اندر نقاب

جو چتر آنن چت چاہے نہ بدہی بدہ بیدن گرنتھ نہ گائی ؁

بھارتھی بھوری کری بہرین جب جوگن جوگ ابتھیگنائی

جو کمہ جوت جگی نہ تھکی مدہنایک کھو نکہت چنچل تائی ؁

جہین دو کول چھبی جھلکی انچہہ براجت اچھہ رچھائی

چتر انن مراد جبرئیل علیہ السلام بدہی ترکیب وصورت بدہ عقلا وفضلا بیدن کتب سماوی گرنتھ کتب پارینہ تواریخ وغیرہ بھارتھی گویائی جب سبحہ گردانی جوگن اقسام ریاضت جوک مرتاض مدہنایک نام مصنف چنچل تائی شوخی جہین باریک دو کول دو پٹیشمی چھبی خوبی انچہہ بے شکل اچہہ چشم حاصل دو باتری آنکہین جیسی اندر نقاب کے خوشنما ہین اونکی خوبی خیال ملایک مین نہین آتی اور نہ کتب سماوی مین انتہاے صفت اونکی پائی جاتی اور گویائی خود رفتہ ہوکر سرگردان ہے اور مرتاضون نے سبحہ گردانی وریاضت سے بہی برتر خوبی وصفت اونکی بیان کی مدہنایک کہتا ہے کہ وہ آنکہین چہرہ منور پر ایسی نور فشان ہین کہ حرکت نقاب مانع خوبی اونکی نہین ہوسکتی بلکہ باریک نقاب مین ایسی خوبی وبا وعدیم النظیر ہے کہ چشم جمہور فریفتہ ہوتی ہے ؁

کبت چندکی سامتا برنن یعنی دربیان داغ سیاہ ماہتاب

کوئے کہے چندکی مرکنک انک دیکہیت کوئی کہی چھایا چہت بھوتل پرکاس کی ؁

کوئی کہی اندہکار ہیوہی سو دیکھیت کوئی کہی کالمان کلنک انیاس کی ؁

مدہ کہی سار ہر لینھون کرتار سب تا ہی کی سنواری بہا مان کا بہ کی بلاس کی

تا دن تین چھاتی چھید پری ہین چھپا کر کی وار پار دیکھیت بلنا کا ہی کی
مرکنک انک صورت آہو ہو تل زمین کا لمان سیاہی کلنک عیب
انیاس بلا تکلف مدہ مدہنا یک شاعر سار خلاصہ کرتار خالق بہا مان
عورت چھپا کر ماہتاب نیلتا سیاہی حاصل دو ہا داغ سیاہ ماہتاب
کی نسبت کسی نے بیان کیا کہ ارابہ سواری ماہتاب مین جو آہوے سیاہ ہین
یہ اونکی سیاہی ہے اور کسی نے کہا کہ سایہ زمین کا جو ماہتاب پر پڑتا ہے
یہ اوسکی سیاہی ہے کوئی کہتا ہے کہ ماہتاب فاسق و فاجر ہے یہ اوس
عیب کی سیاہی بلا تکلف ہے مدہنا یک شاعر کہتا ہے کہ خالق نے ماہتاب
کا خلاصہ نور و خوبی لیکر زن مہ لقا کہ جسکو شعرائے ہندی ضرب المثل خوبی
و خوبصورتی بکلام خود ہا کرتے ہین خلق کیا اور بوجہ نکل جانے خلاصہ نور
کے ماہتاب کے اندر سوراخ ہو گیا ہے اسواسطے سیاہی آسمان کی کہ جو
ماہتاب سے بالاتر ہے براہ سوراخ نظر آتی ہے ؛

دیوان سید رحمت اللہ بن سید خیر الدین بلگرامی محاسب عمانی
بود و بہ منصب دو صدی و جاگیر از محال سائی پور سرفراز در تسلیم پور سیزدہم
ربیع الآخر سنہ یازدہ صد و ہیجدہ بہ رحمت حق پیوست در ہندی اوستاد
عصر بود در ایام حکومت جاجمئو باد فروشی از تلامذہ چنتامن شاعر مشہور ہندی
آوازہ کمال سید شنیدہ خود را بہ حاشیہ محفل شریفش رسانید و دو ہا انتخاب
از منظومات اوستاد خود خواند سید دران دخل فرمود وے انرا اصلاح داشت
و پیش اوستاد رفت و دخل مذکور نقل کرد وے ہم اعتراف نمود دوہا این است ؛

دوہا

بِیُو ہرتِ اُر کرتِ اَتِ چِنتامَن چِت چَین

وَا مِرگ نَینی کی لکھی وَا ہی کے سے نَین

یعنی دل ہی لیتے ہین اور دیتے ہین چنتامن کے دل کو قرار ادس آہو چشم کی آنکھین اوسی کی شکل ہین نے دیکھین یعنے عدیم النظیر ہین ابنیا النکار کے خلاف لفظ مرگ نینی اس دوہا مین سید صاحب نے پایا لہذا دخل کیا کہ اس صفت مین مشبہ و مشبہ بہ ایک ہی ہوتا ہے لفظ مرگ نینی مین مشابہت چشم آہو کی آہو سے پائی جاتی ہے لہذا یہہ لفظ خلاف ہے چنتامن نے تسلیم کیا اور بجاے لفظ مرگ نینی لفظ سندر بنا یا سندر کے معنی زن مہ لقا و نازنین کے ہین مصرعہ یہہ ہے

وَا سُندر کی مین لکھی وَا ہی کیسی نَین

کبت چنتامن در صفت شجاعت سید رحمت اللہ

گَرب گَہہ سِنگھہ جِیُون سَبل گَل گاجَ مَن پَرَبل گج بَاج دَل سَاجِ دَل یُو ٭

بَجَت اک جَمَک کَمَن گَمَک دُندبِھِن کی تُرنگ کَہر دَہَک بُھوتَل ہلا یُو ٭

بَیر تہہ کَہت یِہہ کَنَب ڈَر جُور سَن سَین تَو سُور جیُون اَور چَہا یُو ٭

کَہو جلیپای بَنج نَاہ سَنَّاہ یِہہ رَحمت اللّٰہ سَر نَاہ آیُو ٭٭

گرب غرور سنگھہ شیر زیان سبل صاحب طاقت گل گاج اظہار جوانمردی وغیرہ پربل زبردست گج فیل باج اسپ دل فوج

ساج آراستہ اک چمک ایک طور پر گھن گھمک گردون تگاف دند بھن نقارہ ہاے ترنگ کھرسم سمند بھو تل زمین بیرتیہ عورات دشمنان جلپاہی بہ آواز بلند دا ستبداد ناہ شوہر حاصل دوہا اے سید رحمت اللہ تم جسوقت بغرور بہادری اظہار جوانمردی خود کر کے فوج گران اسپان و فیلان قوی ہیکل سے لیکر مثل شیر ژیان یورش کرتے ہو آواز مجموعی نقارہ ہاے وغیرہ سے گردون اور سم اسپان کی ٹھوکر سے زمین ہلتی ڈگمگا کرا در ہر چار سو سے غوغاے فوج سنگر عورات دشمنان ترسان و لرزان باہم کہتی ہین کہ اے عورات شوہر دارو اپنے اپنے شوہرون سے بہ آواز بلند و استبداد کہو کہ یہہ سید رحمت اللہ تم سبھون کا سردار ہے دوسرے یہہ کہ جلد سید رحمت اللہ کی امان مین آجاؤ ٭

دوہا سید رحمت اللہ

کاری سٹکاری گری کہری سرس سکمار

لوٹن ہاری جگت کی لوٹن ہاری بار

سٹکاری دراز کہری زیادہ سرس خوبصورت سکمار نازک لوٹن ہارے تاراج کرنے والی جگت کی خلق کی لوٹن ہاری غلطان بار موے سر حاصل دوہا اے نازنین تیرے موے سر سیاہ و دراز و خوبصورت و نازک زیادہ و غلطیدہ تاراج کنندہ خلق ہین ٭

دوہا

شوبہت بینی پیٹھہ پر جھینی پٹ کی بہائی

لوٹت ناگن کنول دل انگ پراگ لگائی

بینی چوٹی جهنی باریک پٹ بارچہ کنول دل برگ گل نیلوفر سرخ پیراگ خاک گل حاصل دوہا چوٹی پشت پر دراز پڑی ہوئی باریک دوپٹہ کے اندر ایسی خوشنما ہے کہ گویا ناگن خاک گل جسم مین ملکر برگ گل نیلوفر سرخ پر لوٹتی ہے ناگن مراد از چوٹی خاک گل مراد از دوپٹہ باریک برگ گل نیلوفر سرخ مراد از پشت ❖

دوہا

مانگ سہاگ بھری الی بب باڑی جھب چھاے

سیام سنون گھن سیام مین چپلا لیک لکھاے

الی مصاحب بب دونو سیام مراد از صورت گھن سیام ابر سیاہ چپلا برق لیک خط حاصل دوہا دونون پٹی موے سیاہ کی درمیان مین مانگ کہ جسمین ابرق گلال بھرا ہوا ہے ایسی خوشنما معلوم ہوتی ہے کہ گویا اے سکھی ابر سیاہ مین بجلی چمکتی ہو ❖

بہو نہہ کما نہہ تان کی کت تکیت انکھاے

گڈھ من سوتن تور کی تھار وپار ودیاے

تکیت دیکھتی ہے انکھاے آزردہ ہوکر گڈھ قلعہ تھار وتیرا حاصل دوہا اب کمان ابرو کو کھینچ کر کیون آزردہ ہوکر دیکھتی ہے تو نے زنان انباع کا قلعہ دل توڑکر اپنے مطلوب کو پالیا ❖ دوہا

آن بان کو گھت ہین نینن بان سمان

دی لاگت سالت جو یہہ دیکھیت ہیہ ہت پران

آن اور سب بان تیر نینن بان تیر نگاہ سمان برابر سالت سوراخ کنندہ بیدہت دوزندہ حاصل دوہا اور سب کہتے ہین کہ تیر نگاہ تیر کی برابر ہے یہہ بات درست نہین کیونکہ تیر جب دل پر لگتا ہے تب سوراخ کرتا ہے اور تیر نگاہ بمجرد معاینہ جگر و دل مین سوراخ کر دیتا ہے ٭

ہوئی ترچھی ترچھی تکو بہتو بہامنی بہیر

جہہ جیتون جیتون گڈی کا ڈہت بادہت پیر

ترچھی کج ترچھی تکو نظر کج سے دیکہا بہتو مجمع بہامنی عورت کا دہت نکالتی حاصل دوہا قول نایک کا سکھی سے کہ مطلوبہ نے مجمع عورات کے درمیان سے مجھکو کج ہو کر نظر کج دیکھا اوسکی نظر ایسی میرے دل مین چبہی ہے کہ جسکے نکالنے سے میرے دلمین درد ہوتا ہے ٭

دوہا

سُندر مکھہ چوکا چمک اوپان کو برنی نہ

آنند مندر مین جڑی ہیرا جڑیا مین

مکھہ چوکا سلک دندان اوپان تعریف وتمثیل آنند مندر خانہ خوشی جڑیا مرصع ساز مین حسن مجسم حاصل دوہا خوشنما سلک دندان کی چمک خارج از بیان ومثال ہے گویا حسن مجسم مرصع ساز نے خانہ خوشی کو الماس سے مرصع کیا ہے ٭

دوہا

کرا اُچائی جمہائی تیہ دہاری ہیج تیہ بہای

سنو چیلا دو تی چمک ہو تی گری بھوم پرآئی

کر ہاتھ اُچائی بلند کرکے جمہائی خمیازہ کنان بیچ ہاتھ یہ بہای

اسطرحسے چیلا برق بھوم زمین حاصل دو ہا انگڑائی لیتے ہوئے جو دونون ہاتھ اپنے نازنین نے اونچے کرکے یکایک نیچے کیے تو ایسامعلوم ہوا کہ گویا دو برق چمک کر زمین پر گرین ؛

دوہا

سُوبرن رنگ مہدی رچو چیلا جڑاؤ ساتھ

ہاتھی دیئے ساتھی کیو موہن من اون ہاتھ

سوبرن طلا جڑاؤ مرصع موہن فریفتہ کنندہ حاصل دوہا تون سکھی کا سکھی سے کہ دست حنا مالیدہ جو مثل رنگ طلا ہے اور چہلا مرصع زیادہ اوسمین خوشنما ہے وہ دست حنا بستہ اپنا اپنے مطلوب کو دکھلا کر اوسکا دل فریفتہ کرکے اس نے اپنے ہاتھ مین لے لیا ؛

دوہا

اوہان سُندر نکھن کی من آدی نہین اور

ایند مدھ بوار ہند کی کلن ہین سر مور

اوہان نظیر نکھن ناخن ہا ایندمدھو جسیم خروس ار بیند گل شاہ ونز سرخ کلن غنچہ سرمور تاج سر حاصل دوہا مثال ناخن ہاے خوشبوئے

کی بجز اسکے اور خیال مین نہین آتی کہ سر غنچہ اے گل نیلوفر سرخ پر عروسک
تاج سر ہون ❊

دوہا

چھلا چھیلی چھانگین بیچ بِل اک ساتھ

چھلت چھیل ننکو کرت چھلا کلا کی ہاتھ

چھیلی خوبصورت چھانگین خنصر بیچ دونو چھلت زیفتہ کرتی ہے چھیل
مرد رنگین طبع وخوش وضع **کلا** قدرت و شعاع **حاصل دوہا** چھلا اور خوبصورت
انگشت خنصر ان دونون کی خوبی متفق ہوکر فریفتہ کرتی ہے مرد رنگین طبع کو
اور اوسکے دل کو لیتی ہے ہاتھ مین اپنی قدرت وخوبی سے ❊

دوہا

اودر لست رومادلی موہن بہانت

مانو سبرن پان پر کام منتر کی پانت

اودر شکم **روماولی** سیلی یعنی روے نرم شکم **موہن** فریبندہ
بہانت طرح **سبرن** طلا **کام منتر** عمل حب **پانت** سطر **حاصل دوہا**
نازنین کی شکم پر سیلے روے نرم فریبندہ دل ایسی خوشنما ہے کہ گویا پان
طلا پر عمل حب کی سطر ہے پان طلا مراد از شکم سیلی روے نرم مراد از سطر عمل
حب اور یہہ عمل اکثر پان پر لکہا جاتا ہے ❊

نابہہ کوپ ناگن نکس چلی کنول مکہہ چاڑہ

تہٹکی دیکہہ سیور گرلی کچ گر کی کراڑہ

نا بھ نات کوب چاہ کنول مکھ کر و جھاڑہ چڑھ کر ٹہٹ کی ٹہری
میور گر گردن طاؤسی پچ گر کوہ پستان کر اڑہ کنارہ مراد مقام پناہ حاصل دولہا
چاہ ناف سے ناگن سیلی موے نے نکلکر قصد چڑھنے چہرہ ہیجو گل کا کیا مگر گردن
طاؤسی دیکھکر ڈری اور گوشہ کوہ پستان مین جا ے پناہ سمجھکر ٹہری ۞

گوری بھوری گوری تھوری بیس سہائی

بھوری بھوری بات سون چورت من کوائی

گوری زن مطلقا بھوری بھولی گوری صبیح رنگ تھوری بیس
کم عمر سہائی خوبصورت چورت چوراتی ہے حاصل دولہا معشوقہ
بھولی گورے بدن والی تھوڑی عمر کی خوبصورت اپنی بھولی باتون سے
میرے دلکو چوراتی ہے اگر ۞

دولہا

کست سیت پچھوریا انگ کیسری رنگ

کنک بیل سی جھلملی بال چاندنی سنگ

لست خوشنما سیت سفید پچھوریا ساری انگ جسم کیسری
رنگ برنگ زعفران کنک بیل بیل طلائی جھلملی چمکتی ہے بال عورت
چاندنی سنگ چاندنی کے ساتھ حاصل دولہا نازنین کے جسم زعفرانی
پر دوپٹہ سفید زرکار ایسا خوشنما ہے کہ گویا بیل طلائی شب ماہ مین
نور افگن ہو ۞

دولہا

رِیَتِ تیہ رَت بپَرِیت کو یَک گہہ کَرِ منہسَارَ

ہَسَت ہَنسَت مستہرَ ات درِگَت للچاوَت چہوَر

رت بپریت جماع برعکس منہار خوشامد ستہرات درگت جنبش چشم از شرم رچہو ار طالب حاصل دوہا طالب وقت وصال مطلوبہ کے قدم پکڑکر خوشامد کرتا ہے کہ تو بطور مردصحبت کر اور وہ انکار کرتی ہے اور ہنستی ہے اور آنکھونکو شرم سے نیچا اونچا کرکر طالب کے دلکو زیادہ تر اپنی طرف مائل کرتی ہے ❊

جُھج اَچاکی انگڑائی پُن پیم جَناکی جھہاے

چَٹ پَٹ ہِرہِرنی کٹی ٹہگ لاڈو دکہراے

چٹ پٹ بہت جلد ہرہرنی یونکی شرمندہ کرنیوالے کٹی کمر حاصل دوہا دونون ہاتہہ اوٹہاکر خمیازہ و فازہ سے اظہار محبت کرکے بہت جلد نازک کمر والی نے ٹہگ لیا لڈو پستان دکہلاکر قاعدہ ہے کہ ٹھار ٹھگ لڈو زہر آلود اپنے پاس رکھتے ہین اور بروقت موقع مسافر کو کہلاکر اوسکو مارتے ہین

ہَرِ مُرلی ہَرکی لئے دَہرِی اُرُوج بِنَین

رَاگ رَنگی پَربِین تیِہ کرِی ہِی پَربِین

ہر چہین لی مرلی نئی مروت ارُوج پستان بِنَین نو پربین ہمہ دان بین مراد از مرلی حاصل دوہا مطلوبہ نے اپنے طالب

کی مُرلی چھین کر سینہ پر چھپائی جو کہ مطلوبہ راگ رنگ مین کامل فن تھی اندا اوسکو اپنے دل مین جگہہ دی ؛

کھیلتِ بہاگ ہُلاس سُون بہاگ بھری لکھہ نانہہ

مُوٹھی دارِ گُلال کی مَن کیو مُوٹھی مانہہ

ہلاس خوشی بہاگ بھری نیک بخت حاصل دوہا زن نیک بخت خوشی سے ہولی کہیل رہی تہی کہ اپنے شوہر کو دیکھکر ایک مٹھی گلال کی اوسپر ڈال کر اوسکا دل اپنی مٹھی مین لے لیا ؛

جُھک جُھک کھیلت ہی للی جُھومر سَکہن سماج

جُھوم جُھوم مَن جگت کی پرت پگن پر آج

للی زن کم سن جھومر ایک کہیل ہے کہ عورات جھک جھک کر گاتی اور باہم کہیلتی ہین پگن پر قدمون پر حاصل دوہا زن سن کم عمر جھومر کو باتفاق زن مصاحبون اپنی کے جھک جھک کر کہیلتی ہے بمعاینہ خوبی ایک عالم کا دل جھوم جھوم کر اوسکے قدمونپر آ کر گرتا ہے ؛

دوہا

بھونہہ چڑہائے جنائے رِس جُھونٹہہ مان جناے

اَنہت ہی پیتم مَن ہتو اُٹھن اہتہ بناے

مان غصہ و اظہار آزردگی انہت بلا وجہہ ہتو مخوف اُٹھن نیا انہیہ آزردگی حاصل دوہا زن کرشمہ سنج ابرو چڑہا کر آزردگی

غصہ دروغ کا اظہار کر کر بے وجہ دل شوہر کو مخوف کرتی ہے نئے طور کی بے لطفی سے ۞

گھٹ لئے گھاٹ چلی آلی نٹ کی سنگھ بہوت

گھٹ کی پٹ کی سُدہ گھٹی سنگی مکھ کی جوت

گھٹ سبوچہ پٹ پارچہ دوپٹہ سنگی سہیلی جوت روشنی حاصل دوہا نایکا دریا پر سبوچہ لیکر پانی بھرنے چلی اور اپنے مطلوب کے مقابل ہوتی ہی سبوچہ اور دوپٹہ کی سُدہ جاتی رہی الافرط خوشی سے روشنی چہرہ کی بڑھ گئی ۞

للن چلن کی نام سُن گری گھوم کی بھوم

پیارین پیاری لکھ پیا پیاران دی مکھ چوم

بھوم زمین للن شوہر پیران جان حاصل دوہا مطلوبہ طالب کا جانا سفر میں سنکر غش کھاکر زمین پہ گری طالب نے بھی جوش محبت سے اوسکا منہہ چوم کر جان دیدی ۞

پھاگن ماس نہ آئی ہو پیاری پرانن ایس

کھوری ہوری لپٹ سنگ کہہ من پران اَیس

ماس ماہ پرانن ایس مالک جان کھوری بدبخت ایس عیا حاصل دوہا مطلوبہ اپنے طالب کو بذریعہ نامہ کہتی ہے کہ اے مالک دل وجان اگر تم ماہ پھاگن نہ آؤ گے تو اس بدبخت کی جان فعلہ ہولی سے ملکر تمکو بدعا سے خیریاد کریگی خلاصہ یہہ کہ اگر تم نہ آؤ گے تو مین بھی ہولی کے

ساتھ جلوں گی ؎

کہہ کہہ اوٹھت جری جری گھری گھری وہ بال

چلکے نیک بلو کی انہیں ہت کو لال ؎

بال عورت نیک جلد ہت محبت حاصل دوہا مصاحبۂ مطلوبہ طالب سے کہتی ہے کہ تیری مطلوبہ جو حکم طالب کا رکھتی ہے ہر ساعت جلی جلی کہہ کہہ اوٹھتی ہے اسلئے تم ذرا چلکر اپنی محبت کے حال کو دیکھو ؎

کہت سیس کر دہر سنون سیام بام پرانیس ؎

کنٹھ نکٹ سانسک رہی سو کرت اسیس

سیس سر کر ہاتھ بام عورت پرانیس مالک جان کنٹھہ گلو نکٹ نزدیک سانسک دم کو چکا اسیس ناہود حاصل دوہا مطلوبہ اپنے طالب سے بذریعہ تحریر کہتی ہے کہ اے مالک دل وجان مین اپنا سر ہاتھ پر رکھکر یعنی آمادہ مرگ ہوکر کہتی ہون کہ ایک دم واپسین اب گلومین باقی ہے اوسکو بھی آپ پورا کرنا چاہتے ہو یعنی اب تاب انتظار نہین بہت جلد آئیے ؎

دوہا مصدر واکرین مصر ہیں در صفت میر عبدالجلیل بلگرامی

ہوا نہ ہے اور ہوئے گا ایسو کہین جو سیل

جیسو احمد نند جگ ہدی گیو میر جلیل

سو سیل ہماحب مروت نند نام شاعر جگ دنیا حاصل دوہا

نندشاعر کہتا ہے کہ میر عبدالجلیل سا صاحب مروت اور نیک دنیا مین دوسرا نہوا ہے
نہوگا میر عبدالجلیل بلگرامی جدّ مادری میر آزاد رحمہ است ترجمہ شریف او
در کتب میر آزاد و تذکرہ ہاے آن والا نژاد مرقوم است و شہرت فضائل و کمالات
او مستغنی ست از تحریر حالات رتبہ عالیش ازان برترست کہ بتر ہات شاعری سیما
منظومات ہندی لب کشاید و زبان محتاط را بگفتگوے دور از کار آلاید لیکن لجہانا
اگر نغسیدہ جگری التماس معالجہ می کرد بنا بر جامعیت فنون تماشیری از ہندی
ی بر آورد از منظومات عالی ملکہ است و این چند گل ازان چمن چیدہ می شود ❊

بروا چھند

الہ نام پوتھی پر لکی انہہ بہاسے
جیون جڑا لی کو ٹیکو بہال سہاسے
اللہ کا نام آغاز کتاب مین ایسا زیب دیتا ہے کہ جسطرح ٹیکہ طلائی مرصع پیشانی پر
خوشنما ہوتا ہے

کیس پاس کی پہانس پہانسو لوگ
ایک سیام تم آو بری الک سنجوگ
کیس ہوے پاس کمند الک جو نظر نہ آوے وہم زلف حاصل دو طرح
کمند زلف نے تمام مخلوق کو اسیر کیا مگر اے سیام ایک تم بچے اسوجہ سے کہ تمہارا دیکھنا
خارج از امکان نظر ہے دوسرے یہ کہ جس زلف نے تمام مخلوق کو اسیر کیا وہ تمہین ہو
پہلواری گہونگہٹ کی پاتین جات
چمن باس بن جانین نہین سہات

چمن میں نقاب ڈالکر جانیکا سبب یہ ہے کہ پہولون کی خوشبو بے چہانے ہوئے خوش نہیں آتی ہے ۵

برقع بہ رخ افگند ببرد ناز بباغش — تا نکہت گل بیختہ آید بہ دماغش

واکیول نرمل تین درپن ہار

پرت انت جہونٹہی کی مکہ مین چہار

کپول رخسار نرمل صاف انت انجام چہار خاک حاصل دو یاد اوس رخسار کے مقابلہ مین آئینہ اپنے دعوی صفائی سے ہار اظہار ہے کہ انجام مین کاذب کے منہہ مین خاک پڑتی ہے اور آئینہ جب مکدر ہو جاتا ہے خاک سے مجلے کیا جاتا ہے

واتل دیکہت نیترن بادہت جوت

پردت چیکنون دیکہے بہت گوت

تل سے روغن نکلتا ہے اور روغن سے روشنی ہوتی ہے مگر اس تل کے دیکہنے سے ہی روشنی چشم زیادہ ہوتی ہے اور چمک اور صفائی نظر مین لانے سے کرورون خوشی حاصل ہوتی ہین

لکہہ کپوت واکریوان اتہ ابہرام

ہوئی تپت کر ڈاری سیری سیام

لکہہ دیکہکر کپوت کبوتر کریوان گردن اتہ زیادہ ابہرام خوبصورت تپت گرمی سے سیری تمام سیام سیاہ حاصل دو یاد دیکہکر اوسکی گردن خوبصورت کو کبوتر نے گرمی حسرت سے اپنی تمام گردن کو سیاہ کر لیا ہے

سنکھ نا نہہ جیو موری ڈہون کیا کہوی
کرلی اک جہان سبہہ روپ تہان چہوی

نکہن جلک مہدی سنگ یون دت دین
چنین لال مین جبین ڈاک نوین

چنین لال یاقوت سرخ حاصل دوہا ناخن ہاے حنابستہ کی چمک یون خوشنما ہے کہ جیسے نگین یاقوت خوش رنگ مین ڈاک نو خوشنما ہو ناخن مراد از یاقوت خوش رنگ دحنا مراد از ڈاک نو ؛

بہاو نابہہ کی سرکو کہو غبات
کنول کلی لو منڈی بہلی یہہ بات

بہاو کیفیت نابہہ ناف سر تالاب منڈی سربستہ حاصل دوہا صفت چاہ ناف کی خارج از بیان ہے مثل غنچہ کی سربستہ بہتر ہے صفت اسکی ؛

بینی پیٹہہ دو دل متو جو کین
لانبی چکلی بات تن ہر لین

بینی چوٹی پیٹہہ پشت متو مشورہ لانبی طویل چکلی پہن حاصل دوہا چوٹی اور پیٹہہ نے باہم مشورہ کرکے لمبی چوڑی باتون سے دلکو فریفتہ کرلیا مراد چوٹی کی خوبی درازی اور پشت کی خوبی پہنائی نہایت لمبی چوڑی خارج از بیان ہے

جُگل جنگھہ سُون تُو مَن آنکو جَاے

انت بَاندہیت گُسنی کھمبین لاے

جگل دونو جنگھہ ران انت انجام گنہی گنہگار کھمبین ستون ہا
حاصل دوہا دونون رانو محبوبہ مین میرا دل مبتلا ہوا ہے انجام مین
گنہگار ستون سے باندہا جاتا ہے

کنول سانجھہ مُوندت نہین کوس سکور

وَاچِرنَن کو بندت انجل جور

کوس برگ گل انجل ہاتہ جوڑنا حاصل دوہا قاعدہ ہے کہ گل
نیلوفر سرخ ہمیشہ صبح کو شگفتہ ہوتا ہے اور شام کو سربستہ میر عبدالجلیل فرماتے
ہین کہ یہہ گل بوقت شام اوس معشوق کے قدمونکو ہاتہ جوڑکر بندگی کرتا ہی بستہ نہین ہوتا

دوہا ولیہ

پُھلواری جل نین سے سینچت لی لی باس
سُوکھی رُوکھہ پلاس کو رُت بسنت کی آس

روکھہ درخت رت بسنت فصل بہار حاصل دوہا نایکا مہجور
اپنے چمنستان وجود سے بوے خشکی و پژمردگی پاکر اوسکو سیل اشک سے سیراب کرتی ہے
اور کیون نکرے کہ درخت خشک شدہ پلاس کو فصل بہار کی آرزو ہوتی ہے ؛

پھولدار درخت

رَجنی بھنی پِیَہ سنگ یا دن روپ بہات *

اب پریتم بچھری ہی یاون پکر کی بہانت

رجنی شب سجنی مصاحب باون روپ پاک صورت بہات گذرتی ہے
پیہ تتم شوہر بچھری مفارقت پیک پیپہا از تتم طیور حاصل دوہا اس
نایکا کا شوہر سفر کو جانیوالا ہے لہذا اپنی مصاحبہ سے کہتی ہے کہ اے سجنی یہہ
رات جو نہایت پاک صورت ہے بہ مواصلت شوہر گذری جاتی ہے اب مفارقت
شوہر مین حالت اپنے دل کی مثل پپیہا کے باؤن گی کہ شب بیدار رہ کر پیو کہان
پیو کہان یعنی شوہر کجاست پکارتا ہے ✦

تو ناسا کی ڈاہ کی کیر لگی جبیہ کو نیچ
رہر گھو ٹھونت کری کہی دیتی چونچ

توتری ناسا اک ڈاہ حسد کیر طوطا کو نیچ زخم –

پیاری تیری چرن کی کہون کہان لو بھید
چھن بچھرت جا کی پری جہاوان چہاتی چھید

جہاوان خشتی گلی کہ جس سے پاؤن گہستے ہین حاصل دوہا اے
پیاری تیرے قدم کے کہان تک بھید بیان کرون یعنی صفت کرون کہ ایک
لمحہ کی جدائی مین جہاوان کہ جو غیر ذی روح ہے اوسکا سینہ مشبک ہو گیا
سید غلام نبی ہمشیرہ زادہ میر عبد الجلیل بلگرامی ست اگرچہ حکمش در
قلمرو سخن فارسی و ہندی نفاذ دار دامّا بہ تسخیر سواد اعظم ہندی نوعے پرداخت
کہ سرکشان پایۂ تخت را یک قلم از اوج غرور انداختہ میرزا مظہر جانجانان قدس
سرہ فن شعر ہندی از وے اخذ نمود از نتائج فکر اوست نسخہ سکھہ صد و بفتاد
و ہفت دوہات کہ آنرا انگ درپن نام گذاشتہ و در ایجاد و اختراع مضامین

دقیق و خیالات نازک عجب قوت فکری صرف کردہ تمام نسخہ از اول تا آخر
تمثیلات تام دارد در سلین تخلص میکر دلین معنی محو ست یعنی کسے کہ در رس
محو باشد در اینجا صد و بست و پنج دوہا از کلام او انتخاب زدہ وچند
کبت چیدہ ثبت میشود ٭

منگلاچرن دوہا

سُو یا وت یا جگت مین سرس نیہ کو بہاے
جو تن تن سے تلن لون بالن ہاتھ لگاے

سرس زیادہ نیہ عشق و محبت تن جسم من دل تلن جمع تل
بالن عورات حاصل دوہا دنیا مین عشق کا مزہ زیادہ تر وہ پاتا ہے
کہ جو جسم و جان سے مثل تلون کے بدست عورات بک جاوے یعنی مناسبت
تل کی خوبی آرایش عورات مین داخل ہے دوم یہہ کہ ۔ بالن خوشہ ہا
کو بھی کہتے ہین اور تل ہمہ تن داخل خوشہ ہا رہتے ہین اس صورت مین مراد
یہہ ہے کہ ہمہ تن عشق عورات مین محو ہو جاوے ٭

دوہا جوڑا برنن

چندرمکھی جوڑو جیتی جت لیھون پہچان
سیس اوٹھایو ہی تم سس کو پا چھو جان

چندر مکھی ماہ رو جوڑو جد جیتی دیکھکر سیس سر تم تاریکی
سس ماہتاب حاصل دوہا اس ماہ رو کا جوڑا موے سر دیکھکر
دل نے یقین کیا کہ یہہ جوڑا نہین ہے تاریکی نے سر اوٹھایا ہے ماہتاب کی پشت

سے ماہتاب مراد از چہرہ تاریکی مراد از جوڑا

دوہا اڑن مانگ پاٹی چھبت برنن

تین مانگ نہہ آڑن گن مدن جگت کو مار

است پھری پرلی دھری رکت بھری تلوار

تین عورات اڑن گن سیندوریدن کا مدیعنی حسن مجسم جگت خلق

است سیاہ پھری سپر رکت بھری خون آلودہ حاصل دوہا

فرق عورات پر مانگ سرخ نہیں ہے حسن مجسم نے خلق کو مار کر سپر سیاہ پر شمشیر

خون آلودہ رکھی ہے سپر سیاہ مراد از ہردو پاٹی وشمشیر خون آلودہ مراد

از مانگ سیندوری ؛

دوہا بھونہہ اینٹھہ برنن

اینٹھن بھون او ترت دہنک یہہ اجگت کی تان

جیوں جیوں اینٹھت بھرو دہنک تیوں تیوں چڑھت ندان

دہنک کمان اجگت تعجب تان بات بھرو دہنک کمان ابرو ندان

یقین حاصل دوہا کمان چڑہی ہوئی اینٹھنے سے اوترجاتی ہے مگر

جائے تعجب ہے کہ کمان ابرو جس قدر اینٹھتی ہے اوسی و سیقدر چڑھتی ہے

دوہا کرن مکت برنن

مکت بھی گھر گھولی کی بٹھی کان جائے

آپ گھر کھوت اورکو کیجے کہا اوپائے

حکمت مرد واریہ تو تارک دنیا کا نن گوش و جنگل حاصل دو ہا اے مرد واریہ تو اپنا گھر صدف کھو کر اب زیب گوش ہوا ہے اور یہاں بیٹھ کر اب دوسرون کے گھر کو کھوتا ہے یعنی دل ہر ایک کو مایل خوبی گوش کرتا ہے پس کیا تدبیر کیجا وے

دوسرے یہہ کہ اے مرد آزاد تو تارک دنیا ہو کر قیام پذیر جنگل ہوا ہے اور یہاں بیٹھکر بہی دوسرون کے گھر کھوتا ہے یعنی جو تجھ سے ملتا ہے اوسکو تارک دنیا کر دیتا ہے

تُرنگ دِیٹھہ آگین دَہرَن بَرَنین دَل کے سَاتھَہ

تیوُرِی لکھِہ مُکھہ کی جَگت کیوُ چہت سَب ہَاتھَہ

ترنگ اسپ دیٹھہ نظر برنین مژگان تیوری چیتون جگت دنیا

حاصل دو ہا مطلوبہ اسپ نظر آگے بڑہائے ہوئے اور لشکر مژگان ساتھ لئے ہوئے تیور دکھا کر چاہتی ہے کہ تمام دنیا کو اپنے قبضہ مین کرے ۞

کاجر برنن

رِی مَن رِیت بَچِترہ ہَتیہ نَینَن کی چیت

بکھہ کاجر بنج کہائی کی جیئہ اَورَن کی لیت

ریت طور بچترہ گوناگون چیت ہوشیار ہو بکھہ زہر حاصل دو ہا اے دل چشم مطلوبہ کا طور عجیب ہے تو ہوشیار ہو یہہ آنکھین کاجل کا زہر کہا کر دوسرون کی جان لیتی ہین ۞

دو ہا کاجر کورین برنن

بتیہ کاجر کورین بڑہی کیتہ پورن کب بچہہ

لکہیت کہنچ اہہ کین پچہہ الکچہہ پر تہتہ

پچہہ قول کہنجن صعوہ اچہہ چشم پچہہ دم الکچہہ جو نظر مین نہ آوے پر تشبیہہ ظاہر حاصل دوہا طلوبہ نے دنبالۂ چشم کا جرسے بڑہا کر قول شاعران کو پورا لیعنے سچا کیا معنی کہ صعوہ چشم کی دم جو نظر نہین آتی تہی آج ظاہر معلوم ہوتی ہے شاعران ہندی کی تشبیہ چشم کی صعوہ سے اکثر کی ہے ❖

سہین نیٹ کرپا لالا وری برنن

نازک ہے اور رنگ اسکا سپید ... گوری رنگ

سکمارتا برہت

... بربار

لگت بات تا کو کہان ... بزم

نیک سانس کی چہوکتہین پاس نہین ٹہرات

بات ہوا سچہم نہایت باریک مراد از نازک بودن گات جسم سانس نفس حاصل دوہا اوس نازنین نازک اندام کو ہوا کی برداشت کسطرح ہو جو سانس کی ہوا سے پاس نہین ٹہر سکتی ❖

روما دل برنن دوہا

آل اودر واسگہرین روما دل کی بہیکہہ

پرگہٹ دیکہی سانس کی آوا گون کی لیکہہ

آل صاف اودر شکم سگہر خوبصورت روماول موے نرم زم شکم

ناسکا بینی نٹ نٹ انکار کر دولت ہاتھہ ہلاتا ہی ہاتھہ حاصل
دوہا غارت گر لشکن نے بہ اتفاق حلقہ بینی کر کمند گلوگیر ہے اور اعتبار قیام
جانے مستحکم بینی کہ عالم بالا ہے تمام دنیا کو مارا ادہر وہرا تاہم تمنائے دلی
کے حاصل ہونے سے دست انکار ہلاتا ہے

پناری برنن دوہا

للت پناری کلت یوں مست ادہر ٹکمار
منو اہی بہاس بیدیو چینہہ ابگن ۔۔

للت خوشنما پناری غلاب بلاکل لیو چہت سب ہاتھہ ماشت
یہہ معلوم ہوتا ہے جنہیں انکہیں مژگان تیوری جتون جگت دوہا
یہہ غلاسی خوشنما ہے کہ جو پہ نظر آگے بڑہائے ہوے اور لشکر مژگاں ہے
ساتھہ لیے ہوئے تیور دکہاکر چاہتی ہے کہ تمام دنیا کو اپنے قبضہ میں کرے

کاجر برنن

رہی من ریت ربچترہ بہتیہ نین کی جیت
بکہہ کاجر بنج کہای کی جیتہ اورن کی لیت

ریت طور بچترہ گوناگون جیت ہوشیار ہو بکہہ زہر حاصل دوہا
اے دل چشم مطلوبہ کا طور عجیب ہے تو ہوشیار ہو یہہ آنکہین کاجل کا
زہر کہاکر دوسرون کی جان لیتی ہین ؀

دوہا کاجر کورین برنن

مذکورہ صدر کے دو ہلال ہین ؛

مہدی برنن دوہا

بارہ منگل راس کی شوبی سب مل آئی

ابھی بتھیرن دس نکھن مہدی بھی بنائی

بارہ منگل دوازدہ مریخ راس برج ابھی ہردو ہتھیرن کعادت دس نکھن وہ ناخن حاصل دوہا دسون ناخن اور دونون کف دست خضابستہ نہین ہین دوازدہ برج کے مریخ ملکر یکجا ہوگئے ہین مریخ جلاّ و فلک ہے اور رنگ اسکا سرخ لہذا نسبت سرخی حنا سے ہے ؛

سکمارتا برنن دوہا

لگت بات تاکو کہان جاکو سجہم گات

نیک سانس کی جھوک مین پاس نہین ٹھہرات

بات ہوا سجہم نہایت باریک مراد از نازک بودن گات جسم سانس نفس حاصل دوہا اوس نازنین نازک اندام کو ہوا کی برداشت کسطرح ہو جو سانس کی ہوا سے پاس نہین ٹھہر سکتی ؛

روماول برنن دوہا

امل اودر واسنگھ مین روماول کی بھیکھ

پرگھٹ دیکھی سانس کی آواگون کی ریکھ

امل صاف اودر شکم سنگھ خوبصورت روماول موے نرم زیر شکم

جہیکہ صورت پرگہت ظاہر سانس دم اواگون آمدرفت ریکہہ
نکیر حاصل دوہا اوس شکم صاف و خوبصورت پر موسے نرم نرم
نہین ہین نفس کی آمدرفت کا سلسلہ بظاہر معلوم ہوتا ہے یعنی دم کی آمدورفت
کی لکیر ہے ٭

دوہا پیٹہہ کی نال برنن

نَہین پَناری پیٹہہ تو دِیکہون دِیٹہہ سِجار
دَہسک گئی تہہ بہار تین پَنی کی سُکمار ٭

پناری نشیب درمیان پشت دیٹہہ نظر بہہ بہار بسیار بار بہتی چوٹی
سکمار نازک حاصل دوہا تیری پشت پر نشیب جو درمیان مین مثل
لکیر کے ہے وہ پناری نہین ہے نظر غور سے جو دیکہا تو معلوم ہوا کہ پشت
نازک تیری بار چوٹی سے دہسک گئی ہے ٭

کٹ برنن دوہا

سُنیت کٹ سُچہم نپٹ تکت نہ دیکہت نین
دِیہہ مدہ یون جانئی جیون رسنا مین بین

کٹ کمر سچہم نازک باریک نپٹ زیادہ تکت نظر کرنے سے دیہہ مدہ
درمیان جسم کے رسنا زبان بین گویائی حاصل دوہا سنتے ہین
کمر تیری نہایت نازک و باریک ہے کہ باوجود معائنہ نظر نہین آتی پس
جسم مین اوسکو ایسا سمجہنا چاہیے کہ جس طرح زبان مین گویائی ہے کہ ہے
اور نظر نہین آتی ٭

جنگہا برنن دوہا

سیس جٹا دہر مون گہہ کہڑی رہین ایکپای

اتی تپ کدلی تؤلہین نہ جنگہہ سبہای

سیس سر جٹا سوی سرمون خاموش گاہہ پکڑکر تپ ریاضت کدلی درخت موز جنگہہ ران حاصل دوہا درخت کیلے نے سرپر بال کہ برگ ہا سے مراد ہے رکہے اور خاموشی اختیار کی اور ایک پیر سے ایستادہ رہا باوجود اسقدر ریاضت ومحنت کے بہی تیری ران صفا کی برابری نہین کرسکتا ٭

پگ تل برنن دوہا

لکہہ پگ تل کی مرولتا کب برت سکچا بنہ

من نہین آوت جیبہ لون بت چہالی پرچا بنہ

لکہہ دیکہکر پگ تل کف پا مرولتا نزاکت جیبہ زبان جہا حاصل دوہا اسکے کف پا کی نزاکت اور نرمی کی تعریف مین شاعر خوف زدہ اس امر کے ہین کہ دل سے تا زبان ذکر لاتے ہین بوجہہ نازکی مبادا پرآبلہ نہو جاوین پس بار تعریف کے متحمل کسطرح ہوسکتے ہین ٭

نکہہ برنن دوہا

دوت واوت نکہن کی بہنی گون کب ایس

پائی پرت چت جاہ کو بہیو چند یہہ سیس

اُوت روشن دوت چمک نکھن جیع ناخن بھنی بیان کرے کر ابیس
ملک الشعرا حاصل دوہا روشنی طلوع ہلال ناخن با نایکا کی
صفت کوئی ملک الشعرا بھی بیان نہین کرسکتا کیونکہ پشت پا پر سر رکھنے سے
نایک کے خط ناخن سے ہلال پیشانی نایک پر نمود ہوا ؛

سرب انگ برنن دوہا

مکھ سس نرکھ چکورا ورتن پانپ لکھ مین

جگ پنکج دیکھت بھونر ہوت نین مم تین

مکھ چہرہ سس ماہتاب نرکھ دیکھ تن جسم پاتپ دریا مین
ماہی جگ قدم پنکج کنول حاصل دوہا ماہ چہرہ کو دیکھکر مثل چکور
اور دریائی جسم کو دیکھکر مثل ماہی اور نیلوفر سرخ پاے کو دیکھکر مثل بھنورے کی
آنکھین تین طرح پر ہوجاتی ہین ؛

ازرس پرپودہ پریت بہا دوہا

تو ہت تو تر نیہہ کو اپجیو ہر ہیہ آے

سرت سلل سینچت رہت سہل ہونکی جاے

تو تیری ہت محبت نو تر نیا درخت نیہ عشق ہیہ دل سرت یاد
سلل آب سہل بار آور جاے تمنا حاصل دوہا قول سکھی نایکہ
کا نایکا سے کہ تیری محبت مین نیا درخت عشق کا نایک کے دل مین جا اوسکو
وہ ہر دم آب یاد سے آبپاشی کرتا رہتا ہے بہ تمنا اسکے کہ بار آور ہوجاوے

سنکیا برنن دوہا

دَہرت نہ چوکی نگ جٹی یاتین اُرمین لائے

چھاہنہ پری پَرپُرکہہ کی جن تیہ دہرم بسائے

دہرت نہ رکھتی نہین ہے چوکی نگ جٹی دُہگہدہ بگی مرصع اُرسینہ چھاہنہ سایہ پیرپرکہہ مرد غیر جن مت تیہ دہرم عفت زبان لُنسا سے معدوم ہو حاصل دوہا تعویذ طلائی مرصع جواہر عورت پارسا سینہ پر اس وجہہ سے نہین پہنتی ہے کہ مبادا سایہ مرد غیر کا اس تعویذ پر پڑے اور میری عفت و پارسائی بوجہہ پڑنے سایہ مرد غیر کے جاتی رہی

النکرت جوبنا مگدہا دوہا

یُون بالا جُوبن جہلک اُرجن بین دَرسائے

جیُّون پرگٹ مَن کُو بچن تیہ نیترن بین آئے

بالا عورت جوبن عنفوان جوانی ارجن پستان پر گہٹ ظاہر ہوتی ہین تیہ عورت حاصل دوہا زن کم عمر دوشیزہ کی عنفوان جوانی کی چمک کا یون پستان پر نمود ہے کہ جسطرح منشا دلی طناز نگاہ عورت سے بخوبی ظاہر ہوجاتا ہے بقولیکہ مصرع سیمائے مردم آئینۂ حال باطن است

نوجوبنا مگدہا دوہا

جیُّون تیہ تہو بارھہت کلا جُوبن سَنرا دہکات

تیُّون سُستانس تم گہٹ جیب دُوت پہیلت جات

سنس ماہتاب سستا گھٹی نس رات تم تاریکی حاصل دوہا

جسطرح ہلال مین روز بروز ترقی نور ہوتی ہے اوسیطرح عورت بعنفوان جوانی مین روزانہ خوبی حسن پیدا کرنی ہے اور جسطرح ترقی نور ہلال مین سیاہی شب کم ہوتی جاتی ہے اوسیطرح ترقی حسن جوانی عورت مین آثار طفولیت زائل ہوتے جاتے ہین ؛

پہنہ یعنی ایضاً

اَلَستَ مِین تَو اُرج اُرنگسَت جہاکَ سُہاے

اُکس نِکس سَب تِین کی پَری جِین مین آے

الست ہین نکلتی ہین تو تیری اُرج پستان اُر سینہ اکس نکس مراد انتشار حاصل دو ہا تیرے سینہ پر پستان کا جلوہ نمود ہوتی ہی دیگر عورات انباع کے دلون مین دہڑکا پڑگیا کہ اب بنسبت ہمارے یہہ منظور نظر شوہر زیادہ تر ہوگی ؛

کیات جوبنا مگدہا دوہا

سَکھِن کَنتَ لَون تِیتِہ نَین کَچ تِک ہَس لَجاتِ

نَانُو کَنول کَلی جَیَ الِین ہُلَس رَہ جَاتِ

کنت شوہر کچ پستان الین بہنور ہلس خوش ہوکر حاصل دوہا جسطرح عورات اپنے شوہر کو دیکھکر شرمگین ہوجاتی ہین اوسیطرح یہہ زن نوعمر مجمع عورات مین اپنی پستان نوخیز کو دیکھکر تبسم کنان محجوب ہوجاتی ہے جیسا کہ زنبور سیاہ شگوفہ گل نیلوفر سرخ کو دیکھکر دلمین نہایت خوش ہوتا ہے چشم زن نوعمر مراد از زنبور سیاہ پستان زن نوعمر مراد از شگوفہ

گل نیلوفر سرخ ٭

آگیاب جوبنا دوہا

وا دن باندہی سانس مین ہوڑ سکہن سون لاگے

سو میری یہہ ٹہور ہوئی ہیین اسکی آسے

سانس دم ہو شرط ٹہور جگہہ ہیہ دل اسکی ہیی حاصل
دوہا یہہ نابالغ اپنی پستان کا ابہار دیکہکر اپنی مصاحبہ سے کہتی ہے کہ
جو بروز فلان مین نے سکہیون سے شرط باندہ دم کو روکا تہا وہ دم میرے
سینہ مین پہسکر آج اسجگہہ پر ابہرا ہے اسکو دیکہو ٭

بنوڈہا مگدہا دوہا

سکہن کہین لال آبہرن نیک نہ پہرت بام

من مین من سکچت ڈرت بہرم لال کی نام

لال سرخ ابہرن لباس زیور و پارچہ بام عورت بہرم بیس و پیش
حاصل دوہا یہہ نایکا نوجوان سکہیون کے کہنے سے لباس لال زیب بدن
کرنے مین انکار کرتی ہے وجہہ یہہ ہے کہ لال سرخ کو کہتے ہین اور لال شوہر
کو بہی کہتے ہین مبادا یہہ سب ظرافت سے اقبال پہننے لباس لال مین اقبال
سو اصلات شوہر قرار دین لہذا ڈرتی ہے اور پس و پیش کرتی ہے ٭

بشر بدہ بنودہا مگدہا دوہا

ہنست ہنست رت بات لہہ یون روئی کہہ تیہہ

دیکہ دیکہ جیون دامنی ناچین برسے مینہہ

رت بات کلام مباشرت دامنی برق حاصل دوہا ہنگام ہمبستری شوہر یہہ نایکا کم عمر یون ہنستی روتی غصہ کرتی ہے کہ گویا بجلی چمک کرتا جیتی ہو اور پانی برستا ہو خندہ مراد از برق و گریہ مراد از باران ؛

مینہہ یعنی ایضاً

رتیہ اگیان ارگیان مین پریم نہ دیت جنائے

جمن گنگ تہہ پائی کی رہی ہر سُتی بہائے

اگیان جہل گیان علم پریم محبت حاصل دوہا نایکا عمر کہ جسمین بلوغ دانائی اور نقصان نادانی ہنوز نہین ہوا لہذا بوجہ اختلاط ہر دو حالت حال اوسکی محبت کا نسبت شوہر کے معلوم نہین ہوتا جیسا کہ مابین دریا سے گنگ و جمن کے وجود سُرسُتی مفقود ہے ؛

مدہا کی سرت آنت دوہا

یون سجیت کو او ملا البلن انگ بنائے

ملی پہپ کی باس یون سانس نہ پائی جائے

البلن عورات انگ جسم ملی پہپ گل بالیدہ باس خوشبو حاصل دوہا قول نایکا کی مصاحبہ کا نایک سے کہ اے صاحب کوئی زنان نو عمر کے جسم کو ایسا ملتا ہے کہ جیسا تم نے ملا یعنی جیسی ملے ہوئے پہول مین خوشبو نہین رہتی ہے ایسا ہی اسکے بدن مین دم معلوم نہین ہوتا ؛

مدہیا دوہا

پیۓ تیۓ پلن کپاٹ کٹ نرکھہ لیہہ درگ کور

کہلت پریم کی جور تین مندت نیم کی جور

پلن مژگان وجفن کپاٹ کواڑ کٹ سخت نرکھہ لیہہ دیکھ لی درگ کور گوشۂ چشم پریم محبت نیم پابندی طریقہ جور زور حاصل دوہا قول سکھی کا نایکا سے کہ شوہر کے جفن در بند سخت ہین انکو گوشۂ چشم سے دیکھ یہ قوت محبت سے وا ہوتے ہین اور خودبینی سے بند ہوجاتی ہین ؂

پُنہہ دوہا

رمنی من باوت نہین لاج پریت کو انت

ڈہون اور اینچو پہرے جیؤن بچ تیہ کونت

رمنی عورت پریت محبت انت انتہا بچ دونون تیہ استری کنت شوہر حاصل دوہا عورت کا دل شرم ومحبت دونون کی انتہا نہین پاتا کہ آیا حیا مقدم کرون یا محبت لہذا دونون طرف کنچا ہوا پہرتا ہے جسطرح سے کہ دو عورتون کا شوہر

مدہیا منت کا ما دوہا

یون تیہ نہین لاج مین لست کام کی بہاۓ

ملو سلل مین نیہہ جیون اوپر ہین درساۓ

کام شہوت سلل آب نیہہ روغن حاصل دوہا نایکا کی آنکھون تیز میں ہنگام مستی غلبۂ شہوت ایسا نمود ہوتا ہے کہ جیسی دہنیت روغن بروے

آب ظاہر ہو جاتی ہے ؛

مدہیا کی پرت دوہا

کان پرت مرگ لون پرے مرچہ للن کی پران
کنٹہ بہنک تو پر جہنک دہن لیتی جب تان

کان پرت بمجرد استماع مرگ لون مثل آہو مرچہ غفلت للن شوہر پران جان کنٹہ بہنک آواز خوش گلو نو پر جہنک آواز زنگولہ دہن کمان دہن تال تان چڑہا کر تان راگ حاصل دوہا جب مطلوبہ آواز خوش گلو سے باتفاق تال زنگولہ تان یعنی راگ لیتی یعنی آغاز کرتی ہے اوسوقت سنتے ہی شوہر مطلوبہ کا مثل آہو کے غافل دخود فراموش ہوجاتا ہے اور مثال آہو سے یہہ مراد ہے کہ آہو عاشق راگ ہے دوسرے یہہ کہ آواز خوش گلو و تال آواز زنگولہ کا قوس جب نایکا تانتی ہے اوسوقت طالب مطلوبہ کا بمجرد سننے کے مثل آہو تیر خوردہ کے غافل و خود رفتہ ہو جاتا ہے ؛

مدہیا کی بیرت دوہا

رمت رمن بیریت یون لاج مدن مین چہاک
جیون رتہ آکت سارتہی دہون لیک گوتاک

رمت مباشرت کرتی ہے رمن عورت بیریت برعکس لاج حیا مدن شہوت چہاک چڑ سارتہی رتہہ بان دہون دونون لیک راہ چہیہ ارا بہ تاک دیکہکر حاصل دوہا ہنگام مباشرت

برعکس یعنی مرد نیچے اور عورت اوپر مطلوبہ شرم و شہوت دونوں مین مبتلا ہو کر دونوں امر ایسے ملحوظ رکھتی ہے کہ جسطرح اراہیچی ارابہ کے نشان راہ ہر دو جانب کو دیکھکر رتھہ ہانگتا ہے ❊

پروڑھا دوہا

جب بنتا برکھہ راس مین رب جوبن چمکائے

مدن بتن برت دیوس بڑہ لاج سیت گھٹ جائے

بنتا عورت برکھہ راس برج ثور رب آفتاب جوبن حسن وجوانی مدن شہوت بتن گرما برت دیوس روز بروز بڑہ زیادہ ہوتی ہے لاج حیا سیت سرما حاصل دوہا جب آفتاب برج ثور مین آتا ہے روز بروز گرمی زیادہ ہوتی ہے اور سردی جاتی ہے اسیطرح عورت جب حسن جوانی چمکاتی ہے گرمی شہوت برسر ترقی ہوتی ہے اور سردی حیا زائل ❊

پروڑھا کی سرائت دوہا

ڈھرک پری کہون اُرسی نکھچ سیس سُہائے

ترن چھپیو منو گر سکھر ڈیچ نکس دُر سائے

ڈھرک پری علیحدہ ہوگئی اُرسی چولی نکھہ ناخن کچ پستان سیس سر ترن آفتاب گر سکھر چوٹی پہاڑ دیچ مراد ہلال حاصل دوہا انجام مباشرت مین چولی پستان نایکا سے جدا ہوگی اور اوس نے ہاتھ سے پستان کو چھپایا شاعر اوسکی مثال بیان کرتا ہے کہ گویا آفتاب چھوٹے پہاڑ مین پوشیدہ ہوا اور ماہ نو طلوع ہو کر نظر آیا آفتاب مراد از پستان وچوٹی پہاڑ مراد از دست

وبلال مرادازناخن دست نایکا

مدہیادہیرادوہا

لکہت ہتی درگت کمل لیے چور بدن رب اور

اب ان انن چند ہت کر تو نین چکور

لکہت ہتی دیکہتی تہی درگ کمل لیے آنکہہ نیلوفری کرکے چور پوشیدہ بدن چہرہ رب آفتاب اور طرف آنن چہرہ ہت واسطے نین آنکہین چکور تیدر دحاصل دوہا قول نایکا کا نایک سے کہ اپنک مین اپنی آنکہہ کو مثل نیلوفر سرخ کہ جو ہمیشہ دن مین شگفتہ رہتا ہے اور رات کو غنچہ ہو جاتا ہے بناکر تمہارے چہرۂ خورشید مثال کو پوشیدہ از انظار حاسدان دیکہتی تہی اور اب اس تمہارے چہرہ ماہ تمثال کے دیکہنے کو مین آنکہہ کو چکور کہ جو عاشق ماہ ہے بناونگی خلاصہ یہہ کہ درپردہ شکایت غیر حاضری دن کی کرتی ہے ؞

مدہیادہیرادوہا

یہی بڈائی تم رکہی میری بہت ٹہرائے

ہاتہہ پرت ہو اور کی پاین پرت ہو آئے

یہی یہہ بڈائی بزرگی حاصل دوہا قول نایکا کا نایک سے از راہ طعن کہ آپ میرے تو پاون پڑتے ہو آکر مگر ہاتہہ اورون کے پڑتے ہو پس یہی بڑائی میرے واسطے آپ نے تجویز کی ہے ؞

مدہیادہیرادہیرادوہا

کت بتولیت نٹھر کی یہہ پونچہت گہہ ہاتہہ

ہوئی ڈہن انسوا گہن بوند لون جہری بات کی ساتہہ

کت کیون بتولیت نہین بولتی ہو نٹھر کی بیرحمی کرکے گہن بوند باران لون طرح حاصل دوہا۔ نایکا اپنے شوہر کا ہاتہہ پکڑکر یہہ کہتی ہے کہ بے رحمی سے مجہہ سے کیون نہین بولتے ہو اور سیل اشک کا اوسکی آنکہون سے مثل باران کے برستا ہے بات کرنے کے ساتہہ ٭

پیرورہا دہیرا

پاگ دہری پیری کہری پیہ مکہہ پیری نہار

پہول چہڑی کرمین دہری آنکہہ بہری جہجکار

پاگ دستار پیری کہری زرد جیسی پیہ مکہہ چہرہ شوہر پیری نہار نظر آتی جہجہکار غصہ ناک حاصل دوہا نایکا نے اپنے شوہر کو دستار جیسی زرد باندہے ہوئے دیکہہ چہڑی پہولون کی ہاتہہ مین لی چشم غصہ ناک کی مراد یہہ کہ نایکا کو دستار زرد جیسی ہر رنگ انباغ ناگوار معلوم ہوئی ٭

پیرورہا دہیرا ادہیرا

نین لال تک رس ڈری کچہو نہ بولی بال

بانہہ گہت ہی لال اُر ہنی تورِ اُرمال ٭

نین لال چشم سرخ تک دیکہکر بال عورت بانہہ دست گہت ہے پکڑتی ہے لال شوہر اُر سینہ ہنی ماری مال مالا حاصل دوہا

نایکا اپنے شوہر کی چشم غصہ ناک دیکھکر ڈری اور کچھہ نہ بولی الاجب شوہر نے ہاتھہ اوسکا پکڑا نایکا نے مالا اپنی گلی کی توڑ کر سینہ شوہر پر ماری ؀

جیشٹھا و کنیشٹھا یعنی بزرگ و خورد

کن سِکھئیر یہہ کھیل بِل دینھوں تمھین سکھائے
موٹھہ مارِ واکی درگن موکھہ ماندت دہائے

کس نے سکھئیر عجیب بل قربان مونٹھہ مشت گلال وغیرہ درگن آنکھین ماندت ملنی ہو دہای دوڑ کر حاصل دوہا دو عورت چھوٹی بڑی اپنے شوہر سے کہتی ہین کہ یہہ بازی عجیب تمکو کس نے سکھلائی ہے کہ ایک کی آنکھہ مین موٹھہ گلال وغیرہ کی مار کر دوسرے کو ملتی اور عاجز کرتی ہو ؀

پرو ڑہا دہیرا دوہا

ڈری گانٹھہ جو بال ہیئے لئے نہ کیھون ناتھہ
پرگٹ بال بدہ گانٹھہ لون بہئی گہت بن ہاتھہ

ڈری پڑی گانٹھہ گرہ بال عورت ہیہ دل لیی نہ دریافت ہوسے لیہون کسیطرح سے ناتھہ شوہر پرگت ظاہر بال ہوے بدہ درمیان لون طرح گہت پکڑتے ہوئے حاصل دوہا نایک کیطرف سے نایکا کے دلمین جو گرہ ملال پڑی تہی وہ نایک کو کسیطرح سے ظاہر نہوئی مگر جسوقت نایک نے ہاتھہ نایکا کا پکڑا اوسکی کم توجہی وغیرہ سے وہ گرہ ملال ظاہر ہوگئی جیسا گرہ موئے باریک کی کہ بادی النظر مین چاہے تمیز نہو سکے مگر بال کو ہاتھہ مین لینے سے ظاہر ہوجاتی ہے ؀

انوڑھا پرکیا

نین اچل چل سنج تو دوا وبدہ من رنج
نت پت لاگت کنج اتر ا پت پت لاگت کنج

نین آنکھیں اچل غیر متحرک چل متحرک سنج خوش وضع تو تیری دوا دو بدہ دونوں طرح من رنج تسکین دہ دل سنج پت شوہر خود اپ پت مرد غیر کنج گل نیلوفر سرخ کنج صعوہ حاصل دولہا اے نازنین تیری چشم خوش وضع متحرک وغیر متحرک دونو طرح سے تسکین بخش دل ہین کہ اپنے شوہر کو مثل گل نیلوفر سرخ کے غیر متحرک اور مرد غیر کو مثل صعوہ کے کہ جو ہر دم متحرک رہتا ہے متحرک معلوم ہوتی ہین ؛

انوڑھا پرکیا دولہا

روکھی ہو جن باس کون چھوڑی دیت بنائے
بنا چڑھین سر نیہ جو چڑھیو نیہ سر آئے

روکھی مراد خشک مزاجی ہو جن مت کر باس کون مثل خوشبو کے نیہہ محبت در روغن حاصل دولہا قول سکھی کا نایکا ناحشہ کم عمر سے کہ تو نیہہ سے خشک مزاجی مت کر دوری مثل خوشبو کے ظاہر ہو جاتی ہے کہ بلا چڑھے ہوئے تیل کے سر پہ کہ مراد شادی ہونے سے ہے تیرے سر پہ محبت خیر چڑھی ہے آکر ؛

سامانیا

مُکتَ مَال لَکھہِ دَہن کَہُو یَہ اَجگت ہے نا ہَنہ
گنگ تِہارِی اُرِ بَہی شِو مِیری اُر نا ہَنہ

مکت مال یعنی مروارید لکھہ دیکھ کے دہن یعنی آفرین صورت اجگت مثال ناموزون گنگ دریائے گنگ شو نام مہادیو اُر سینہ حاصل دوہا نایکا اپنے شوہر کو مالاے مروارید پہنے ہوئے دیکھکر ظریفانہ یہ کہتی ہے کہ جیسے آپکے سینہ پر یہ مالا مثل لہر دریاے گنگ کے خوشنما ہے ویسے ہی میرے سینہ پر بھی یہ پستان کہ جو بصورت شیو ہین زیبندہ ہین اور یہہ مثال جو مین نے بیان کی ناموزون نہین ہے کہ مہادیو اور گنگا کی مناسبت ظاہر ہے ٭

اتھیہ سنہوگ وکھتا دوہا

تیری پاس پرکاس پر نیہہ شباس بسائے
مُو کارن لائے نہین آپ لگائے

پرکاس پر ظاہر نیہہ شباس عطر خوشبودار بسائے خوشبو دیتا ہے حاصل دوہا نایکا اپنی مصاحب سے بحالت مستی یہ کہتی ہے کہ اے سکھی تیرے لباس مین ظاہر عطر خوشبودار کی نہایت خوشبو آتی ہے تو میرے واسطے کیون نہین لائی آپ ہی لگا آئی مراد میری مطلب کو کیون نہ لائی

پریم گربتا دوہا

پِیَہ مُورتِ میری سَدا اَکھین دِرگن بسائے
دُہت گورِی دیہہ یہہ مِت سونری ہُوئی جائے

پیہ شوہر سورت سورت سدا ہمیشہ درگن آنکھون بسائی جاگزین
ڈرپت ڈرتی ہے گوری دیہ صورت صبح مت مبادا سونری
میچ حاصل دوہا یہ نایکا اپنی محبت کا ہونا شوہر کے دل پر یقین کر کے
اپنی مصاحبہ سے کہتی ہے کہ شوہر میرا میری صورت کو ہمیشہ اپنی آنکھون مین
بسائے رکھتا ہے لہذا مین ڈرتی ہون کہ مبادا بوجہ سوادِ چشم شوہر رنگت
میرے جسم کی میلی ہو جاوے ؎

روپ گربتا دوہا

جُوبَن لہہ اَن رُوپ ٹھگ اَد بُھت گتِ پہین
آپ جگت کُو مار کے ہتیا مُو سِر دین

جوبن جوانی ان روپ ٹھگ مراد خوبصورتی ادبہت گت حالت عجیبہ
جگت دنیا ہتیا جرم حاصل دوہا یہ نایکا مغرور حسن اپنی مصاحبہ
سے کہتی ہے کہ اس جوانی نے غارتگر خوبصورتی کو اپنا رفیق پاکر کیا غضب کیا
کہ تمام دنیا کو مار کر جرم اوسکا میرے سر پر قایم کرایا ؎

مانِنی دوہا

ڈُھرت مانِنی درگن یون آنسُو بند بسال
منُو مانسر کنول تین جھرت مکت کی مال

ڈھرت ڈہلتا ہے مانِنی نایکا مُلول آنسو بند قطرات اشک بسال
خوشنما مانسر نام تالاب کہ جسمین مروارید پیدا ہوتے ہین - و نیز نام
سینہ کہ جسمین کنول دکا رہتا ہے کنول گل نیلوفر سرخ جھرت جھڑتی ہین

تمکت کی مال ہار ہاے مروارید حاصل دوہا بحالت ملال نایکا کی آنکھون
سے قطرات اشک مسلسل یون گرتے ہین کہ گویا تالاب ہانسر سے کہ جسمین مروارید
وکنول پیدا ہوتا ہے اور مراد سینہ و دل سے بہی ہے ہار مروارید برستے ہین

سوآدہین تپکا دوہا

نِرَکھہ نِرَکھہ پِرِت دِیوَس نِس تِیہ چکہہ پِتیہ مکھہ اُدر
کَمَل جان اِل ہُوت ہِین سَس آنَمان چکور

نرکھہ نرکھہ دیکھہ دیکھکر پیرت روزانہ دیوس نس دن رات تیہ چکھہ آنکھین ہوت ہیہ مکھہ چہرۂ شوہرا ور طرف ال بہنورا سس ماہتاب آنمان تصور کرکے چکور تدرو حاصل دوہا یہ نایکا خالی از خلل بیگانہ شب و روز چہرۂ شوہر کو باطمینان تمام دیکھا کرتی ہے دن مین تو چہرۂ شوہر کو کنول سمجھکر آنکھین اوسکی زنبور سیاہ کہ جو عاشق گل ہے ہوتی ہین اور رات کو ماہ کامل سمجھکر وہی آنکھین چکور کہ جو عاشق ماہ ہے ہوجاتی ہین

انکنتھا دوہا

سَکھِی کہا جِیہ سَاج کی آج نَہ آئی نانہہ
گَرَہ بُھولی کَگ لُون پِہری ہُوسَن جُبن تا نہہ

ساج آرایش کہاگ پرند حاصل دوہا قول نایکا محزون کا اپنی مصاحبہ سے کہ اے سکھی مین آرایش اپنی کیا کرون آج میرا شوہر نہین آیا افسوس کہ مثل طایر آشیان گم کردہ کے پہرتے ہونگے میرا دل اونہین مین ہے

کھنڈتا دوہا

پیہ تن مکھ لکھ یون ڈری تیہ چکھ آنسو آئے

منون مد ہکر مکرند کون اگل کی بہر کھائے

پیہ شوہر تن طرف مکھہ چہرہ ڈری پوشیدہ ہوے چکھہ آنکھہ مدہکر بہونرا مکرند عصارۂ گل حاصل دوہا یہہ نایکا چشم پر از اشک ہوئی کہ چہرہ شوہر پر نظر پڑی بجز دمساینہ چہرۂ شوہر وہ اشک یون غایب ہوگئے کہ گویا زنبور سیاہ عصارۂ گل کو اگل کر بہر کھا گیا۔

پرلبدہا دوہا

لکھ سنکیت سونون رہی یون تیہ نار نوائے

منون بنی شیو کی کری سبل کام کون پائے

سنکیت مقام مواصلت سونو خالی نار گردن نواسے جھکاے بلنی مناجات شیو نام مہادیو کہ جنہون نے شہوت کو جلا دیا سبل کام غلبۂ شہوت حاصل دوہا یہہ نایکا جب حسب اقرار مقام موعود پر گئی اور اوس جگہہ کو خالی از مطلوب خود دیکھا تب گردن جھکا کر رہ گئی گویا مہادیو کو مناجات کر رہی ہے کہ تم نے کام یعنی شہوت کو جلا دیا ہے میری بھی شہوت جلا دو۔

کلنتہرتا دوہا

آلی مان آو کی دسی جمار یو ہر کر نیہہ

تیئو کروده لبن نان جھوٹ اب جھوٹ ہی دیہہ

الی سکھی مان ملال وغصہ آہ سانپ ڈسی گزیدہ نیہہ محبت کردہ غصہ حاصل دوہا قول سکھی کا سکھی سے کہ اس نایکا کو مار ملال نے کاٹا ہے اسکے طالب نے اسکو محبت کرکے جھاڑا مگر اسکا زہر ملال بوجہ غصہ دور نہین ہوا اب اوسی حالت مین اسکی جان اسکے جسم سے دور ہوا چاہتی ہے

باسک سجیا دوہا

رتیہ سکھ سیج بچھائے یون رہی باٹ پیّہ ہیر

کھیت بنائے کسان جیون رہت مینہہ اوسیر

تیہ عورت سکھہ سیج بستر تکلف باٹ راہ کسان کاشتکار مینہہ باران اوسیر انتظار حاصل دوہا نایکا بستر مکلف بچھا کر اپنے شوہر کا اسطرح انتظار کرتی رہی کہ جیسے کاشتکار کشت کو مرتب کرکے پانی برسنے کا منتظر رہتا ہے

ابہار کا دوہا

ایسی کامن لاج مین پیّہ پین اٹکت جائے

جیسین سلتا کو سلل یون ساہین پائے

کامن زن نازنین پیہ شوہر پین نزدیک اٹکت جائے آہستہ آہستہ جاتی ہے جیسے جسطرح سلتا ندی سلل آب یون ہوا ساہین مقابل حاصل دوہا زن خوبصورت و نازنین بسبب شرم وحیا اپنے شوہر کے پاس رکتی ہوئی آہستہ آہستہ جاتی ہے جیسے آب دریا ہوا کو مقابل پاکر آہستہ آہستہ بہتا ہے ؁

یعنی ایضاً

انگ چھپاوت سرب سون چلی جات یون نار
کھولت بیچ چھٹا چتی ڈہانپت گھٹا نہار

انگ جسم چھپاوت پوشیدہ کرتی ہوئی سرب سون سب سے بیچ چھٹا برق چتی دیکھ ڈہانپت چھپاتی ہے گھٹا ابر سیاہ نہار دیکھکر

حاصل دوہا یہہ نایکا برق تمثال شب تاریک مین لباس سیاہ پہنکر سب سے اپنے جسم کو یون چھپاتی ہوئی مطلوب کے پاس جاتی ہے کہ برق خیال دیکھکر چہرہ کو کھول دیتی ہے کہ ہمرنگ برق ہے اور گھٹا کو دیکھکر چہرہ پوشیدہ کرلیتی ہے کہ لباس سیاہ ہمرنگ گھٹا ہے ۞

پروکہت پتکا دوہا

نس جگان پراتہ چہت پران مجوری تال
انگ نگر مین برہ یہہ بھیو نیو کتوال ۞

نس جگان رات جگاکر پراتہ صبح کو پران جان مجوری مزدوری حال جلد انگ نگر دیار جسم برہ ہجر حاصل دوہا اس دیار جسم مین ہجر نئی طرح کا کتوال ہوا ہے کہ رات بھر جگانے کی مزدوری مین صبح کو بعجلت جان طلب کرتا ہے ۞

لکہت پتکا دوہا

پہلین باکہ نہ آیہو جو آساڑہ کی مانس
پرتمہ جہر جیت باس یون تکتی بہو سانس

پہلین پاکہ حصہ اول یعنی نصف ماہ پر تہمہ جہڑ بار اول چہت باس
مراد مردہ سانس دم حاصل دوہا نایکا اپنے شوہر کو لکہتی ہے
کہ اگر نصف ماہ اساڑہ تک تم نہ آؤ گے تو اول ہی بارش مین مجھکو مردہ پاؤ گے

کہت پتکا دوہا

پیہ کی چلت بدیس کچھو کہہ نہ سکے کٹھور
چرن انگوٹھا تین ہی داب بچھو را چھور

بچھو رابچیا بچہورا دوپٹہ چہور گوشہ حاصل دوہا یہ نایکا با حیا
ہنگام روانگی شوہر خود بسفر کچھ کہہ نہ سکی مگر انگوٹھے پیر سے گوشہ دوپٹہ
شوہر کا داب کر رہ گئی ٭

کردی یہ جو چیکنن ہرنت لائے سنیہہ
برہ اگن جو جہنک مین ہون چیت اب کیہہ

چیکنی آراستہ وصاف و روغن کردہ سنیہہ محبت و روغن برہ اگن
آتش مہاجرت جہنک ایک ساعت کیہہ خاکستر حاصل دوہا قول
نایکا کا سکھی سے کہ جس جسم کو روغن محبت طالب نے چکنا و آراستہ کیا تہا
وہ اب بہ آتش مہاجرت ایک ساعت مین خاکستر ہوا جاتا ہے ٭

اگم کہت پتکا دوہا

ہر آون سن تیتک کہہ اگمن ہر کہہ سنیہہ
نکہ سی سکہہ لون بال کی ہہی چیکنن دیہہ

پتھک مسافر و قاصد سے نیہہ محبت نکھہ سے سکھہ لون سر اپا
بال عورت چکنی آراستہ و تازہ حاصل دوہا اپنے طالب کا آنا زبان
قاصد سنکر مطلوبہ کا جسم سر سے پا تک تازہ و آراستہ ہوگیا فرط خوشی و
محبت سے ؛

اکھٹ پت کا دوہا

آوت لِہہ گھنشیام کی آن دیس تین بات
بِچیلا ہوئے چمکن لگیو سنین ہی کو گات

آن دیس ملک غیر چپیلا برق نیہن محبت سے ہی دل گات جسم
حاصل دوہا اس نایکا نے خبر مراجعت اپنے شوہر کی ملک غیر سے سنی بمجرد
سننے کے محبت دل سے تمام جسم اسکا مثل برق چمکنے لگا ؛

اگت پت کا دوہا

سکھی بیچھرن سسر کی ہوئی لہلہی ترنت
بیل روپ پر پہلت بہی لہہ بسنت سو کنت

سسر موسم اگہن پوس لہلہی سبز ترنت فوراً پر پہلت تر و تازہ
بسنت فصل بہار کنت شوہر حاصل دوہا قول سکھی کا سکھی سے
کہ دیکھہ یہہ نایکا بحالت سرمائے ہجر کیسی افسردہ تہی اور اب شوہر کو مثل فصل
بہار پاکر کیا بیل سبز کیطرح تر و تازہ ہوئی ہے ؛

اُتما دوہا

کیھون اوگن انگ کو کھین نہ ہت کی چور
پیہ مینک مکھہ کی بہی روپنی نین چکور
ہت محبت پیہ شوہر مینک ماہتاب روپنی عورت حاصل دوہا
یہہ نایکا فرط محبت سے اپنے شوہر کے عیوب ظاہر و باطن پر نظر نہین کرتی
ہر وقت اوسکے چہرہ ماہ کو اپنی چشم چکور سے دیکہا کرتی ہے ٭

مدہما دوہا

پیہ سنکھہ رہت بمکھہ بمکھہ ہوتی جات
تیہ درپن پرت بنب لون تیری گت درسات
سنکھہ بمقابلہ و مہربان بمکھہ غیبت و نامہربان درپن آئینہ پرت بنب
عکس آئینہ گت حالت درسات معلوم ہوتی ہے حاصل دوہا یہہ نایکا
بحالت حضوری شوہر فرمان بردار رہتی ہے اور غیبت شوہر مین نافرمان
مثل عکس آئینہ کے کہ مقابل کے مقابل رہتا ہے اور غیبت مین غایب ٭

ادہما دوہا

جیون جیون آدر سون للن پانپ دیت بنائے
تیون تیون بہامن مین لون کہن کہن اینٹہت جائے
آدر خاطرداری پانپ دریا بہامن عورت مین ماہی لون طرح
کہن کہن ساعت بساعت حاصل دوہا خاوند عورت کیواسطے جس طرح
کہ دریاے محبت و خاطرداری آراستہ کرتا ہے اوسی اوسی طرح یہہ نایکا

بر روش شل ہاہی کے ایشتی جاتی ہے ؛

پیت نایک دوہا

جب تین لالن رون کو گون لی آے سنگ

تب تین شیو لون اپنے کر را کھی ار دہنگ

لالن شوہر رونی عورت گون مکلاوہ ار دہنگ ونصف جسم حاصل دوہا جب سے یہہ مرد اسکی عورت کو اپنے گہر مکلاوہ کرکے لایا اوس روز سے مثل مہادیو کے عورت کو اپنا نصف جسم قرار دیکر پاس کہتا ہے ؛

انکول نایک دوہا

نی بسن جب ہون سجون تب پیہ بہرم لجا نہہ

بن پرکہے دہن سجن کی ہیر سکت ہین نا نہہ

نی بسن پارچہ نوطیار بہرم شک دہن آواز ہیر سکت دیکہتی حاصل دوہا قول نایکا کا سکہی سے کہ جب مین پوشاک نئی پہنتی ہون تب شوہر میرا شک لاکر عورت غیر سمجھکر شرماتا ہے اور جب تک میری آواز نہ سُنے پہچان نہین سکتا ہے ؛

دچھن نایک دوہا

دچھن ساگر دہن کی سم برتت ہین پریت

وہ ندین یہہ تین شون لت اکہی ریت

دچھن دچھن نایک ساگر دریاے شور دہن دونون کی سم برابر برتتا ہین

بیان کرتی ہین پریت محبت ندین ندی ہا تین عورات حاصل دوہا دریا سے شور اور اس دہین نایک یعنی مرد عیاش کا ایک ہی طریقہ ہے کہ جیسا دریا مین جو ندی آوے مل جاتی ہے ایسا ہی اس نایک کے پاس جو عورت آوے اوس سے ملتا ہے ٭

سٹھہ نایک دوہا

ہیر ہیر تکہہ پہیر کت تانت بہو ہنہ ندان

بانن بدہ کا ہون نہین راکہی چڑہی کمان

ہیر ہیر دیکہہ دیکہہ ندان نادان بانن بدہ تیر سے مارکر حاصل دوہا قول نایک کا نایکا سے کہ مجھکو دیکہہ دیکہہ منہہ پہیر پہیر کر بہو ہنہ کو کیون تانتی ہے تیر ون سے مارکر یعنی تسکار مار کر کمان کو کوئی چڑہا ہوا نہین رکہتا ہے ٭

دہرشٹ نایک دوہا

کالہ گیو بہے آپہین ہو سر سوہین کہائے

آج سیس جاوک لیین پہر لوٹت ہی پاے

سوہین قسم سیس سر جاوک رنگ مہاور حاصل دوہا نایکا اس نایک بے حیا سے کہتی ہے کہ کل تو میرے سر کی قسم کہا گیا ہے کہ دوسری نایکا سے تعلق نہ رکھونگا اور آج پہر نشان مہاور پاے دوسری عورت کا سر پر لگا کر میرے پیرون پر لوٹتا ہے ٭

اوپیت نایک دوہا

آئے وہ پانپ بہری منین آج انہان

نہہ بُو ڈن نکسن لکھین نکست بُوڈب بران

پانپ بھری پُر از آب و تاب رمنین عورت حاصل دوہا

تول نایکا کا سکھی سے کہ یہ نایکا بہ آب و تاب غسل کرنے کو آئی کہ جسکے غوطہ لگانے اور سر باہر نکالنے سے میری جان ڈوبتی اوچھلتی ہے ✤

بیساک نایک دوہا

لال ادہر ہیرا ردن جنہہ سُیرن تن ساتھہ

دیجیے کنہہ دہن لیئے جو کیجے تہہ دہن ہاتھہ

لال ادہر یاقوت لب ہیرا ردن الماس دندان سیرن تن جسم طلائی حاصل دوہا تول نایکا کا نایک سے کہ تمہارے لب یاقوت دندان الماس جسم طلائی اس مال سے مجھکو کون چیز دوگے جو دوا وسی کی طرف اپنا ہاتھہ بڑہاؤن ✤

روپ ماتی مانک دوہا

بار بار ہیرت کہا درپن مین چت لائے

نیک لکھو نج بدن شون رادہی بدن لگائے

ہیرت دیکھتی درپن آئینہ بدن چہرہ حاصل دوہا

تول سکھی کا نایکا سے کہ تم بار بار غور سے آئینہ کیا دیکھتی ہو ذرا اپنے چہرہ کو چہرۂ مطلوبہ سے ملاکر تو دیکھو ✤

پروکهت نایک دوہا

اگنِ روپ بَنِ رَ ری برہ کت جارت ہی موہ

تیہ تن پانپ پائے کی بورِ مار ہون توہ ٭

اگن روپ شعلہ آتش بن نبکر ری برہ اے ہجر کت کیون جارت جلاتا ہے موہ مجھکو تیہ عورت تن پانپ دریائی جسم بور مار ہون غرق کرکے مارون گا حاصل دوہا نایک کا قول کہ اے ہجر تو شعلہ آتش نبکر مجھکو کیون جلاتا ہے یاد رکھہ کہ دریائی جسم عورت کا پاکر تجھکو غرق کرکے مار ڈالون گا ٭

سرون درشن دوہا

جب تین موہ سُنائی تون کہے کا نہہ کی بات

تب تین درگ مرگ تون چلی کان ہین تون جات

درگ آنکھہ مرگ آہو کانن جنگل و گوش حاصل دوہا قول نایکا کا سکھی سے کہ جسوقت سے تونے میرے مطلوب کا پیام مجھے سُنایا ہے اوسوقت سے میری آنکھین مثل آہو کے کانن[۱] کیطرف رجوع ہین یا ین تمنا کہ گوش مراد دلی اپنے حاصل کرچکے اور ہم محروم ہین ٭

سپن درشن دوہا

جاگت جور جو پائے دَوڑ لاگے ساتہہ

سُپنین کو چیت جور کب آوے اپنین ہاتہہ

[۱] یعنی گوش و جنگل ۱۲

چت چور دل کا چورانیوالا حاصل دوہا قول نایکا کا سکھی سے کہ بیداری مین جو چور آوے دوڑکر اوسکے ساتھ جا سکتے ہین مگر خواب مین جو دلکا چورانے والا آوے اوسکو کیونکر پکڑے ❊

چتر درشن دوہا

چتر ہ چیتوت چتر یون رہے ایک ٹک جوئے

متر بلوکت راوری کہو کون گت ہوئے

چتر ہ تصویر کو چیتوت دیکھتی چتر عقیلہ یون اسطرح ایک ٹک ٹکٹکی سے جوئی دیکھہ متر دوست بلوکت دیکھتی راوری آپ کی حاصل دوہا قول سکھی کا نایکا سے کہ اے عقیلہ تو تصویر دوست کے دیکھنے مین ہمہ تن مصروف ہوکر خود فراموش ہو رہی ہے پس جب دوست کو دیکھے گی اوسوقت کیا تیری حالت ہوگی

سونکھہ درشن دوہا

جیون ییہ درگ آل بہنوت تیہ بدن کمل کی اور

تیون ییہ تیکہہ سس کی بہی تیہ کی نین چکور ❊

درگ آنکھہ ال زنبور سیاہ بہنوت بلاگردان بدن چہرہ سس ماہتاب حاصل دوہا جسطرح گل چہرہ مطلوبہ پر چشم طالب مانند زنبور سیاہ کے بلاگردان ہوتی ہین اوسیطرح طالب کے ماہ چہرہ کو چشم مطلوبہ مثل چکور بہ محبت تمام دیکھتی ہین ❊

دوتی برین دوہا

کر اوس نایکا کی حالت ناگفتہ بہ ہے یعنی پپیہا جو رات کو پیو کہاں بولتا ہے جسوقت لفظ پیو کا سنتی ہے زندہ ہوجاتی ہے اور لفظ کہاں کے سنتے ہی مرجاتی ہے۔

بسنت رت برنن

کہوں لیاوت بکست کسم کہوں ڈولاوت بائے

کہوں بچھاوت چاندنی مدہ رت داسی آئے

لیاوت لاتی ہے بکست شگفتہ کسم گلہا ڈولاوت بائے کرتی ہے ہوائے مرغوب مدہ رت فصل بہار داسی خادمہ حاصل دوہا گاہ ہوائے مرغوب اور گاہ گلہائے شگفتہ کو لاتی ہے اور گاہ فرش چاندنی آراستہ کرتی ہے یہہ خادمہ فصل بہار وارد ہوکر

تریدہ بات برنن دوہا

سر در مانہہ انہائے اڑ باگ باگ برمائے

مند مند آوت پون راج ہنس کی بہائے

سر ور تالاب مانہہ مین انہای غسل کرکے اڑ اور باگ باگ باغ باغ برمائے استراحت کرکے مند مند آہستہ آہستہ پون ہوا راج ہنس نام جانور پر ندکہ خرامش بس پسندیدہ مثل اوست حاصل دوہا تالاب مین غسل کرکے بسبب سیر اور باغون مین سیر و استراحت کرکے بس معطر آہستہ آہستہ ہوائے سہ گانہ مثل راج ہنس کے خوش خرام چلی آتی ہے ؛

باگ برنن

کلپ برچھہ تین سرس تو باگ درن کو جان
ساگر نکسو لکھن کو جل جنترن مس آن

کلپ برچھہ درخت طوبےٰ سرس زیادہ باگ درمن درختان باغ ساگر دریا جل جنتر نل آب وفوارہ مس حیلہ حاصل دوہا درخت طوبےٰ سے درختان تیرے باغ کو بہتر تصور کرکے دریا بہ تمنا رمشاہدہ ازاں فوارہ نکلا ہے

گریکھم رت برنن دوہا

ڈہوپ چٹک کر چیٹک آر پہانسی پون چلاۓ
مارت دوپہر بیچ تیہ یہہ گریکھم ٹہگ آۓ

دہوپ چٹک دہوپ تیز کرکے چیٹک شعبدہ پہانسی کمند پون ہوا چلاسی چلاتی ہے تیہ عورت یہہ گریکھم یہہ گرما ٹہگ غارتگر حاصل دوہا دہوپ تیز کا شعبدہ کرکے اور ہواۓ گرم کی پہانسی چلاکر یہہ عورت گرما کہ جو غارتگر ہے بین وقت دوپہر مین مارتی ہے ؞

پنہ یعنی ایضاً

چھٹت نہ نل نل نیر جل دل سیج چہت لی آۓ
نرکھہ ندا گہہ انیت کون چلیو بہان بین دہاۓ

چھٹت نہ چھوٹتا نہیں ہے لی لیکر نل نیر فوارہ جل آب دل سیج فوج آراستہ کرکے چہت لی اسی زمین سے نکلکر نرکھہ دیکھ ندا گہہ جیٹھ گرما

انیت ظلم و تعدی بھان آفتاب حاصل دوہا فوارہ سے پانی نہین نکلتا ہے بلکہ بمعائنہ ظلم و تعدی موسم گرما ماہ جیٹھہ لشکر آب زمین سے براہ فوارہ عبور کر کے آفتاب پر یورش کرتا ہے کہ ظلم و تعدی گرما کو دور کرے ۞

جل کیل دوہا

ہر جیشٹ یون تین کر لہہ جل کیل انند

منون کمل چہون اور تین نکتن جھور چند

ہر کنہیا جی تین عورات جل کیل آب بازی آنند خوش جھورت ڈالتا ہے حاصل دوہا کنہیا اسطرح سے عورات کو دریا مین ہنگام آب بازی چھینٹے دیتے ہین کہ گویا کملون پر ہر چہار طرف سے ماہتاب بارش مروارید کرتا ہو کملھاے کنول مراد از چہرہ عورات و ماہتاب مراد از چہرہ کنہیا و مروارید مراد از قطرات آب ۞

پاوس رت برنن دوہا

پاوس مین سرلوک تین جگت ادہک سکھہ جان

اندو بدہو جامین سدا چہت بہرت ہین آن

پاوس موسم برسات سرلوک عالم بالا جگت دنیا ادہک زیادہ سکھہ جان آسایش سمجھہ اندبدہو عروسک سدا ہمیشہ چہت زمین بہرت خرامان حاصل دوہا قول شاعر کہ اس موسم برسات مین عالم بالا سے زیادہ عیش و آرام اس دنیا مین ہے تصدیق اوسکی یہ ہے کہ ہمیشہ اس موسم مین عروسک عالم بالا سے دنیا مین آکر عیش و آرام کرتی ہین قاعدہ

عروسک موسم برشکال مین ہمراہ آب آسمان سے برستے ہین ؂

چھند یعنی ایضاً

جھول جھول تیہ شکمت ہین گنگن چڑہی کی ریت

آج کالہ مین آئی ہین سُرناریں کو جیت

تیہ عورت شکمت خوش گنگن آسمان ریت طریق سرناری عورات عالم بالا جیت شرمندہ کرکے حاصل دوہا موسم برسات مین عورات نہایت ذوق و خوشی خاطر سے ہنڈولا جھولتی ہین اور خوشی خاطر کیون نہ حاصل ہو کہ مرتبہ بلند ہونیکا طریق ہی یہہ ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ عورات اپنے حسن و خوبی سے عورات عالم بالا کو آجکل خجل کرکے خوش و خورم زمین پر آئی ہین ؂

سرورت برنن دوہا

چند بدن جھمکا ئے ارکھنجن درگ بھڑکائے

سکل دہرا کو چھلت ہے سروا ایسرا آئے

چند بدن ماہ چہرہ کھنجن درگ صعوہ چشم سکل سب دہرا زمین چھلت فریفتہ کرتی سر و فصل کا نام یعنی آغاز موسم سرما ایسرا پری حاصل دوہا یہہ سرد پری کہ آغاز موسم سرما سے مراد ہے ماہ چہرہ کو روشن کرکے اور صعوہ چشم کو بھڑکا کر تمام مخلوق کو خود رفتہ و فریفتہ خود کرتی ہے اس موسم مین ماہ نہایت صاف و روشن ہوتا ہے اور صعوہ بھی اسی موسم مین بعد بارش اپنے آشیانہ سے نکل کر آبادی مین آتا ہے ؂

ہیمنت رت برنن

ہیم سیت کی ڈرن تین سکت نہ اوپر جائے

رہیو اگن کو پائے کی دھوم بھوم مین چھائے

ہیم برف سیت سرما دہوم دخان بھوم زمین حاصل دوہا کثرت برف باری اور سرما سے دخان آسمان کو نہین جا سکتا آگ کو پاکر زمین پر چھایا رہتا ہے +

سسرت برنن دوہا

پرگٹ کہت یا سسر مین روکھ روکھ کی پات

بچھرن کو جیت ہون دہرین سوکھ جات ہی گات

پرگت ظاہر سسر نام فصل روکھ روکھ ہر درخت پات برگ بچھرن مہاجرت گات جسم حاصل دوہا اس موسم مین درختون کا ہر برگ علانیہ یہہ کہتا ہے کہ جو وقت ہمکو جدا ہونے کا درخت سے خیال گذرتا ہے تمام جسم خشک ہو جاتا ہے +

لیلا ہاو دوہا

سیام بیکھ سج کی گئی رادھی درپن دھام

ہولو بیکھ چکت بہی جت دیکھی تت سیام

سیام نام کنہیا رادھی نام معشوقہ کنہیا درپن دھام آئینہ خانہ بیکھ صورت چکت متعجب حاصل دوہا رادھے کنہیا کی صورت

بناکر آئینہ خانہ مین گئین وہان اپنی شکل بدلنا بہول گئین جسطرف نظر کی اوسی طرف کنہیا نظر آئے سخت متعجب ہوئین ۞

بلاس ہاؤ دوہا

درگن جور اٹہلائے ارُ بہوہن کر بلسائے

کامن پیہ ہیہ گود مین موُد بہرت سی جائے

درگن جور آنکہہ ملاکر اٹہلای نازوکرشمے بلسائے جنبش سے گامن عورت مود خوشی حاصل دوہا آنکہہ ملاکر نازوکرشمہ سے بہ جنبش ابرو ودست نایکا نایک کی آغوش دلکو انبار خوشی سے پُر کر رہی ہے ۞

للت ہاودوہا

سکل بہوکھن کون جدپ تو جیب رہی سنگار

بلی کنہہ ہو وانہ بہارئی پیہ پین جہی نار

سکل سب بہوکھن زیور بہار بار حاصل دوہا تیرے خوبی حسن اگرچہ تمام زیورکو رونق دے رہی ہے یعنی تیرا تمام جسم زیور سے آراستہ ہے مگر اسقدر بار اوٹہاکر مطلوب کے پاس جانے کی تو متحمل کب ہوسکتی ہے ۞

بچہیت ہاودوہا

سیام لال ان تلک تو یہ رنگ کنہون مال

سو تن کو رنگ سیام دی رنگیو سیام کو لال

سیام سیاہ لال سرخ تلک قشقہ بہہ رنگ یہہ طور بال عورت
سوتن زنان انبالغ سیام نام طالب حاصل دوہا قول
سکہی کا نایکا سے کہ تونے جو بحالت بیخودی قشقہ سرخ و سیاہ پیشانی پر لگائے
ہین ادنہون نے یہہ خوبی پیدا کی کہ زنان انبالغ کو بمقابلہ خوبی خود سیاہ
فام اور طالب کو سرخ کردیا بقول لیکہ دے ہے بگڑی ادا لالکہہ بادشہ کے برابر

بیوگ ہاودوہا

بات ہوئی سو دور تین دیجی سو نہہ سنائے
کاری ہاتہن جن گہو لال چوٗنری آئے

نایکا بحالت ملال کمال اپنے طالب سے کہ جو سیاہ فام ہے کہتی ہے کہ جو
بات تمکو کہنا ہو دور سے کہدو اپنے دست سیاہ میری چونری سرخ
مین مت لگاؤ ؑ

کلکنجت ہاو

ستو سیر کی سس مین سو اتک تنج چپا نہہ بہر آئے
ڈری جہکی روی بہر سو ہسی آپ کو پائے

سو مہادیو سس ماہتاب سوا پاربتی تک تنج چپا نہہ
دیکہہ اپنا سایہ بہراسے متحیر ہوئین ڈری ڈرگئی جہکی غصہ کیا روی
گریہ کیا بہر پہر حاصل دوہا پیشانی مہادیو پر جو ہلال ہے اوسین
پاربتی اونکی زوجہ نے اپنے عکس کو دیکہکر شک کیا کہ کوئی دوسری عورت
ہے لہذا ڈرین اور غصہ ناک ہوئین اور روئین اور پہر سمجہین کہ کوئی عورت

غیر نہین ہے میرا سایہ ہے اسواسطے ہنستی ہون +

بہتر م ہا دو ہا

بیندی اُرن کیول دی لال دیٹھونان بہال

ایہہ بدہ کنہہ من ہرن بہہ چلی نویلی بال

بندی ارن ٹکی سرخ کیول رخسار دیٹھونان نشان سیاہ کاجل کا جو واسطے دفع نظر بد پیشانی پر بناتی ہین بہال پیشانی نویلی نوعمر بال عورت حاصل دوہا بندی سرخ بعوض پیشانی رخسار پر لگائے اور دیٹھونان سیاہ کے عوض مین سرخ بنا سے ہوئے اسطرح سے یہہ نایکا نوعمر بحالت خود رفتگی کے فریفتہ کرنے کو جاتی ہے +

بو دہک ہا دو ہا

مانگ بیچ دہر آنگری ڈہانپ نیل پٹ بہال

اروہ نسا سس چہپت یہہ سین بتای بال

نیل پٹ پارچہ لاجوردی بہال پیشانی اروہ نسا نصف شب سس ماہتاب سین اشارہ بال عورت حاصل دوہا اس نایکا نے طالب کیطرف دیکہہ درمیان مانگ کے آنگلی رکھی اور دوپٹہ لاجوردی سے اپنی پیشانی کو چہپایا یعنی باشارہ وعدہ مواصلت نصف شب وقت غروب ماہ کا کیا مانگ پر آنگلی رکہنا مراد نصف شب سے ہے اور پیشانی چہپانے سے مراد غروب ماہتاب سے ہے +

مدہ ہا دو ہا

روپ گرب جوبن گرب مدن گرب کی جور

بال درگن مین مدبھرین آوت چلین ہلور

روپ گرب غرور حسن جوبن گرب غرور جوانی مدگرب غرور شہوت جور طاقت بال عورت درگن آنکھونمین مدبھرین نشہ وغرور بھری ہوئی ہلور موج حاصل دوہا غرور حسن وغرور جوانی و قوت شہوانی کے زور سے اس نایکا کی آنکھونمین نشہ کی ہلور چلی آتی ہے ؛

ستوبھاو داہرن

ایک سکھین کرلی چہرین بنت چکورن دہائے

(بنتی کرتی ہے)

ایک بھنور کی بھیر کون مارت چنور ڈُلائے

اس نایکا ماہ چہرہ کنول چشم کے گرد ہجوم چکور وزنبور سیاہ کا دیکھکر ایک مصاحبہ چھڑی سے چکورون کو اور دوسری چنور سے بھنورونکو مار مارکر بھگاتی ہے مراد زیادہ خوبصورتی نایکا سے ہے کہ جسکے چہرہ کو چکورون نے ماہ کامل اور جسکی آنکھ و بوے خوش کو بھنورون نے کنول بہ یقین سمجھا ؛

کانت اوداہرن

مکر بملتا لہہ کہی کنول مردلتا باس

تو تو آنن کی ملن کی سبرن رکھی آس

مکر آئینہ بملتا صفائی مردلتا نزاکت باس خوشبو سبرن طلا آنن چہرہ حاصل دوہا اے نایکا تیری چہرہ مخزن خوبی سے آئینہ نے

صفائی پانی اور رنگ کنول نزاکت وخوشبو کے بیان مین رطب اللسان ہے
اور طلاکو آرزوسے ملازمت ہے ❖

دیپت اوداہرن

چند چہان بدہ نامہ رچی تن چپلا سو تہان ❖ ❖
تا پر اوپ دہری کہری تو تو پوجے آن

چند چہان خلاصہ نور ماہ بدہ خالق تن جسم چپلا برق اوپ آب وتاب
حاصل دوہا اے نازنین خالق نے خلاصہ نور ماہ لیکر تیرا چہرہ اور
خلاصہ برق لیکر تیرا تمام جسم بنایا اور آب وتاب مزیدے بران بخشی اسطرح
سے تو آراستہ ہوکر خلق ہوئی ہے ❖

دہیرت اوداہرن دوہا

دیپ تہاری نیہ کو برت رہت ہیہ ماہنہ
بات چہون دس کی سہی جہبت کیہون ناہنہ

دیپ چراغ نیہ محبت ہیہ دل بات ہوا چہون دس چارسو
حاصل دوہا قول نایکا کا نایک سے کہ چراغ تمہاری محبت کا ہردم
میرے خانہ دل مین روشن رہتا ہے اور ہر چارسو کی ہوا کا گزند اگرچہ
اوسکو پہونچتا ہے مگر وہ کسی طرح سے خاموش نہین ہوتا ہے ❖

اتہہ ساتوک بہاؤ

پیہ تک تہک آدہ برن کہہ پلک سو یدتین جہائے
ہوئے بیرن کنپت گری تیہ آنسوا دہراے ❖

پیہ تک شوہر کو دیکھکر تھک بحالت سکتہ ادہ برن سخن ناتمام پلک
فرط خوشی سویدہ غرق بیرن رنگ فق کنپت گری لرزان گری
تیہ عورت انسواد بھرای اشک روان ہوے حاصل دوہا نایکا
بعد مدت شوہر کو دیکھکر فرط خوشی سے بحالت سکتہ ہوئی سخن ناتمام رہا جسم
عرق مین غرق ہوا رنگ فق لرزان زمین پر گری اور سیل اشک آنکھون
سے روان ہوا ⁂

سنگار رس اوداہرن

موہن مورت لال کی کامن دیکھ سو بھائے

ریجھ چھکی موہی جکی تھکی رہی تک لائے

موہن فریبندہ مورت صورت لال شوہر کامن نازنین ریجھہ
عاشق ہوی چھکی آسودہ ہوی موہی فریفتہ ہوی جکی متحیر تھکی درماندہ
ہوی رہی تک لای محو تماشا رہی حاصل دوہا فریبندہ
صورت شوہر کی نایکا نظر محبت سے دیکھکر عاشق ہوئی آسودہ ہوئی فریفتہ
ہوئی بحالت سکتہ درماندہ ہوکر محو تماشا رہی ⁂

سنجوگ سگار اوداہرن

لی رت سکھہ بپریت جیو ن رچی پیا او میت

را ونو پرن بین بہی ایک رسنان کی جیت

لی لیکر رت سکھہ بپریت مباشرت برعکس رچی خوش ہوئی پیہ یا مطلوبہ
میت طالب را و آواز نو پرن زنگولہ بین بہی خوش آواز

رسنان زبان حاصل دوہا طالب ومطلوبہ دونو جیسی مباشرت برعکس سے باہم خوش ہوئے اوسیطرح زنگولہ بلا زبان ایسے خوش آواز ہوئے کہ خوبی زبان کو جیت لیا یعنی زبان نے خاموشی اختیار کی ؛

اتھہ یوگ تدہ ستر تانراگ

جَاہِ بات سُن کی بہی تن من کِی گت آنِ

تاکہہ دِکہائین کامنی کیوُن رہ ہین تِج پرانِ

تن جسم من دل گت حالت کامنی زن جین پران جان حاصل دوہا تول ایک کا سکہی سے کہ جس مہ جبین کا ذکر سنکر میرے جسم ودل کی حالت غیر ہو گئی اوسکی مواصلت مین کیونکر میری جان جسم مین رہے گی ؛

پور باتراگ مین درشٹانراگ

ہین مُسکیا نا نہہ ستھہ ڈیٹھہ رہی کون ڈارِ

سُو من ناکہن لی گئی دیہہ دبی کون ڈارِ

ہین سینہ مُسکیا سُکی مانہہ مین ستہہ ستہہ کر ڈیٹھہ نظر رہی نام آلہ چوبی ماکہن مکہن حاصل دوہا تول نایک کا نایکا کی سکہی سے کہ یہہ نایکا نظر کی آری میرے سینہ کی سُکی مین ڈالکر مکہن دلکو نکال لیگئی اور میری جسم کو چہوڑ گئی ؛

کرمان اودا ہر

پیہ درگ ارن جیتی ہی یہہ تیہ کہہ گت آئے

کل ار نیا لکھ منون سس دت گھٹی بنائے

درگ آنکھ ارن سرخ ار نتا سرخی سس ماہتاب دت چمک

حاصل دوہا طالب کی آنکھ سرخ دیکھکر مطلوبہ کے چہرہ کی حالت غیر ہوگئی گویا سرخی گل نیلوفر سرخ کو دیکھکر ضیا ماہ گھٹ گئی گل نیلوفر سرخ مراد از چشم طالب و ماہتاب مراد از چہرہ مطلوبہ ظاہر ہے کہ گل نیلوفر سرخ وقت طلوع آفتاب شگفتہ ہوتا ہے اور بحالت شگفتگی سرخی گل مذکور نمود ہوتی ہے اور طلوع آفتاب مین روشنی ماہ زایل ہو جاتی ہے ؛

دان اپاے دوہا

بیٹھی ہین نج گون کنہہ لال مالتی پھول

رچھہ لہہ تو سیتہ کمل تین کڈہی مان ال تول

نج خود گون مکلاوہ مالتی پھول گل چنبیلی ہیہ دل مان ملال وغرور ال اے سکھی تول بھنبہ حاصل دوہا تول سکھی کا نایکا سے کہ تیرے شوہر نے جو بتقریب مکلاوہ گلہاے چنبیلی بھیجے اوسکو بین کر تیرے دل کنول مین جو بھنبہ ملال تہی وہ نکل گئی گل کنول کے اندر خاک مثل بھنبہ منجمد ہوتی ہے

بھیدا پاے دوہا

ٹروس اگن کی اینچ سون تون جن جارے نانہہ

تہہ ترور دہیت نہن رہیت جاکی چھانہہ

روس غصہ اگن آتش نا نہہ شوہر تر ور درخت دیت جلاتی حاصل دوہا قول سکھی کا نایکا سے کہ تو آتش غصہ سے اپنے شوہر کو ست جلا کیونکہ جس درخت کے سایہ مین رہتے ہین اوسکو جلاتی نہین ؛

پرسنگ ہنس اپاے دوہا

کہت پران جو رین کون تیوت ہین کر مان

تی سب چکی ہوہنہ گی اگلے جنم ندان ؛

پران کتب تاریخ رین رات تیوت ہین جلاتی ہین کرمان کرکے سیخ وغرور چکی سرخاب اگلی جنم ولادت آیندہ ندان ضرور حاصل دوہا قول نایک کا سکھی نایکا سے کہ کتب تاریخ مین لکھا ہے کہ جو عورات بوقت شب اپنے طالب کو باظہار ملال وغرور آتش فراق وحسرت مین جلاتی ہین وہ سب باعتبار تناسخ ولادت آیندہ مین سرخاب ہونگے کہ تمام شب سرخاب آتش فراق مین جلتی رہتی ہے ؛

پریاس ہیوگ

سو آسا دن کو گئی برہن پہپ منگاے ؛

پرست پہپ بہسم بہی تب شیو دی جڑ ہاے

سوا پاربتی منا ون پرستش برہن مہورہ پہپ گل پرست چہونے سے بہسم خاکستر شیو مہادیو حاصل دوہا یہہ نایکا مہجور نزدیک پاربتی کے مراد مانگنے اور پہول جڑہانے کو گئی چنانچہ جسوقت اوس نے پہول چہوے تو بوجہ سوزش فراق گرمی ہاتھہ سے وہ پہول

خاکستر ہوگئے لہذا وہ خاکستر مہادیو کو چڑہائی کہ مہادیو جسم مین خاک ملتی ہین ٭

کرنا یوگ دوہا

سُکھہ لی سنگ جنہہ تج گئی پیۃ تم رہا کاج

سُو پران دُکھہ پاٸے کی چلیو چہت ہی آج

سکھہ آسایش تج گئی چہوڑ گئی رہا حفاظت پران جان حاصل دوہا

قول نایکا کا سکھی سے کہ جملہ اثاث آسایش شوہر میرا سفر مین اپنے ہمراہ لے گیا

فقط جان کو برا د حفاظت قالب میرے پاس چہوڑ گیا تہا اب آج وہ بہی بقصد دم

فراق سے رخصت ہونا چاہتی ہے ٭

سندیس دوہا

پکڑ بانہہ جن کر دیئے برہ ستر و کے ساتہہ

کہیو ری وا نٹہر شون ایسی گہنیت ہاتہہ

برہ ہجر ستر و دشمن نٹہر بےرحم حاصل دوہا قول نایکا مہجور کا

سکھی سے کہ شوہر بےرحم سے یہہ کہدینا تو نے میرا بازو پکڑ کر حوالہ ہجر دشمن

کے کیا ایسا بہی کوئی دستگیری کرتا ہے جیسی تو نے میری کی ٭

پاتی دوہا

بتہا کتہا لکہہ انت کی اپنین اپنین پیہۃ

پاتی دے ہین اور سب ہون دیہون پیہۃ

بتہا کتہا حکایت رنج و غم انت انجام پاتی خط جیہہ جان حاصل دوہا

قول نایکا مہجور کا سکہی قاصد سے کہ ہر ایک تجہکو حکایت رنج و غم فراق کا خط لکہہ لکہہ کر بنام طالبان خود دیگی اور مین بعوض خط اپنی جان دونگی *

دیگر نایکا برہن بزبان ریختہ

در وزن رباعی بستہ

این دو رباعی از انست

سکیا

ازبسکہ حیا دوست ہی وہ مایۂ ناز | اسطرح سے ہی اوسکے سخن کا انداز
خامی کی زبان مین جیون نکلے ہی حرف | پر کان تلک نہین پہونچتی آواز

ابتر بدہ بنودہا

آئے ہین اگرچہ خوب ایام شباب | پر کچہہ اسکا چہٹا ہے اب خوف و حجاب
تدبیر کئی رہی ہے یون نایک پاس | جیون آگ مین زور سے دوکے سیماب

نعت

نور اللہ تین اول نور محمد کو پرگٹو شبہہ آئے
یا جہین بہی تہون لوک جہان لگ اوسب شٹ جو درشٹ دکہائے

آدِ دلیل سوانت کی کی رسلین جو بات یہی من پائے
تب لگ نہ پاوے کی الا کون کیہون جو لون محمد مین نہ سمائے

نور الٰہی سے اول نور محمد ظاہر ہوا من بعد ہر سہ عالم و تمامی محسوسات

پیدا ہوسے پس جو دلیل ابتدا ہے وہی انتہا مین یقین ہوتی ہے رسلین کہتے ہین کہ تا وقتیکہ عشق محمد دلمین نہوگا کوئی شخص اللہ کو پا نہین سکتا ہے

کبت در منقبت

پیر بہوکون نہ چینہوان من بیری ایک چہن بید اور پران کو کیو نہ چیت چاو دہرے
تج دوآر ایس کو نوآیو سیس مانس کو بیٹہی کی کاج سلاج کہوے باوری
ایسی ہی ندان جاہ آج لو نہ آیو گیان کیہون نہ تجی اجان اپنو سبہاوری
پہر یو اپراده بتو ڈرت نہ تل آده شاه مردان جو بہروسی ایک اوری

پیر بہو تا در نہ چینہو نہ پہچانا ان من بیری اس میرے دل نے ایک چہن ایک ساعت بید کتب سماوی پران کتب تاریخ کیونہ کیا نہین چیت چاو دل سے آرزو تج چہوڑکر دوآر دوار ایس خدا نوایو سیس سجدہ کیا مانس کو انسان کا باوری دیوانہ ندان نادان پہر یو اپراده پر از گناه تل اوده بقدار نیم کنجد حاصل کبت اے دل تونے اللہ کو نہ پہچانا اور کتب سماوی و مذہبی کیطرف میلان نہ کیا بلکہ دروازہ خدا کو چہوڑکر دروازہ انسان پر سر جہکایا اور بند شکم مین گرفتار ہوکر بے حیا و بے غیرت ہوگیا با این ہمہ حال تا حال اپنی عادت کو اے نادان نہین چہوڑتا اور باوجود سرزد ہونے بڑے بڑے گناہون کے بقدار نیم کنجد بہی نہین ڈرتا اور ہوش مین نہین آتا بہرحال یا شاہ مردان ایک آپکا بہروسا ہے

بشر بدہ نبود ہاکبت

اوچک ہین آی بال نین نہار لال بیٹھ گی تنہ کال آپ کو چپائے کے
چنچل جیتون جیت چبین ہر رسلین کون گرگری کیل بھون مرجہای کے
تاہی سے پیّہ پاس آڈ آڈ سکھین کی آوٹ تیہ کی رہی ہے چہب جہای کے
بادِک جیون چوٹ کی دُرت پہر اوٹ اوٹ مرگ لوٹ پوٹ ہین کہوج جای کے

اوچک ناگاه بال عورت نہار دیکھ لال شوہر گرگری سخت کیل
میخ آہنی بھون ابرو سے مرجہای کے پژمرده کرکے بادِک مرد شکاری
دُرت پوشیده اوٹ اوٹ پس پرده لوٹ پوٹ مضطربیان کہوج
سراغ حاصل کبت اس نایکا نے ناگاه آکر اپنے تیر نگاه سے طالب کو
مجروح کیا اور فرط حیا سے بزمرهٔ عورات آپکو چھپا کر پوشیده بیٹھ گی اے رسلین
اول تو تیر نگاه ہی جگر دوز لگا دوم سختی خار ہاے ابرو نے حالت بیخودی طالب پر
طاری کی مثال اسکی اسطرح پر خوشنما ہے کہ جیسے شکاری شکار پر حربه کاری کرکے
اول پوشیده ہوجاتا ہے اور پہر پوشیده پوشیده جہان وه شکار بسمل ہوتا ہے
سراغ رسان پہونچتا ہے ایسے ہی یہہ مطلوبہ حسب خواه شکار مار کر پس پرده
دیگر عورات پوشیده ہوگی ہے ؎

ترنای اگم ریت برنیو کبت

آوت بسنت ترنای ترتری کی بات گات آرنای دوت بنیت ہی
بکست سمن من سپہل ار ورج بہوت بہنوت بہنو جیت راکہہ رس پریت ہی

گھور و گھنٹھ بہاس باس انگ کی سُباس پرم پرکاش کر لیت پران چیت ہی
رت بیس گئی تین نہ بہادین رسلین دُوادُ جوبن کی ریت سوئی جوبن کی رت ہے
بسنت نام فصل بہار ترنای جوانی تر درخت ترنی نوجوان عورت پات برگ
گات جسم ارنای سرخی دورت دوان پھینت پاک بکت
شگفتہ سمن گل من دل سہیل پربار اروج پستان
بھنوت بلاگردان بھنور زنبور سیاہ چیت دل رس عصارہ
پریت محبت گھور و دیکھو گنٹھہ گرہ بہاش ظہور باس
خوشبو انگ جسم سباس خوشبو پرم پرکاش زیادہ روشن
لیت لیتی پران چیت جان و ہوش رت فصل بیس عمر بن
جنگل جوبن نوجوانی ریت طریق حاصل کبت رسلین کہتے ہین کہ
آمد فصل بہار صحرا اور عنفوان شباب محبوبہ دلربا مد مقابل ہے یعنی زمانۂ بہار
مین اشجار پر برگ و بار اور عورت کی جوانی مین ملاحت حسن و خوبی پستان
نمودار وہان صحرا مین شگفتگی غنچہ گل یہان عورت کی شگفتگی شگوفہ دل وہان
زنبور سیاہ سرگردان یہان دلہاے مردم قربان وہان جوش مستی یہان
محبت کی چیرہ دستی وہان عقود شاخہاے اشجار مین خوشبو یہان جوش جوانی
سے جسم محبوبہ مشکبو وہان بہار آرایندہ گلہا یہان خوبی جوانی فریبندہ دلہا
لیکن وہان خزان آتی اور یہان جوانی جاتی پر دونون خوشنما نہین ٭

مہ سیادہیلرا دہیلر کبت

راتِ کو بتی جیون پرات آی سلین تہہ کال تو لی لال سکھیات لکھ پیاری کون

نین سنکہ دیو سہو تو دیجیے سکہ کوک سم تاریں برہ ہماری کون

تب اُو ن کنہین گہات نین میری ہین برات کیسی کر ہیرون تو کہہ اجیاری کون

سام کہیو جانی ہم اندرانی تہین سو اب چندر ان ہی ہون دُرگ نین تہاری کون

پرات صبح کال وقت نین سنکہہ چار چشم کوک سرخاب کہ تمام

شب نرو مادہ مین ہمیشہ جدائی رہتی ہے اور تمام روز وصال رین رات

برہ ہجر اندرانی نام زوجہ راجہ اندر حاصل کبت اس ناکا کا

طالب شب بخانہ زن انباغ[بلہ] بسر کرکے علے الصباح اسکے پاس آیا یہ اوسکو منتظر

اور آنکہ نیچے کئے ہوئے دیکہکر کہتی ہے کہ اگرچہ رات مجہکو مثل سرخاب بحالت

فراق گذری مگر اب دن مین تو لطف چار چشمی کا حاصل ہوا افسوس کہ رات کو

زنان انباغ نے میرے ساتہ گہات کی اور اب صبح کو آپکی آنکہین زیادہ

آمادہ گہات ہین کہ سامنے نہین ہوتین کسطرح سے آپکے چہرہ کو دیکہون پس

معلوم ہوا کہ تاحال چہرہ میرا مثل اندرانی کے تہا کہ تمہاری آنکہین مثل اندر

کے ہر وقت اوسکو بہ تمنا دیکہا کرتی تہین اور اب شاید مثل ماہ ہو گیا کہ آپ

کی چشم کنول جسکے مقابلہ مین مثل غنچہ سربستہ کے ہوئی جاتی ہین ۞

رت دوئی ہنا یو مانی کو تاکو کبت

بدن ہی چند تہان راہ باردیکہت نین مرگ پلو ادہر تہان آہی

۱۰ اساکیر ڈگ سلین دانت دار جی مین ہو رگر یو رو مرا جی بنگی سرا ہی

یعنی دو زن کہ در نکاح یک مرد باشند ہر یکی مر دیگری را انباغ باشند بہندی سوت گویند ۱۲ کذا فی البرہان

کٹ سنگھ گج گت ہین تین پنکہی پاتین یہہ بات آن ہین اوگاہی
ایتی سب ستر تو تن آی متر ہہی تو کون بچ ہتر سنگ ستر نانہ چاہی
بدن چہرہ چندماہتاب راہ اس بار موئے مرگ آہو پلو برگ
ادہر لب ناسابینی کیر طوطا دہگ نزدیک داڑمی انار گریو
گردن رومراجی سیلے موی نرم کم پنکہی مادہ مار کٹ کمر سنگہہ
شیر دیونہ گج فیل گت چال ستر دشمن متر دوست حاصل کبت

اس نایکا ملول کو مصاحبہ دلاسہ بہاتی ہے کہ تیرے چہرہ ماہ کے نزدیک موئے سر مثل ستارۂ راس کے کہ جو دشمن ماہ ہے موجود ہین اور چشم آہو کے نزدیک برگ لب کہ جو خورش آہو ہے موجود ہین اور بینی طوطی صفت کے مقابلہ مین دندان جو مثل انار خورش طوطے ہین موجود ہین اور موئے نرم نرم شکم کہ جو مثل مار ہین اوسکے مقابلہ مین گلو طاوس صفت کہ جو دشمن مار ہے موجود ہے اور روش مستانہ مثل فیل کے قریب کمر یوز کہ جو دشمن فیل ہے موجود ہے پس جس حالت مین کہ یہہ تمام دشمن یکدگر تیرے جسم مین فراہم ہوکر باہم دوست ہوگئے تجھکو تیری دوست سے دشمنی کرنا نامناسب ہے یہہ خشک مزاجی اپنے دیگر زنان اتباع کے دلمین ڈالدے ٭

بمعنی سوت[1]

سانت رس کبت

تیری منو رتہہ کو ہوت ہی سین لوک تو نہین ہوی اکاش کرت نہ تادوت سے
تو نہین جارو تو سیل تربیس ہی ہوت تو نہین ہوی سکہہ بوجہ کوت اور کنت سے

تُونہین بن ناری بہرتا کی رسلین ہُوت تُونہین ہُوی کی ستر لیت آین تین لوت ہے
جاگ پرین جہونہو جیون سپن لوک ہوت تُونہین آتما بچاری لوک جات کو ہوت ہے

منور تہہ مطلب وارادہ سیین اشارہ لوک دنیا اکاش آسمان نکہت
ستارہ اودت روشنی چار و تتو اربعہ عناصر سیل کوہ تر
ورخت پس چرند پنچھی پرند میگہہ ابر سیاہ بوجی دیتا ہے کوت
بیحساب اکوت بےحساب بن ناری عورت ہوکر بہرتا شوہر سلین
محو ستر دشمن آتما جلوۂ حق لوک دنیا حاصل کبت اس کبت مین
رسلین توحید بیان کرتے ہین کہ تیرے ارادہ کے اشارہ سے دنیا ہوتی ہے
اور توہی آسمان ہوکر ستارگان کو روشن کرتا ہے اور توہی اربعہ عناصر
وکوہ و درخت و چرند و پرند ہوتا ہے اور توہی ابر سیاہ ہوکر باران بیحد
حساب و بےحساب دیتا ہے اور توہی بپیرایۂ عورت مین مرد کا راحت رسان
ہے اور توہی انجام مین بقالب فنا دشمن جان پس حالت بیداری مین جیسی
حالت خواب نزدیک عوام نامعتبر ہے ویسے ہی اوسکی شان جاننے والون
کے نزدیک یہہ دنیا خواب وخیال ہے ٭

نرت برنن کبت

بسن بنائی لٹ آنن پی لٹکائی کا جر لگائی جیکہہ پان تمہہ کہائی کی ٭
تال جہنکائی بین مردنگ ملائی نیتکار گون گائی سب سنگت آجائی کی ٭
ہاتہن آو لہائی کسٹ گر پونچکائی دوا و بہو نہین نچائی اب بین بجائی کی ٭
نیوری بجائی جب بہائی سون نرت پائی لاگت ہی گت آئی تیری یک داہی کی

بسن بارجہ آنن وجہہ چکہہ آنکہہ بین و مردنگ نام ساز تتکار سازندہ اچاپی آراستہ کٹ کمر گریو گردن لچکاپی خم کرکے نین آنکہہ نیور زنگولہ پگ قدم حاصل کبت اس کبت مین رسلین رقص کا بیان کرتے ہین کہ وہ نازنین جب بارچہ رقص زیب بدن کرکے اور لٹ بالون کو چہرہ پر لٹکا کر کاجل لگا کر پان کہا کر تال جہنکا کر بین مردنگ ملا کر سازندگان کو بلا کر رقص کرتی ہے اور ہاتہون کو اوٹہا کر کمر اور گردن کو لچکا کر عشوہ و غمزہ سے زنگولہ بجا کر قدم کو باندازِ زمین پر رکہتی ہے اوسوقت گت خود دوڑکر اوسکے قدمون پر آکر گرتی ہے ❊

سید برکت اللہ قدس سرہ وے از کملاے فقہا ہست گاہے میل بہ شعر ہندی می نمود و معنی عرفان را بزبان ہند ادا می فرمود پیم پرکاس نام رسالہ دارد مشتمل بر دوہا و کبت و بشنپد و دہرپد وغیرہ کہ در مردم دایر ست پیمی تخلص می کرد قدرے از اشعارش ثبت می شود ❊

دوہا

چکہہ جوگی کنٹہا گرین اَرُنَ سیام اُور سیت

آنسو بوند سُمرن لیین درسن بہیکہا ہیت

چکہہ جوگی چشم جوگی کنٹہا گرین کنٹہہ در گلو ارن سُرخ سیام سیاہ سیت سفید آنسو بوند قطرات اشک سمرن حصہ چارم تسبیح درسن بہیکہا خیرات دیدار ہیت واسطے حاصل دوہا چشم مرتاض کنٹہہ دانہ ہاے سرخ و سیاہ و سفید کا گلے مین پہنے ہوئے اور قطرات اشک کی تسبیح لئے ہوئے خیرات دیدار کے خواستگار ہین ❊

دوہا

پیمی ہندو ترک مین ہر رنگ رہو سمائے

دیول اور مسیت مون دیپ ایک ہی بھائی

پیمی نام شاعر ہندو ہنود ترک اہل اسلام ہر رنگ جلوہ حق دیول بتخانہ مسیت مسجد حاصل دوہا اسے پیمی ہندو و مسلمان دونون مین جلوہ حق موجود ہے جیساکہ چراغ ہاے بت خانہ و مسجد دونون جگہہ مین ایک ہی جلوہ ہے

دوہا

انٹیا تن کی اینٹھی من پٹوا ہیو مور

سو رجھاوے گرگیان سون پیمی پیم کی ڈور

انٹیا کلادہ تن جسم اینٹھی اولجھا ہوا پٹوا پٹوہ گیان معرفت پیم محبت حاصل دوہا کلادہ اس جسم ابتر و الجھے ہوئے کے سلجھانے کو دل میرا پٹوہ ہوا ہے پس سلجھاتا ہے دست معرفت سے اور بناتا ہے ڈور محبت کو

دوہا

من پنچھی تن پنجرا پانچ بہرو آمول

پیار سو پور و کر دیو تو بین تو ہین بول

من دل پنچھی پرند تن جسم پنجرا قفس پانچ بہرو پرواز خوبی

اصول بلا قیمت حاصل دوہا اے پرند دل اس تعفن جسم پیش قیمت پر از خون مین تیرے پیارے یعنی مالک نے جملہ سامان آسایش مہیا کر دیا ہے پس تو بھی بہ صنعت دل ہر وقت ہمہ اوست ہمہ اوست کی آواز کر ؛

دوہا

ہم دیپک تم ہو پتنگ اجگت کہی سناے
بن دیکھی نہین رہ سکھون دیکھین ہو جاے

دیپک چراغ پتنگ پروانہ اجگت مثال ناموزون حاصل دوہا تم چراغ ہو اور مین پروانہ اگرچہ یہ مثال ناموزون ہے مگر حاصل مدعا میرا یہہ ہے کہ مین مثل پروانہ بلا دیدار ضبط نہین کر سکتا اور ہر وقت دیدار جدا نہین رہ سکتا ؛

دوہا

ہون چکی واسندہ کی جہان نہ سورج چند
رات دیوس نہین ہوت ہی نا دکھ نا انند

چکی مادہ سرخاب سندہ دریاے شور سورج چند آفتاب ماہتاب رات دیوس شب و روز دکھہ رنج انند خوشی حاصل دوہا سرخاب دریا کے کنارہ پر رہتا ہے اور شب کو درمیان نر و مادہ رنج جدائی ہوتا ہے اور دن کو خوشی وصال سید برکت اللہ فرماتے ہین کہ ہم چکی یعنی سرخاب اوس دریا سے قدم کے ہین کہ جہان چاند سورج رات دن رنج و خوشی کچھ نہین ہے ؛

دوہا

مَن پَارَا تَن کِی گُھڑِی گِیَان دِہیَان رَس مُوۓ

بِرَہہ اَگَن سُون پُھونکدِی نِرمَل کُندَن ہُوۓ

من دل پارا سیاب تن جسم گھڑی گھڑا گیان معرفت دہیان مراقبہ رس شیرہ موی ملاکر برہہ اگن حق بینی نرمل خالص حاصل دوہا کیمیاگر نقرہ وطلا بناتے ہین اور نسخہ کو نہایت پوشیدہ رکہکر جان سے زیادہ عزیز جانتے ہین سید برکت اللہ نسخہ طیاری کندن کو کہ جو طلا سے بیش قیمت ہے علانیہ بنظر فیض عام بیان کرتے ہین کہ دل سیاب کو بوتہ جسم مین بعصارۂ معرفت و مراقبہ ترکرکے آتش ہمہ اوست سے آنچ دو خالص کندن بنجایگا

جَہَان پِرِیت تَہَان بِرَہ ہی جَہَان سُکہہ دُکہہ کر دیکہہ

جَہَان پُھول تَہَان کَانٹ ہی جَہَان دَرَب تَہَان سِیکہہ

پریت محبت برہ مفارقت درب دولت سیکہہ مار سیاہ حاصل دوہا جہان محبت ہے وہان مفارقت ہے اور جہان خوشی ہے وہان رنج ہے جہان گل ہے وہان خار ہے جہان دولت ہے وہان مار ہے ؛

دوہا

جَم جَن پُورَا ہُوی تُون دُورَت گھیرت آن ؛

ہَم تُو تَب ہِین دیکِھیکی پِرَان نَاتہہ کو پِرَان ؛

جم ملک الموت جن مت پورا دیوانہ پران ناتہہ جان آفرین

حاصل دوہا اے ملک الموت تو دیوانہ مت ہو کر دوڑ دوڑ کر مجھکو آکر گہیرتا ہے
ہم تو اول ہی جان آفرین کو جان دے چکے ہین ٭

دوہا

ہم کسان بت کہیت کی بووین دہیان کی دہان
لونین گیان کی ہاتہہ سون ہووی درس کہلہان

کسان کاشتکار بت کہیت کشت محبت دہیان مراقبہ لونین
درو کرین گیان معرفت درس دیدار کہلہان خرمن حاصل دوہا
ہم کشت محبت کے کاشتکار ہین اور شالی مراقبہ کی تخم ریزی کرتے ہین اور
دست معرفت سے درو کشت کرتے ہین اور خرمن دیدار فراہم کرتے ہین ٭

دوہا

نی ریت یا پیت کی پہلین سب سکہہ دیہہ
یا چہین دکہہ کی جیل مین داڑ کری تن کیہہ

نئی ریت نیا طور پیت محبت سکہہ خوشی دکہہ رنج جیل قید
تن جسم کیہہ خاکستر حاصل دوہا اس محبت کا طریق نیا ہے کہ اول
سب طرح کی خوشی دیتی ہے اور پہر قید خانہ رنج مین ڈالکر جسم کو خاکستر کردیتی ہے

دوہا

من بیند ہو واکیس سون ڈہونڈ ہو کیو بار
بہولو کاری رین کو تاکو کہا بچار

من دل بید ہوا بھاگیس موے سر کاری رین شب تاریک حاصل دوہا دل اوسکے بالون مین اوجھکر غایب ہوگیا ہرچند کہ چند مرتبہ ڈہونڈہا مگر نہ ملا پس جو شب تاریک مین بہولا ہوا اوسکا کیا ٹھکانا ہے ؂

دوہا

بہت کینہون سکہہ جان کی پڑی دکہن کی بھیر
کیا کیجی من ہوی گی کدہ واکرد ستین پھیر

دوہا

یومنون بالغیب کون آنکہہ موند من پیل
سیکہو گر سون یہہ جگت آنکہہ مچوّا کہیل

یومنو بالغیب یقین لاتے ہین ساتہہ غیب کے گر پیر مرشد حاصل دوہا یقین لاتے ہین ساتہہ غیب کے اور آنکہہ کو بند کرکے دل اوسمین لگاتے ہین مرشد سے اسطرح کا کہیل آنکہہ مچیا سیکہو ؂

دوہا

سیما ہم ہو سانچ سو سر نہہ آدمی کوی
پرم جوت وا بدن پر جگمگ جلمگ ہوی

پرم جوت نور آلہی بدن چہرہ جگمگ متجلی حاصل دوہا جو صدق دل سے سر و پیشانی کو اوسکی جناب مین جھکاتے ہین نور آلہی اوسکے

چہرہ پر چمکتا ہے ٭

دوہا

تُو نہین تو نہین جو چھوٹے ہو نہین ہو نہین ہوئے

جھار بجھاوی کامری رہی اکیلا سوئے

تو نہین تو نہین انت الحق ہو نہین ہو نہین انا الحق کامری کمل حاصل دوہا جسوقت مرتبہ انت الحق سے گذر کر مرتبہ انا الحق حاصل ہوا اوسوقت کمل جھٹک کر بجھاوے اور تنہا سو رہے یعنی فنا فی اللہ ہو جاوے ٭

دوہا

رکت پان پکوان تن ہیو رسوین سار

بیٹھی برہا راوری سدا کرت جیو نار

رکت خون پان آب پکوان اقسام طعام تن جسم ہیو دل رسوین سار مطبخ برہا ہجر راوری راجہ سدا ہمیشہ جیو نار تناول حاصل دوہا مہاراجہ ہجر مطبخ دل مین بیٹھہ کر ہمیشہ بعوض پانی کے خون اور بعوض اقسام طعام کے جسم کو تناول فرماتے ہین ٭

دوہا

میا موہ من مین بھری پھیم پنتھ کو جائے

چلی بلائے جج کون توسی چو ہی کھائے

میا موہ مای دمنی وطمع دنیا پھیم نیتھ راہ محبت حاصل دوہا

محبت دنیا و دولت کی دلمین بھری ہوئی ہے اور راہ خدا پر چلنا چاہتا ہے گویا ایسا ہے کہ بلّی نوشتے چوہے کہا کر حج کو جاتی ہے ٭

دوہا

اَدوَوہ گَیِ آئی نہ ہَر کَریُو نہ ہَر جیتِ جَیاؤ ٭

بِرَہا تُوہِ آنَنْد بَہِی مُوسَل ڈھول بجاؤ ٭

اووہ وعدہ وصل وہم تعداد عمر ہر مطلوب ونام خدا کریو نہ کیا نہین ہر جیت جیاؤ برام خواستہ دل برہا فراق انند خوشی حاصل دوہا عمر گذر گئی اور مطلوب نہ ملا کہ اوسکے ساتھ عیش و آرام کرتے اے ہجر تجھکو مژدہ ہے کہ بخوشی موسل یعنی چوب کلان و دبیزسے خوب ڈہول کو اب بجاو ٭ میر عبدالوحد ذوقی بلگرامی صاحب شکرستان خیال در وصف انواع شیرین در ین رسالہ طوطی ناطقہ اش شکر ریزی کردہ و اشعار ہندی را بزبان شیرین ادا نمودہ از انجاست ٭

دوہا

بَرنُوَن وَاحِدکُوَن بدہ وکَرَن کِی دُت جُوت

رَین اَماوَس جَاہ لَکَہ پُورَن مَاشی ہُوت

برنون بیان کرون واحد نام شاعر یعنی ای واحد کون بدہ کسطرح گتن عورات دت چمک جوت روشنی رین اماوس شب تاریک جاہ لکہ جسکو دیکہہ کر پورن ماشی شب ماہتاب ہوت ہوتی ہے حاصل دوہا واحد شاعر بیان کرتا ہے کہ ان عورات کی چمک اور روشنی

کا کیا بیان کرون کہ جسکو دیکھکر شب تاریک شب روشن ہو جاتی ہے ؎

دوہا

کئی بار پھر پھر کی رسنان پھر پھر کہات

پھر پھر نیکی لگت ہی پھر پھرنے کی بات

کئی بار چند مرتبہ پھر پھر کہی بار بار کہا رسنان زبان پھر پھر کہات پھر پھر اوسی کو کہتی ہے پھر پھر نیکی لگت ہی بار بار اچھی معلوم ہوتی ہے پھر پھرنے کے بات سفر سے واپس آنیکی بات حاصل دوہا مژدہ مراجعت طالب کو چند مرتبہ بار بار بیان کیا مگر زبان پھر پھر اوسی کو کہے جاتی ہے سچ ہے کہ مواصلت طالب کا سخن بار بار اچھا معلوم ہوتا ہے ؎

کبت

میٹھی ہی نیت ہی سُبھای بہای نین کی جاکی رس جاکھی کو سبھی للچات ہین

پھینکی اور بھیی سب کہا ہی کی کہا کُوں ہیرا کی ہی جُرت دیکھی پھوٹی سماتے ہین

کہانڈ کی کسلی مدھ ات ہین پیوت ہنس رسنان کی پیاری ہی اوٹھن بلات ہین

ایسی چمکار ہین ہی اولی بارون کا پہی کی دیٹھ کی لکھین دکھیو ٹوتی ہو جات ہین

محمد عارف بلگرامی جوان قابل صاحب فضایل بود شعر ہندی خوب

می گوید و مضامین دلنشین می آرد برخی ازان درین جریده ثبت میشود ٭

ار نکهہ سکهہ دوہا منگلاچرن

بال بال کی بال کو بیوری بہید نیائے

سکہہ نکہہ تین بالن بین کنگہی گون نسمائے

بال عورت و موئے سر بیوری جدا کرے بہید راز سکہہ نکہہ سراپا کنگہی شانہ حاصل دوہا اے سکہی اس نازنین کے موئے سر کو جو تو جدا کرتی ہے واقف راز نہین ہو سکتی جب تک کہ مثل شانہ کے سینہ ہر موئ نہ درآوے گی حاصل مدعا یہہ کہ جب تک شاعر محبت عورات مین دل باختہ نہوجاوے بیان سراپا ناممکن ہے

بینی برنن دوہا

سمد ہیو متہہ مین من لی جگ کرت انیت

بینی تیری سیس مدہ کرت کو بینی ریت

سمد دریا ہیو دل متہہ بلوکر مین من ماہی دل جگ دنیا انیت ظلم بینی چوٹی سیس سر مدہ درمیان کو بینی خلاف ریت طریق حاصل دوہا دریائے سینہ سے ماہی دل کو پکڑ کر دنیا مین ظلم کرتی ہے یہہ چوٹی تیری سر نے کیا نیا طریق اختیار کیا ہے ٭

مانگ برنن

بچہو ہتو کی نان بچہو انڈ ابد بچہہ سوئے

مانگ بہیکہہ جہالت سو ہیہ ساکہی کلا جو گوئے

لاَل بینڈلی جت اَلک لکھ آوت اُپمان ۞

پھن ست اَنک منیک کی سن ڈھوکین لپٹان

لال سرخ بینڈلی قشقۂ مدور الک زلف جت کے ساتھ لکھہ دیکھہ اپمان مثال نہیں پھن کفچہ ار ست انک صد منیک ار سیاہ من مہرہ ار ڈھوکین شک لپٹان لپیتے ہین حاصل دوہا پیشانی پر قشقۂ مدور سرخ لگا ہوا اور گرد چہرہ زلف آویزان کی مثال سجز اسکے دوسری خیال مین نہین گذرتی کہ صد کفچہ ہاے ار سیاہ بہ شک وطمع مہرہ مار ہر جانب سے لپٹے ہوے ہین ۞

ترہن دوہا

لکھ چکھ بین بہروہا دام ہاتون لہک مین

چکھ پد دیر کھ کرت مت لک دینہی ہی آین

ایضاً

کنج تہکی لکھ چیلتا کو رنگ چکی لکھ رنگ

مین چکی درگ مین لکھ چیب لکھ چکی ترنگ

کنج صوہ چیلتا شوخی کو رنگ آہو مین ماہی درگ آنکھ بین دراز ترنگ اسپ حاصل دوہا صوہ شوخی چشم او رآہو رنگ چشم او رماہی درازی چشم او راسپ خوبی چشم کو دیکھکر حیران وخجل وششدر ہین ۞

ایضاً

بِسَ پھیلَت اَنگِی لَگھت مَن پَاوَت نَہِن چَین

کِرن پَرکَاش بَج گُن کَرین بِرچھک رَاس توُ نَین

بس زہر پھیلت پھیلتا ہے گن کیون نہ پرکاش نکالہے بج گن کرین صفت خود کرین برچھک راس برج عقرب تو نین تیری چشم حاصل دوہا انکی یعنی تیری چشم کے دیکھنے سے زہر سرایت کرتا ہے اور دلکا چین جاتا ہے تیری چشم کا طالع برج عقرب ہے پھر کیون نہ اپنا ہنر ظاہر کرین ٭

کرن برنن

گُنِیا کیُون کہہ سَکت یہہ سَمتَا سیت پَرکَاش

جَا کَانَن بیت کی کَرتِ مُکت نَاک بَین بَاس

گنیا اہل ہنر سمتا شال سیت سفید پرکاش روشنی کانن جنگل گوشہ مکت مروارید و مرد آزاد ناک عالم بالا یعنی باس جاے سکونت حاصل دوہا اہل ہنر تیرے گوش کی آب و تاب اور شال کو بیان نہیں کرسکتے کہ جن کانون مین بیٹھکر ریاضت کرتے ہین مروارید بہ تمنا سے قیام یعنی دوسرے یہہ کہ جس جنگل مین مرد آزاد عاقبت بخیر ہونیکے واسطے ریاضت کرتے ہین ٭

ناسا برنن دوہا

اَبھت ہی اِیکی کَمَل اِیک نَال مَین آۓ

اَو بَہُت نَاسَا نَال جِیت چِکھہ بِکَمَل لَگہاۓ

نا سا بینی چکھہ آنکھہ سب دونون حاصل دوہا قاعدہ ہے کہ ایک نال
مین ایک ہی کنول پیدا ہوتا ہے یہہ عجیب تیری نال بینی ہے کہ جسمین دو کنول
یعنی دو آنکھہ مین ٭

نتھہ برنن دوہا

رتیہ نتھہ کی جھولن نرکھ لینی من یون پائے
مکتن ڈاریو ناک مین سنگت ہنڈورا آئے

مکتن مروارید و مرتاض ناک عالم بالا و بینی حاصل دوہا عورت کے حلقہ نتھنی کے جھولن دیکھکر دلکو یون مثال ہاتھہ آئی کہ گویا مروارید خواہ مرواران مرتاض نے بینی خواہ عالم بالا مین جہولا ڈالا ہے آکر ٭

کرن مکت برنن دوہا

مکت بھی جب سپ تو و ناک پاس تو آس ٭
کانن کان مین آجون تب بہت کرت نواس

مکت مروارید و مرتاض جب سپ ہرچند کہ ناک عالم بالا و بینی پاس جا سکونت تو آس بہ آرزو رہے تو کانن جنگل کان گوش تب بہت تیرے واسطے نواس مسکن حاصل دوہا ہرچند کہ مروارید یا مرتاض ہوے الا تیری بینی اور عالم بالا کی تمنا رکھتے ہین اور صحرا و گوش مین تیرے حاصل کرنے کو قیام پذیر ہین یعنی مروارید بہ تمناے قیام بینی گوش مین اور مرتاض بہ تمناے عالم بالا صحرا مین جا گزین ہین ٭

لالری برنن دوہا

تہہ موتن بیچ لالری راجت ہی اینہ مود

تکت رمت متون ناک پرانڈبد ہنو کہہ گود

راجت ہی خوشنا ہے ہو دخوشی نکت مروارید و مرتاض ناک عالم بالا دینی اندبد ہو عروسک حاصل دوہا حلقہ بینی کے موتیون کے درمیان مین یاقوت سرخ نہایت خوشنما ہے گویا مروارید عروسک کو گود مین لئے ہوئے ہین دوسرے یہہ کہ گویا مرد مرتاض حورون عالم بالا کے ساتھہ سیر کرتے ہین ۔

ادہر برنن دوہا

ادہرامی دہر بیت کنہہ بال سدہادہر بیال

سیچو اوٹہن ناس تک ادہر گاڈ مرنال

مرنال نال کنول ادہر لب ہاے سدہا دہر ماہتاب بال عورت ۔ حاصل دوہا اے نازنین تیرے لبون مین آب حیات ہونے کی یہہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ تیرا پیشانی ماہ لبون کو براہ نال بینی آبحیات پہونچاتا ہے ۔

مسابرنن دوہا

لسا مسا ات رس مسا بسا کیولن سوبہہ

رمت الی ال کلی مین بہنا سوبہہ کی لوبہہ

بسا زیبا مسا توول ات رس مسا باآب بسا شگفتہ ہے کیولن رخسارہ سو بہہ خوشنا رہت الی رہتا ہے ای سکھی ال بہونرا سو رہہ خوشبو لوبہہ طمع حاصل دوہا تولول یعنی ہشتہ زیبا پر آب و تاب رخسار ناکا

خوشنما ہے اے سکھی زنبور سیاہ بطمع خوشبو گل کنول ہین اکثر پہنسکر رہجاتا ہے ؛

دسن برنن دوہا

کہمیت کچھہ اتپات سوالی دسن ہین ناہنہ ؛

بہان اودی ہوون دیکھی نکھت بال بدہ ماہنہ

اتپات فتنہ بہان اودی طلوع آفتاب نکہت ستارہ بال بدہ ہلال حاصل دوہا اے سکھی نایکا کے سلک دندان نہین ہین کچھہ آثار فتنہ ہین کہ بروز روشن ستارہ ہلال ہین نظر آتے ہین ؛ دہین ستارگان کا متصل چاند نظر آنا آثار بد ہین روز روشن مراد از چہرہ ستارہ مراد از دندان ہلال مراد از ہر دو لب ؛

دس برنن دوہا

دسن نکت کی جوت ہی ہنسن جہان درسائے

بیچ کہری دب جات ہی پہول جہری بجھہ جائے

دسن دندان نکت مروارید بیچ برق کہری زیادہ پہول جہری پہلجہڑی نام آتشبازی حاصل دوہا جسوقت وہ خندہ کرتی ہے چمک مروارید دندان سے برق شرمندہ ہوتی ہے اور پہلجہڑی بجھہ جاتی ہے ؛

مکھہ جوت برنن دوہا

آنکت نہ انک مینک کی اور مرگ انکہہ ناہنہ

تو مکھہ دت لکہہ رسن جر دیو داگ بہیتا ناہنہ

انک نشان انگ جسم مینک اہتاب مرگ انگ نشان آہو حاصل دوہا قرص ماہ مین نہ نشان سیاہ ہے اور نہ نشان آہو تیرے چہرہ کی چمک دیکھکر ماہ سوختہ ہوکر اوس نے غصہ سے خود اپنے سینہ مین داغ سیاہ دیا ہے ؛

مکھہ جوت برنن دوہا

مکھہ دیپت وا بدن کی اُپمان ہین سب مین
جا مکھہ جوتن ہوت ہی رجنی پت دت ہین

دیپت روشنی بدن چہرہ رجنی پت ماہتاب دت ہین ناقص النور حاصل دوہا روشنی چہرہ اوس ماہ پیکر کی بے مثال ہے کہ جسکے دیکھنے سے ماہتاب ناقص النور ہوتا ہے ؛

مکھہ باس برنن دوہا

ڈگر ڈگر تو نگر کی گنجت مدھکر پنج ہے
کینہو تو مکھہ باس نی بھون کنج بن کنج

ڈگر ڈگر راہ راہ نگر خانہ گنجت خوش آواز مدھکر زنبور سیاہ پنج جوق جوق بھون کنج خانہ باغ بن کنج چمنستان حاصل دوہا تیرے گھر کی راہون پر جوق جوق زنبور سیاہ گنجان یعنی آواز خوش کر رہے ہین اے گلشن عذار تیری خوشبو دہان نے تیرے گھر کو باغ و چمنستان بنا دیا ہے ؛

تھوڑی برنن دوہا

تو ٹھوڑی ہی سو بہا جتی کیون نہ لال للچا نہہ
جہہ لکھہ تھوڑی ہی ہاتھہ دئی کہری بان بچتانہہ

تھوڑھی زنخدان سوبھاخوبی چھتی دیکھکر بال عورات حاصل دزدیا
تیری زنخدان کی خوبی کو دیکھکر کیون نہ طالب تیرا تیری تمنا وآرزو کرے کہ
جسکو دیکھکر عورات حسرت سے شرمندہ ہوتی ہین ؎

کنٹھہ برنن دوہا

بارَ لوٹ کپوت کو دیکہہ کنٹھہ ابھرام
گنہین لون ان نج گرین ڈارے پٹکا سیام

کوٹ کردر کپوت کبوتر کنٹھہ گردن ابھرام خوبصورت گنہین گنہگار
پٹکا سیام کرہند سیاہ حاصل دوہا گردن خوبصورت کو دیکھکر کرورون
کبوتر شرمندہ ہوئے بلکہ کثرت انفعال سے مثل گنہگارون کے طوق سیاہ
اپنے گلومین ڈالے ہوتے ہین کبوتر کی گردن طناز وملیح ہوتی ہے شاعران
ہندی نے تشبیہ اوسکی گردن محبوب سے کی ہے ؎

پیکہہ ریکہہ تو کنٹھہ کی جیہ کپوت دہر تیکھہ
پھانسی پھانسی نج گرین ہیت داگر بیکھہ

پیکھہ دیکھہ ریکھہ خط تو تیری کنٹھہ گردن جیہ دل کپوت کبوتر
دہر رکھکر تیکھہ غرور پھانسی کمند پھانسی ڈالی نج گرین
اپنی گردن مین حاصل دوہا دیکھکر خط تیری گردن کے کبوتر
اپنے دلمین بس خجل ہوا اور کثرت خجالت سے کمند کو اپنے گلے مین پھانسی
کہ داغ ہاے گلو کبوتر سے ثابت ہے

کنٹھہ سر برنن دوہا

سنی جھنک سر لیت ہین سم سوکنٹھہ کی کوک
چاتک ہیہ دو ٹوک ہوئی جر کہوک ہی موک

سنی جھنک سنکر آواز سر لیت ہین سینے مین سوکنٹھہ خوش گلو کی کی کوک آواز چاتک پپیہا ہیہ جگر دو ٹوک دو ٹکڑے کہوک کویل موک خاموش حاصل دوہا آواز خوش گلوے نایکا کی سنکر پپیہا کا جگر دو ٹکڑے ہوا اور کویل کثرت خجالت سے خاموش ہو گئی ؛

نار برنن دوہا

نارِ نار لکھہ کی رہین نارین ناز نوائے
نارین سارین ہہر کی نارین ہاری کہائے

نار عورت نار گردن نارین عورات ناز نواسے سر فرو بہر کی پشمان ہوکر حاصل دوہا گردن نایکا کی خوبصورتی دیکھکر جملہ عورات سر فرو ہوئین اور ہار گئین تمام پشیمان ہوکر اور سارین ہار کر ؛

بانہہ برنن دوہا

پاس تلت تو بانہہ کی بیت اجگت ریت
جیو لیت بدہ کر یہین یہہ بیتم جیہ دیت

پاس پھانسی پرین عزیزدن حاصل دوہا اسے محبوبہ پھانسی کے مانند تیرے حلقہ ہر دو دست کا بیان کرنا سخن ناموزون ہے کیونکہ وہ پھانسی جان لیتی ہے اور یہہ پھانسی حلقہ آغوش کے طالب کو جان دیتی ہے ؛

کانکہہ برنن دوہا

کنکہیان لکہہ ان باہہ تر سکہیان مین اجیت
سدا سندہ جب لہرتین پری سندہ کنہہ ہیت

کنکہیان ہر دو بغل لکہہ دیکہکر اچیت غافل سدا سندہ دریاے آبحیات جب دو لہر موج بہری بڑی سندہ خلا کہہ ہیت کیون حاصل دوہا تیرے دونون باہون کے نیچے دو دو نوبغلون کی خوبصورتی کو دیکہکر سکہیان خود فراموش ہوتین کہ دونون دریاے آبحیات مین کہ مراد ہر دو بازو سے ہے انکی موج مین فصل وخلا کسواسطے ہے ٭

پہنچا برنن دوہا

کوٹ اوپاین سون الی بلی کرین بدہ ساتہہ
پی پہنچن واکی نہین پہنچت اپمان ہاتہہ

کوٹ کرور اوپاس تدبیرون سے الی اے سکہی بلی بانہہ ایمان مثال حاصل دوہا کرور ہا تدبیرون سے اوسکی خوبی ہاتہون کی بیان ہوئی مگر اوسکے ساعد یعنی پہنچا تک ساعد مثال پہونچ نہین سکتا کہ اوسکی خوبصورتی کا بیان کرسکتے ٭

پورین برنن دوہا

بہاوت جیت آوت ہین لکہہ انگرین چہباین
پورن پورن رس کیو منہون گانٹہہ دی ہین

بھاوت چت خوش آتا ہے دلکو اوت ہین آتا ہے دلمین لکھہ انگرین
دیکھکر انگشت چھب این مخزن خوبی پورن پورن جوڑ جوڑ
رس کیو شیرہ خوبی بھرا ہے گانٹھہ دنی گرہ دیکر مین حسن مجسم نے
حاصل دوہا اوسکے جوڑ ہاے انگشت مخزن خوبی دلکو خوش آیندہ ہین
اور مثال اوسکی دل مین یون معلوم ہوتی ہے کہ گویا حسن مجسم نے جوڑ جوڑ مین
عصارۂ خوبی بھر کر گرہ لگائی ہے ⁂

رومادل برنن دوہا

مانگ انک جو سیامتا میٹی الی تون دیکھہ
اودر آن سو پر گھٹی روماول کی بھیکھہ

مانگ انک مانگ مین جو نشان سفید خط جو سیامتا اوسکی سیاہی اودر
شکم پر گھٹی ظاہر ہوے روماول موے نرم نرم شکم بھیکھہ صورت
حاصل دوہا موے سیاہ کے درمیان مین جو نشان مانگ سفید کا اے
سکھی تجھکو نظر آتا ہے اوسکی سیاہی معدوم ہونیکی یہہ صورت ہے کہ وہی سیاہی
بشکل موے نرم نرم کی بنکر اس نایکا کے شکم پر ظاہر ہوئی ہے تو دیکھہ لی
مراد یہہ کہ نایکا کے شکم صاف پر سیلے بسیار باریک و راست موے نرم نرم
کی بمقدار سفیدی مانگ بس خوشنما ہے ⁂

ایضاً دوہا

روماول نہہ جان تون لکھہ بہیر سکھی رنگ
کچ سو تج منو تک چلیو نابھی بیر بہونگ

روماول موے نرنرم تشکم بلیسر رنگ حلقہ بینی ازدہا طاوس گیج شوپستان
تج چھوڑکر نابھی کبر سوراخ ناف بھونگ مار حاصل دوہا
یہہ خط موے نرم نرم کا شکم نایکا پر نہین ہے گویا بخوف طاوس حلقہ بینی مار سیاہ
پستان یعنی مقام جائے سکن اپنے کو چھوڑکر رجوع بطرف سوراخ ناف ہے ؛

کچ اگر سیامتا برنن

لَسَتِ بَامَ کُچ سَنبھِہ پَرنَہِین سَیامَتا رَنگ
رَہِیُومَنُو بَہُو گُون دَہِی سرجَڈِہ رَہِیُو کَلنک

لست زیبا ہے بام عورت کچ سنبھہ پستان سیامتا سیاہی
منو بہو شہوت کلنک عذاب حاصل دوہا اے سکھی سر پستان
نایکا پر کہ جو مد ور بہ شکل مہادیو ہین سیاہی نہین ہے مہادیو نے جو شہوت
کو جلایا ہے وہی عذاب بصورت سیاہی تکمہ پستان پر نمودار ہے ؛

ارج سندہ برنن دوہا

آلِی بَہلِی بِدہِ جَان تُون ارُجَن سِندہِ اَنُوپ
اَدہرِ اَمِی کی چَرَن ہِت رَاہ نَابہہ کی کُوپ

ارجن سندہ فصل درمیان ہر دو پستان انوپ عدیم النظیر ادہر لب
امی آبحیات چرن ہت جہت خورش نا نہہ ناف کوپ چاہ
حاصل دوہا اے سکھی تو یہہ یقین تصور کر کہ درمیان ہر دو پستان
کے جو راہ ہے وہ عدیم النظیر ہے لیکن واسطے خورش آبحیات لب ہائے
محبوبہ کی راہ راست چاہ ناف کی تصور کر

نابھہ برنن دوہا

نابھہ بھنور لون دیکھی روپ سندہ توگات
سکھمان کبھی کون بدہ اوپان بوڑی جات

نابھہ ناف بھنور گرداب لون طرح روپ سندہ دریا حسن توگات تیرا جسم سکھمان تعریف اوپان نشان بوڑی جات غرق ہوئی جاتی ہے حاصل دوہا اے نازنین تیرے جسم کے دریائے حسن مین ناف گرداب ہے تعریف اوسکی کیونکر بیان کرون جو نشان لاتا ہون غرق ہوئی جاتی ہے

کٹ برنن دوہا

ای ری تیری لنک تین الکھہ روپ سرسات
جاتین سب پرکاش ہی وہی نہین درسات

لنک کمر الکھہ روپ جو نظر نہ آوی سرسات زیادہ ہوتا ہے درسات دکھتا ہے پرکاش ظہور حاصل دوہا اے نازنین تیری کمر سے اللہ کی صفت نہایت ظاہر ہوتی ہے یعنی یہہ کہ جس ذات سے تمام مخلوق کا ظہور ہوا ہے وہ نظر نہین آتا ہے

ایضاً

کٹ آدیٹھہ کون ایٹھہ لون بھیو نٹھہ بدہ سنگ
ہر کٹ بھیو ہی جھیکہہ دہر جگ امنگ کو انگ

کٹ کمر اڈیٹھہ نایب اینٹھہ بل نینہہ مشکل ہے بادہ سنگہ اتفاق پیرکٹ ظاہر ہوا ہے بھیکہ دہر صورت پذیر ہوکر جگت دنیا امنگ جوش نشاط انگ وجود حاصل دوہا کمر ناپیدا کا بیچ تاب سے بمشکل تمام اتصال ہوکر ظاہر ہوا ہے بہ تغیر صورت دنیا مین جوش نشاط کا وجود

کام بھون برنن دوہا

تیرِی نابھہ تَر کُو اَلی بَرنَن کَرتِ سَکَاتِ
بُدّہ بِچ ہِیَہ سَکُچت جہَانَ اُوپَمَانَ جَاتَ لَجَاتِ

نابھہ تر زیر ناف برنن کرت بیان کرنی سکات ڈرتا ہے بدہ عقل بیچ ہیہ اپنے دلمین سکچت پس وپیش کرنی ہرا اوپمان مثال لجات شرمندہ حاصل دوہا اے نازنین تیرے زیر ناف یعنی اندام نہانی کی تعریف کرنے مین شاعر ڈرتا ہے کیونکہ عقل کو جس جگہہ کی رسائی مین پس وپیش ہے اور مثال خود شرمندہ ہوتی ہے اسکو شاعر کیونکر بیان کرسکتا ہے

چرن برنن دوہا

اَرُن کَمَل وَا چَرنَن کی لَہی نہ سمتا اَین
جَا پَر بھَنوُرَن شون سَدا بَرتَ ہَین جَگ نَین

اہل صاف سمتا این خانۂ شال بہرت بلاگردان جگ نین
جیشم خلق حاصل دوہا اے نازنین تیرے پائے صاف گل نیلوفر
سرخ کی شال خانۂ شال ہین نہین ہے کہ جن پر دل مخلوق شل زنبور سیاہ
کے بلا گردان ہتے ہین

اِڈی برنن دوہا

تو اِیڈن سُکھان کی ہین آپان سب ہین
موڑہ بوڑہ جابرن لہہ اِندبد ہو بدلین

اِڈن پاشنا سکھان تعریف اپان شال موڑہ بے عقل
بوڑہ عروسک جابرن لہہ جسکے ہمرنگ ہوکر اندبد ہو
عروسک دمنکوصہ راجہ اندر پد مرتبہ حاصل دوہا اے نازنین
تیری پاشنا پای کی اگر تعریف کرون تو مثال اوسکی ناپیدا ہے بے عقل بوڑہ
یعنی عروسک کا نام جس پاشنا کی ہمرنگی اختیار کرنے سے اندبد ہو کہ
نام منکوحہ راجہ اندر کا یہی ہے مشہور عوام ہوا یعنی بجاے نام بوڑہ خطاب
اندبد ہنہ کا پایا اور بوڑہ واندبد ہو یہہ دونون نام عروسک کی زبان
ہندی ہین۔

گات برنن دوہا

اُپمان کو اُولاگت نہین جا تن اُدپ انوپ
جات رُوپ سی گات لکہہ جات رُوپ کو رُوپ

ایمان مثال اوپ روشنی جات روپ طلا حاصل دوہا
اوس ماہ پیکر کی خوبی و روشنی جسم کی کوئی مثال خیال مین نہین آتی اوسکا
جسم طلائی دیکھکر حسن کا بہی حسن شرمندہ ہوتا ہے -

چھب برنن دوہا

چھبِ جھلکتِ مُنہہ جھلکَ تین مَن لاگتِ اُپمانَ
ھُوتِ اُودی سَسِ کی مَنُون سَمَدسَلِل اُولتھانَ

چھب خوبی اودے طلوع سس ماہتاب سمد دریاے شور سلل آب اولتھان برسر طغیانی حاصل دوہا روشنی چہرہ اوس ماہ طلعت سے تمام جسم اوسکے مین اس قسم کی خوبی و روشنی عیان ہے کہ مثال اوسکی ناپیدا ہے گویا ماہ کامل کو دیکھکر آب دریاے شور برسر طغیانی ہے قاعدہ ہے کہ ہمیشہ ماہ کامل کو دیکھکر آب دریاے شور برسر طغیانی ہوتا ہے یہان ماہ کامل مراد چہرہ نایکا سے اور طغیانی آب دریا مراد ازدیاد خوبی جسم نایکا سے

سکمارتا برنن دوہا

کیُون وہ بھوکھن کنکَ کی سَجی انگ سُکمارَ
نیٹھہ نیٹھہ مگ ڈگ دہرتِ نارِ مہاور بھارَ

بھوکھن زیور کنک طلا انگ جسم سکمار نازک نیٹھہ نیٹھہ بمشکل مگ راہ ڈگ دہرت قدم رکہتی ہے نار عورت مہاور رنگ عنابی بھار بار حاصل دوہا زیور طلائی وہ نازنین کیونکر زیب بدن کرے

کہ رنگ مہاور کا جو اوسکے پیرون پر لگا ہے اوسکے ہی بار کو بارگران سمجھکر نہایت تمام قدم راہ پر رکھتی ہے ۔

سوبھا برنن دوہا

رتیہ جیہر جیہ پہر ہری تاتین بدہ بچار

متواری ہتیار لون راکھی بھوکن ٹار

تیہ عورت جیہر نام زیور جبیہ پہر ہری دلونکو مایل کیا تاتین اسواسطے بدہ بچار از راہ فہم رسا متواری شراب خوار مخمور ہتھیار اسلحہ لون طرح راکھی رکھی بھوکن ٹار زیور اوتار کر حاصل دوہا اس نایکا کے زیور بار سے نے دلون کو بزور مطیع خود کیا لہذا بخیال اسکے کہ مخمور کے پاس اسلحہ کا رہنا خالی از مفسدہ و نقصان جان نہین تمام زیور اوتار رکھا گیا ۔

نکہہ سکہہ پور تیا دوہا

پرتہم رچیو سکہہ نکہہ برن عارف نپٹ اجان

بدہ جن جان سدا رچیو جیمیو بدہ ندہان

پرتہم اول ہی مرتبہ رچیو تصنیف کیا سکہہ نکہہ سراپا برن بیان نپٹ اجان سراپای علم بدہ جن کملا و فضلا جیمیو معاف کرین بدہ ندہان مخزن علوم و عقل حاصل دوہا عارف سراپا سے نہر نے اول ہی مرتبہ یہہ سراپا تصنیف کرکے بیان کیا ہی لہذا کاملان فن مخزن فراست سے آرزو ہے کہ میری

غلطی کو معاف فرماویں ﴿

از سکهہ نکهہ کبت جوڑا برنن

کیدھون بدہ ببار بدہاں چھند بند کر باندھیو تمراج گانٹھ سوہت اسیت ہے

کیدھون رس سیچک کی لالت نوین لتا سندر اودوار پہل تا کو چہب دیت ہے

کیدھون کام نٹ کهری کندن چهری بین دہری نیلمن کو ئی وان پاین کو لیت ہے

کیدھون ہیم سان ہین مدن بیٹھو آسن کی کیدھون تیہ تیر جوڑ ونیہ کو نیت ہے

کیدھون شاید بدہ ببدہ بدہاں تدبیرات انواع انواع چھند بند
مکر و فریب باندھیو تمراج باندھا ہے تاریکی کو گانٹھ گرہ سوہت
خوشنما اسیت سپید ہے تاریک ہے رس سیچک جوش سیاہی للت
خوبصورت نوین نئی لتا بیل و تختہ اودوار فیاض کام حسن جسم
نٹ رسن باز کهری اچھی کندن چهری چوب طلائی نیلمن
نیلم ہیم سان چوکی طلائی مدن محبوب لیج نیہہ محبت و روغن سیاہ
نکنیت خانہ حاصل کبت اے ماہ رو تیرے سر پہ جوڑا سیاہ نہیں ہے

شاید تدبیرات انواع انواع و مکر و فریب سے تاریکی کو باندھا ہے کہ جسکی یہہ گرہ سیاہ خوشنما ہے یا جوش سیاہی کی یہہ خوبصورت ایک بیل ہے کہ جسکا ثمر خوبی زیادہ تر خوشنما و فیاض ہے یا حسن مجسم رسن باز نے چھڑی طلائی مرصع نیلم کہ مراد قد اور موسے سر ناپکا سے ہے حاصل کرکے اب خواستگار ہے یا چوکی طلائی چہرہ پر محبوب ملیح کہ مراد جعد موسے سر ہے رونق بخش ہے یا اے نازنین تیرا جوڑا خوبی و صفائی کا گھر ہے ۔

نیتر برنن کبت

کیدھوں مَین کیتن کی سَرکی ہیں اوبہی مین کیدھون بنج سرجو کی سُرادداہیں

کیدھون پرپھلت ارن سرسج تا مِن نیل کنج راکہی کر جگت تاکی سوبہا سات ہیں

کیدھون جوری بھوری کل کنجن کی سجن ہی رسک ملند کیدھون دینت کہاتا ہین

نیٹ نویلی ال بیلی ہیم سیلی کیدھون تیری سُنچہ اچہہ میری چھین سہات ہین

کیدھون شاید مین کیت حسن مجسم سر تالاب او بھی دونون مین مچھلی بنج نیلوفر سرجو سر دریاے سرجو پر پہلت شگفتہ ارن سرسج سرخ کنول نیل کنج کنول سیاہ سوبھا خوبی سر سات زیادہ جوڑی دو بھوری بھولی کل اچھی کھنجن ممدوح رنجن تسکین دہ رسک چاشنی گیر ملند زنبور سیاہ دینت نہ زیادہ بکہیات ظاہر نیٹ نویلی نو خیز ال بیلی طنانہ ہیم سیلی جدول طلائی سچہہ صاف

اچھے انکھ چھبن آنکھوںمین سہات خوش آیند حاصل کبت اے نازنین تیری چشم شاید حسن مجسم کے تالاب کی دو مچھلی ہین یا دریاے سرجو کے دو گل نیلوفر نو شگفتہ و خوشنما ہین یا گل سرخ کنول کے اندر گل کنول سیاہ رکہے ہین کہ اوس سے خوبی کو دوبالا کرتے ہین یا دو صعوہ خوبصورت ہین کہ دل کو اپنی حرکت سے محظوظ کرتے ہین یا دو زنبور سیاہ عاشنی گیر نرو مادہ ہین یا نو خیز طناز ہین یا جدول طلائی ہین بہرحال یہہ تیری آنکھین خوبصورت و صاف و بہتر میری آنکھون کو خوش آیند ہین •

مکھہ برنن کبت

باسرن ہُوا یتُو آدِت اَمل جوت واکُونس ہی ہین اَولوکی لوک لوک ہے

بہانُ بدمان یاکی مہان سمان مانِ ہین دِن واکُون دِن پرَ یہہ شوک ہے

پُورن پرکاش سدا اسُد ہاکو نواس دیکھو رہت دوکھت جاتن بنت صوبکوک ہے

یاکون کلنکت کلنکت لکہو ہی واکون تیر و مکھہ چند ہال چند سم کوک ہے

باسرن دن اوت روشن امل صاف نس رات اولوکی دیکھی لوک ملک بہان آفتاب بدمان موجود شوک رنج پورن پرکاش طلوع کامل سدا ہمیشہ سد ہا آبحیات نواس مکان کوک سرخاب کلنکت بلاعیب کلنکت باعیب مان عورت سم مقابل و برابر کوک ہی کون کہئے حاصل کبت اے نازنین تیری چہرہ ماہ کی طرح

کیا لکھوں اول یہہ کہ ماہتاب فقط رات ہی کو روشنی دیتا ہے اور تیرا چہرۂ ماہ بروز روشن ہی منور رہتا ہے کہ آفتاب اپنے مقابلہ مین اوسکی روشنی کو اپنی روشنی کے مطابق جانتا ہے بلکہ بوقت غروب رشک سے ملول ہوتا ہے کہ میری غیبت مین بھی یہہ بدستور روشن رہیگا دوم طلوع ماہ مین جانور سرخاب صدمۂ مہاجرت سے ملول ہوتا ہے اور یہہ تیرا چہرۂ ماہ ہمیشہ راحت رسان وشب و روز منور و پیدا از آب حیات ہے سوم یہہ کہ ماہتاب کو عیب ترقی وتنزل کا ہر ماہ دامنگیر رہتا ہے اور تیرے چہرۂ ماہ کا نور لازوال ہے پس تیرے چہرہ کے مقابلہ مین شاعر مثال ماہتاب کو کیونکر موزون کرسکتا ہے +

جان برن کبت

کری ہوتی ارین کر سا نکر کری ہی دیکھیت اچھنا بھری رنہا کے چہاجی ہے

سندر سرت دنت سوبھونت راجت ہی رچنا چہ رچی کرن براجی ہے

ات ہین سر دیپ ڈہاری ہے دپ ہیکی سانچی مانو کاریگر اچھی ہی ورت ساجی ہے

سکمان ترلوک کی سکیل سوچ سوچ ات میری جان بدہ جان جان تیہ ساجی ہے

کری نیل مادہ ارین آزاد از دشمن کر ہاتھ سا نکر زنجیر کری ہی کی ہے نیت اچھنا بھری سخت تعجب رنہا درخت موزکت جال چہا بی خوشنما سرت دنت لائق تعجب رچنا رچ نہایت اچھی صورت رچی کرن خوش آیند ڈہاری ڈہالی ہوئی سانچے قالب کاریگر مین حسن عجب کا ریگر سکمان خوبی ترلوک

ہر سہ عالم سکیل فراہم کرکے بدہ جان خالق نے سمجھکر جان تیہ ران عورت
ساجی بنائی ہے حاصل کبت اے محبوبہ تیری ران ہا کی تعریف کیا لکھون
کہ مادہ فیل گزند دشمن یعنی یوز کر سے آزاد ہوکر اور حلقہ زنجیر اپنی ... میں
لیکر اظہار نیاز کرتی ہے آور یہہ بات نہایت تعجب کی ہے کہ تنہ سوز حیران
ہے اور بس خوبصورت و خوشنما لایق صحبت و خوش آیند ہر وقت میں جسم
نے قالب حسن میں ڈہال کر بہت پاک وصاف آراستہ کیئے ہین میرے نزدیک
خالق نے حسن ہر سہ عالم کو یاد سے فراہم کرکے رانین عورت کی بنائی ہین ؛

ناسابرنن کبت

سکھان اکنڈ سکٹ نڈن کی کھنڈن ہی منڈن مکھ منڈل کہا بہلا کہی ہے
تل کوسمن تاوتول تن یا وی نہن توین کیتن کی چھبین بدہ بہاکہی ہے
سکھان ال جہا کومل نو ین ات روپ سر سبج کلی سیب تاکی بنئے ؛
راچیو سبج نیہہ تین بدہاتا تیہ مکھ دیپ تاکی دت ہیت ناسا باتی سم راکہی ہے
سکھان خوبصورتی اکھنڈ لازوال سکٹ نٹڈن منقار طوطیان کھنڈن
مٹانے والی منڈن زیور مکھہ منڈل حلقہ چہرہ تل کوسمن گل کنجد
ال صاف جہا کومل نہایت نازک نوین نورسیدہ روپ سر دریا حسن
سبج کلی شگوفہ گل کنول سیب خدمتگذار نیہہ محبت ور غن بدہاتا برہلراد خالق
تیہ مکھ دیپ چراغ چہرہ عورت تاکی اوسکی دت ہیت روشنی کیواسطے ناسا بینی
باتی فتیلہ سم مثل راکھی ہے بنائی ہے حاصل کبت اے
نازنین تیری بینی کی خوبی لازوال رشک دہندہ منقار طوطیان اور زیور

حلقہ چہرہ ہے گل گنبد کی اگر مثال دی جاوے تو اوسکی خوبی بھی ہم پلہ خوبی تیری بینی کی نہین ہوسکتی کیونکہ صدہا خوبیان بمقتضاے عقل تیری بینی مین پائی جاتی ہین نہایت خوبصورت وصاف وبس نازک ہے کہ دریاے حسن کے گل نیلوفر کا شگوفہ نوخیز جسکا خدمتگار ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تیرے چہرہ کے چراغ کو روغن خوبی وصفائی سے جب خالق نے آراستہ کیا اوسکی روشنی کیواسطے یہہ تیری بینی مثل فتیلہ کے بناکر روشن کی ہے ؃

نوپربرن کبت

روپ کو کیدار سم سندر آجر تا مین ترل کنک کیسی لتا درسات ہے ؃

کیدھون چیری کھری کلدھوت کی نور ہی جا کی جب بیجن کی چھٹا چھہرات ہے

نوچیر نوین نیلمن کی نگن جٹیو تا کو کر دیٹھ اتنہہ آدپان سہات ہے ؃

بھونرن کی پانت تامرس کی سمن پر سکھمان سموہ لہہ سکھ سون اگھات ہے

روپ حسن کیدار تھالا سم مثل وبرابر سندر خوبصورت اجر صحن ترل جوان وخوشنما کنک طلا لتا تختہ وبیل درسات معلوم ہوتی ہے چھری کھری چوب دستی بہتر کلدھوت طلائی نور ہی خمیدہ چھب خوبی مریچن شعاع چھٹا مجمع چھہرات جلوہ دہ نوپر نگولہ نوین نوطیار نیلمن نیلم نگن نگ ہاے جٹو مرصع دیٹھ نظر اتنہہ زیادہ اوپان مثال سہات ہے خوش ہوتی ہے بھونرنکی پا

صفت زنبور سیاه تامرس کنول سمن گل سکهان خوبصورتی
سموه انبار لهه پاکر اگهات سے آسوده هوتی ہے حاصل کبت زن
نازنین خیابان حسن ہین خوبصورت شل بیل طلائی صحن خانہ کے اندر
معلوم هوتی ہے یا خمیده چوب دستی طلائی ہے کہ جسکی شعاع جلوه افروز
ہے زنگوله پاے پہنے ہوئے کہ جسکے دیکھنے سے مثال سرور اور چمن چمن تعریف
سرور در سرور حاصل کرکے آسوده هوتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ صف زنبور سیاه
گل کنول پر آراستہ ہے زنگوله پاے نازنین نہین ❊

نثر خاتمه

الحمد لله والمنة که خامهٔ خوش خرام به منتهاے این قلمرو رسید و سیاحتے که آغا
کرده بود بانجام رسانید و باقتضاے ترتیبی که درین تالیف اختیار افتاد
ختم کتاب بر نظم هندی دست بهم داده چه مضایقه بعض الفاظ هندی جزو
قرآن عظیم است و جواهر سلک کلام قدیم شیخ جلال الدین سیوطی رحه در تفسیر
دُرّ منثور می گوید تحت قوله تعالے طوبی لهم وحسن مآب اخرج ابن جریر و
ابو الشیخ عن سعید بن مسجوح قال طوبی اسم الجنة بالهندیة و نیز شیخ جلال الدین
سیوطی در تفسیر آیه کریمه سندس خضر استبرق صاحب کتاب برهان نقل
میکند والسندس رقیق الدیباج بالهندیة و می فرماید اخرج ابو الشیخ عن
جعفر ابن محمد عن ابیه فی قوله تعالے یا ارض ابلعی ماءک اشربی بلغة الهند علماے
فصاحت اتفاق دارند که این آیه افصح آیات قرآنی ست و ابداع بینات آسمانی
وقوع لفظ هندی در کلام معجز نظام خصوص درین آیه بلند پایه از عجایب است
این چنین ست در سرو آزاد و ختم این کتاب در سنه دوازده صد و نود و
هفت هجری بوقوع پیوست و در بلدهٔ فرخنده بنیاد نقش تالیف بست چشم از
یاران دادرس و عزیزان صبح نفس آنکه اگر گوشهٔ چشمی برین سرمایهٔ ناسره اندازند

[illegible]

خاتمۃ الکتاب

از نتائج عدیل ناظم بے نظیر ظهوری ظهور نظیری نظیر افتخار الشعرا حافظ محمد خان
متخلص بشهید سلمہ القدیر

گاہے سخن از یار وگہے از سخن یار
دیوانۂ عشق سروکارست دل ما

امروز فکر تردد پرست پے سپر جادۂ اقبال ست و فضاے کار آگہی جولانگاہ توسن خیال ماضی بحال قرین آمد و حال باستقبال همنشین شد گاہے بر روے میر دیدم و گاہے بمرزا رفیع رسیدم روزہا در انجمن ناسخ و شبہا هم بزم آتش مومن بزم آراے ماست و ذوق بادہ پیماے ما گذشتگان بحالیان مانند و حالیان بآیندگان سخت پیوند آرے این همہ دیدنیہا کہ دیدہ شد و دریافتنیہا کہ دریافتہ آمد پیداست کہ غیر از دو چیز سببے دیگر نخواهد هم قم عیسی را از قفا می دریابند و هم آب زندگی را از جاے بهم رسانند مژدہ باد کہ نگرانی سر آمد و تلاش برطرف شد صریر خامہ معجز نگار ابو الخیر سید نور الحسن خان بهادر متخلص بہ کلیم بارقہا را رواج قم عیسی دادند و در ظلمات الفاظ تذکرہ خم خم آب زندگی نهادند یا رب لطف این قم عیسی بر رفتگان روزی و فیض این آب زندگی بزندگان ارزانی باد اندرین میدان پیش کلیم پا گذاشتن ها نا بیش از کلیم پا گذاشتن ست و دور تصورت این بار فرسودن کاہ بودن و کوہ برداشتن توسن قلمش در دویدنست و صبا ممنون پاکشیدن عمریست کہ زبان ریختہ را بحال افتادہ و شاهد کمال را براہ استاد است شغلے آورد کہ طلسم گنج کمال بکشاد و کارے کرد کہ اختلاط لفظ و معنی براہ افتاد چون نباشد نهال مراد امیر الملکی ست کہ برادرنگ جامعیت نشستہ است و گل امید والا جاہے ست کہ کار جهانی بیک انگشت بستہ پست فطرتی درین نزدیکی بدر نگاهش

دیده باشی شنیدم کہ زنشا منداوج برآمد و بآئین پرستی یکچند بر آستانش شنیده باشی دیدم کہ بلندی نام دارد ۵

نور الحسن کلیم بنوشت — خوش تذکرہ کہ جان نوشتم
لعلی ست ز معدن معانی — در صدف بیان نوشتم
اوصاف معانی بلندش — بر صفحۂ آسمان نوشتم
آواز درای نالۂ دل — بانگ جرس فغان نوشتم
در عہد رئیسہ کہ آن را — شاہِ فلک آستان نوشتم
آن شاہ جہان کہ در سخایش — برہم زنِ بحر و کان نوشتم
تاریخ گر از شہیر خواہی — نیرنگ سخنوران نوشتم ۱۲۹۷ھ

قطعہ تاریخ چکیدۂ خامہ بلاغت جامہ نواب مرزا داغ دہلوی سلمہ اللہ

سیدی نور حسن خان بہادر ذیجاہ — آنکہ با نطق کلیم ست و بطبع است سلیم
منتخب کرد چو اشعار بگفتم تاریخ — نور الہام جدید و ید بیضاے کلیم ۱۲۹۷ھ

قطعہ تاریخ از سید جمیل احمد سہسوانی

جمیل این تذکرہ آن رونق گلشن دارد — کہ مقبولِ دل و مطبوع ہر طبع سلیم آمد
ز دل بر لب پی تاریخ این گلدستۂ رنگین — تماشاگاہِ معنی جلوۂ طور کلیم آمد ۱۲۹۷ھ

قطعہ تاریخ از معدن شیوا بیانی سید قدرت علی شمیم سہسوانی

چیدہ مضمون و منتخب اشعار — داخل تذکرہ چو شد فی الحال
سال تاریخ او شمیم نوشت — انتخاب پسند اہل کمال ۱۲۹۷ھ

قطعۂ تاریخ از منشی سید احفاد علی سہسوانی

چون کلیم این کلام اہل کمال — مجتمع ساختہ بفکر رفیع
گفت احفاد سال تاریخش — چیدہ و منتخب کلام بدیع
۱۲۹۷ھ

قطعۂ تاریخ از منشی محمد شاکر حسین شاکر ابن منشی صابر حسین صبا

کلیم سحر بیان طرفہ تذکرہ بنوشت — کہ دل فریفتۂ او شد است و جان مائل
نوشت مصرعۂ تاریخ خوش ادا شاکر — بہار طور کلیم است نور دیدۂ دل
۱۲۹۷ھ

قطعۂ تاریخ از سخنور بے ہمتا رشک صائب و کلیم

ابو النصر سید علی حسن خان صاحب بہادر سلیم

بو العجب تذکرہ مرتب شد — رونق جلوۂ بہار چمن
جلوۂ فکرت کلیم نمود — شمع بزم سخنوران روشن
از سر انبساط گفت سلیم — گلشن دلپسند اہل سخن
۱۲۹۷ھ

منہ سلمہ ربہ

ہے یہ بے مثل تذکرہ ایسا — جسکا ثانی نہیں ہے یہ عجیب
فیض ہے حضرت کلیم کا یہ — اسکا طالب ہے دور ہو کہ قریب
کون ہے جسکو یہ پسند نہیں — دیکھو کیا کیا لکھے ہیں شعر عجیب
جلد کہدو سلیم تاریخ یون — اسکی تاریخ ہے عجیب غریب
۱۲۹۷ھ

قطعہ تاریخ از سخنور لاثانی موجد الفاظ و معانی منشی محمد صابر حسین سہسوانی

عجب دلاویز تذکرہ ہے کہ دل لبھاتا ہے اک جہان کا
تماؤ حُب کا عمل ہے اسمین کہ نقش تسخیر اسکو سمجھون

بلا ہے انداز دلبری مین یہ حسن و جلوہ کہان پری مین
زمانہ اسکی ادا پہ شیدا جہان شوخی پہ اسکی مفتون

کہین ہے یہ دلخراب عاشق کہین یہ معشوق دلربا ہے
کہین ہے لیلی کا اسمین جلوہ کہین دکھاتا ہے رنگ مجنون

لکھے وہ چن چن کے شعر اسمین کہ انتخابون کی جان ٹھیرا
نہ دیکھی آنکھون نے ایسی بندش سنا نہ کانون نے ایسا مضمون

ہر ایک صفحہ ہے صحن گلشن کھلے ہین کیا کیا گل مضامین
جو لفظ رنگین ہوئے گل تر تو ہین معانی بہار گلگون

بیان وصل و فراق سے یہ کہین ہے تریاق سم کہین یہ
کسیکے دلمین ہے اس سے شادی کیا ہے اسنے کسیکا دل خون

نہ کیون ہو یہ نور کا کرشمہ کلیم کی فکر کا ہے جلوہ
جو نام طور کلیم پایا یہ کچھ اسی کے لئے تھا موزون

سن مسیحی و سال ہجری صابر جو پوچھے کوئی تو کہدے
قیامت آشوب نظم ہے یہہ ۱۳۱۴ھ یہہ نثر ہی اک حصار افسون ۹۷ ۱۲ھ

قطعہ تاریخ طبع از معدن نکتہ دانی سید جلیل احمد سہسوانی

جلوہ ہے شعر شعر مین مضمون ہین جلوہ ریز	ہے تذکرہ کہ مظہر نور کریم ہے
تاریخ بھی چمکتی ہوئی کہدو اے جلیل	روشن عجیب نور سے طور کلیم ہے ۹۷ ۱۳۱۴ھ

قطعہ تاریخ طبع از مولوی عبید الباقی سہوانی

سیدی نور الحسن خان تذکرہ نادر نوشت — جلوۂ اشعار شد روشنگر نور کلیم
مصرعۂ تاریخ از باقی چنان شد دلفروز — ہست زیبا سے تجلی جلوۂ طور کلیم ۱۲۹۷ھ

تاریخ تالیف تذکرہ طور کلیم نتیجۂ خامۂ منشی فدا علی صاحب متخلص فارغ

عنوانہای تاریخی

ہے طور کلیم کوہ مضمون ۱۲۹۷ھ — چمکایا نور شعر کا طور کلیم نے ۱۲۹۷ھ

قطعہ

جلوہ گری معانی کی لفظوں میں کیا کہوں — فانوس میں ہے شمع کہ بادل میں مہر ہے
بجھ جائے کیوں نہ آتش جادو سامری — طور کلیم نور تجلی سحر ہے ۱۲۹۷ھ

ایضاً تاریخ طبع

عنوانہای تاریخی

طور کلیم گشت تجلی بلبس طبع ۱۲۹۸ھ — آیت طبع یافت طور کلیم ۱۲۹۸ھ

قطعہ

میر نور الحسن حلیم و سلیم — بر سر طور نثر و نظم کلیم
جوہر فرد معدن التقوی — در یم عز و جاہ دُرّ یتیم
شاعران زبان اردو را — کرد منت پذیر لطف عمیم

یعنی از بہر یادگاری شان — گرد نایاب تذکرہ ترقیم
جملہ اشعار انتخاب زدہ — دلکشا مثل بوستان نعیم
نثر صاف و روان او آمد — غیرت آب گوہر و تسنیم
کلک فارغ نوشت مصرع طبع — جلوہ پیرا گشتہ طور کلیم
۱۲۹۸ھ

قطعۂ تاریخ

تالیف طور کلیم از نتیجۂ طبع سلیم محمد ابراہیم المتخلص بہ خلیل زکہ ربا فارغ

گشت مفتوح ازین تذکرہ باب معنی — نور خورشید و قمر یافتہ تاب معنی
ساغر چشم برین گربی سیر اندازی — مست طافح شوی از کیف شراب معنی
روشن از شمع قلم کن سنہ تالیف خلیل — جلوہ طور کلیم ست شہاب معنی
۱۲۹۷ھ یعنی ستارہ روشن

ایضاً تاریخ طبع

بیشک کلیم تذکرہ طرفہ نگاشتہ — بیدہ چہ نیست برلب بینندہ واہ واہ
می تابد از حروف معانی دلفروز — چون در سواد چشم بتان مردم سیاہ
تاریخ طبع یافت بحیرت دل کلیم — طور کلیم کردہ تجلی چو نور ماہ
۱۲۹۹ھ

نثر خاتمہ بطرز تقریظ از احمد خان صوفی مہتمم مطبع مفید عام آگرہ

کلامیکہ طور زبان را انور و موسی صفتان را سر در سجدہ حمد رونق آئینہ دل است کہ کوہ طور با تش عشقش خاکستر۔ و آن خاکستر سرمہ دیدۂ اہل نظر گردیدہ دیدہ ورانی کہ بنورش راہ بردہ اند و قدم بر آتشش سپردہ چراغ ہستی برافروختند و نقد حیات ابدی اندوختند بجا اینکہ اللہ نور السموات والارض

خود میفرماید تا کور چشمان را نظر خدا بین باید تا بهر سو نظاره تجلیات او کنند و اینما کنتم فثم
وجه الله را تعویذ بازو **مثنوی** منه

ذاتش بصفات هست پیدا	چون نور که شد ز مه هویدا
اصل همه نور نور ذات است	چشم تو منور از صفات است
در ذات مپیچ و سر لاهوت	بگشا نظری بنور ناسوت

و سخنی که از طور دلم بکرسی ظهور رسید نعت حضرت خواجه کائنات علیه الصلوات و التحیات است که موسی عمران مروحه جنبان اوست و عیسی مریم یکی از دربانان او و کلیم طور نشین با سوال رب ارنی بر زبان بود و بجوابش لن ترانی می شنود و آن محمود رب ودود بر عرش برین رسید و از ما زاغ البصر و ما طغی سرمه در چشم خورشید تربیت و بلند مراتب دیده بگشا که طور کلیم کجا و عرش عظیم کجا ؎ ببین تفاوت ره از کجاست تا بکجا منه

موسی بطور رفت و این است اوج او	بر لامکان و عرش معلی ست جای تو

اما بعد از طور ید بهای خویش جدا **صوفی** بی ریا چون طنبور خالی پر صداست که عشاق را نغمه داودی ساز گارست و من بینوا را نگر اشعار سزاوار بقول حافظ شیراز ؎

در این زمانه رفیقی که خالی از خلل است	صراحی می ناب و سفینه غزل است

در بزم سخن سنجان برنگ قافیه تنگ می نشینم و دلم می گشاید و براه پخته کلامی خود را هم ردیف ایشان نمیدانم و آبلی پر برگ کاری می آید که خالی بین از گوهر سخن مبراست و معانی آبدار بهترین لعل و در تذکره طور کلیم که با شعار گوناگون برنگ گلهای بو قلمون هست و بسوانح با بود المقدسی ملکوی مضمون پیرایه اختتام در بر کشیده و از سنگ طبع چشمه آب بقا روان گردید تشنگان نوید تازه و تخم پر وران را مسترب با ندازه ارزانی باد که این کتابی است مایه سود بخش دانش و سر چشمه آب زندگانی گلدسته دست نگین خیالان و دستنبوی آشفته حالان هیکل گردن غم بادنشان روزگار و تعویذ بازوی شعرای شیرین گفتار هر ورق عینک دیده فراق دیده و هر نقطه اش سویدای دل غم کشیده **نظم** منه

نگارین کر طور کلیم است این | مداوای جان سقیمست این | ورقها چو اوراق گل در شمار
دل بلبل از دیدنش بیقرار | بهر صفحه خورشید و با اضطراب | بهر سطر نظاره در پیچ و تاب
زبس السطورش عیان کهکشان | منور از دیدهٔ مهوشان | سپید است کاغذ چو نور سحر
کشیده است مسطر تا از نظر | مضامین رنگین اگر بنگری | دو صد باغ زیر نظر بنگری

نازم بر فکر کلیم جادو بیان که از دست و زبان ید بیضا بر آورده بزم سخن و ران منور ساخت و سحر سامری را در پس پشت خود انداخت نگاه بیمارم بمعاینهٔ این طور کلیم عصای موسی در دست و دل هشیارم بصهبای مضامین دلنشین سرمست چراغ دیده بانوار طور کلیم روشن و صدف نظاره را در مقصود جیب و دامن اگر معانی بلند میجوئی بطور است و اگر کلام دلپسند میخواهی بر زبان کلیم قلمش فواره ایست پر از جوش معانی و دواتش آب حیاتی است بهر زندگانی کتاب طور کلیم که به تجلی مضامین عالی نور بخش قلب سلیم است و چاره گر جان سقیم اگر از اول تا آخر بینی دامن دامن گل مراد بچینی هر ورقش گلزاری است همیشه بهار و هر صفحه اش نو بهاری است بهر چمن انظار نظر بدیدنش سیراب و دلها بمعاینه اش سیماب جا بیکه کلام آتش زن خرمن صبر و شکیب است و دانجا سخن ناسخ هم گنجینه بخش دامن و جیب گاهی مردگان را از کلام میر زنده میسازد و گاهی آشفته سران را از سخن سودا بسودا می اندازد و سخنورانی که درین تذکره دوش بدوش اند هم گویا و هم خاموش اند درین زمانه بازار سخن گرم است و بر لب سخن سنجان آه سرد و قت است که اگر گوهر سخن کمتر از سنگریزه شمارند بجا است و سخن سنجان روشن گهر را سنگ ترازو پندارند روا نظم

مرا لآلی نظم است و شاه را گوهر | ولی ز گوهر من فرق هست تا گوهر | چو گوهر است قناعت مرا بقطره آب
به پیش خلق چنانم که در بها گوهر | نگشت گوهر یک دانه بهر دامن من | برنجیت از صدف دیده یار ما گوهر
گهر فروشم و کس مشتری نمی بینم | که گیر باز من و لخت بی بها گوهر | درین زمانه بهای که گوهر افشانم
که کس نماند که ریزد بفرق ما گوهر | همان بهاست که از درج نطق در عالم | بهای آل نبی ریزم از ثنا گوهر
محمد عربی کز لب بها یونش | بجیب خلق فرو ریخت بی بها گوهر | احمد ﷺ ثنا نه که آمدن از

شهر بهوپال صیت جوهر شناسی بلند است و قافیه سنجان اُردو و فارسی را طالع ارجمند که در طبع
کلام شان نیز رخطه صرف کرده مشهور میکنند و تذکره‌ها فارسی و اُردو را نیز دیک و دو دیوان اند
آراسته پرسی بهر مردگان در رودی و بهر زندگان سرودی هست نسیم جان بخش از طرف بهوپال
می آید و غنچهٔ مراد سخن سنجان میکشاید علم و فضل در ان خطهٔ پاک چون نافه در ختن و لعل در یمن
است و درین هم سخن نیست که در انجا قدردانی سخن است رئیسهٔ نامدار یگانهٔ روزگار نواب
شاهجهان بیگم صاحبه دلاور اعظم طبقهٔ اعلای ستارهٔ هند دام اقبالها و ملکها به تسخیر دلها مائل
و از خاکبوسی آستانش مدعا دل حاصل اهل جوهر را چون شمشیر دوست میدارد و اهل علم را چون
حرف دلنشین عزیز سخن از بارگاهش پیرایهٔ قبول در بر و لفظ و معنی از دست و قلمش مقبول تر اگر
بشیرینی گفتارش شیرین خوانی بجاست و اگر شیرین را نمک چشش خوان جود وش دانی سزاست عدلش
باز و گنجشک را یک آشیانه داده و نصفتش خار و گل را یکجا نهاده - ریاست به سیاستش چون گل
به بهاران و چمن به وقت باران است این همه تازگی که در چمن بهوپال می بینم آبیاری رئیسهٔ عالیجاه
است و از خیر سگالی نواب نامدار والاجاه امیر الملک نواب سید محمد صدیق حسن خان صاحب بهادر
دام اقباله که زبان و قلمش تفسیر اوامر و نواهی است و پناه ملک و دولت بدین پناهی دلش تقی
ملک و دولت اهل و خود از جاه و ثروت دنیا بر داشته دل بلباس خسروی چون ابراهیم ادهم
درویش پاک طینت در سجادهٔ نقش عبادت بسته گره کشای امن و امنیت بسینه اش علوم حق پرستی چون
جوهر آئینه آشکار و بناصیه اش آثار بزرگی صورت چین نمودار تعداد تالیفش از نجوم چرخ افزون قد
همه تصانیفش بحق مشحون ستایش او بکلک و زبان نمودن آفتاب را بگز پیمودن است ناچار
لب بدعا میکشایم و برین یک و دو بیت ختم سخن می نمایم

قطعه

صدقی آن به که بهر آن ممدوح	گوهر دگوی دولت از قیصر	بگشای لب دعا اکنون	کرد دعا ورد تست شام و سحر
تا گردون هلال خورشید است	تا کشد کهکشان به سر خنجر	تا بود بوی گل بدوش صبا	تا ز سبزه فرو چکد گوهر
تا گل و غنچه را بقای هست	تا بفریاد بلبل است اثر	ربع مسکون بزیر حکم تو باد	نام تو زیب سکه و منبر

تمت

الشعر کلام حسنہ حسن وقبیحہ قبیح

بعہد سعدلت مہد جناب نواب شاہجہان بیگم صاحبہ والیہ ریاست بھوپال تذکرہ بزم سخن مسمی

ابوالنصر سید علی حسن خان صاحب سلمہ اللہ القوی

بکوشش بلیغ وعرق ریزی تمام باہتمام عاصی محمد خان صوفی مدظلہ العالی

در مطبع نامی مفید عام آگرہ زیور طبع پوشید

فہرست تذکرۂ بزم سخن

صفحہ	تخلص شاعر و نام شاعر	صفحہ	تخلص شاعر و نام شاعر
۱-۳	دیباچہ	″	آشوب - میر امداد علی خان شاہجہان آبادی
	حرف الالف	۸	آشنا - میر امیر علی مرشد آبادی ..
۴	آباد - مہدی حسن لکھنوی ...	″	آشنا - میر زین العابدین دہلوی
″	آبرو - نجم الدین	″	آشنا - عبدالکریم خان ساکن کلکتہ
″	آتش - خواجہ حیدر علی لکھنوی	″	آغا - آغا مرزا دہلوی ......
″	آرزو - سراج الدین علیخان اکبرآبادی	″	آفتاب - ابو مظفر مجاہد الدین شاہ عالم بادشاہ ....
۵	آرزو - مرزا علاء الدین دہلوی		
″	آزاد - خواجہ ضیاء الدین دہلوی	″	آگاہ - میر حسن علی لکھنوی ...
″	آزاد - مرزا اعظم شاہ شہزادہ ..	″	آگاہ - محمد صلاح دہلوی ...
″	آزاد - میر فخر اللہ دکھنی	″	آگاہ - سید محمد رضا دہلوی ...
″	آزردہ - مفتی محمد صدر الدین خان دہلوی	۹	آگہ - پنڈت جوالا ناتھ ساکن کلکتہ
		″	آہی - میر عبدالرحمن دہلوی ...
			حرف الف مقصورہ
۶	آشفتہ - مرزا رضا قلی لکھنوی	۹	اثر - سید محمد ....
″	آشفتہ - عظیم الدین خان دہلوی	″	اثر - عبدالرزاق شاہجہان آبادی
″	آشفتہ - حکیم سید منور علی شاہجہان آبادی	۱۰	احسان - حافظ عبدالرحمن خان دہلوی
۷	آشفتہ - کدب سنگ دہلوی ...	″	احسن - مولوی محمد احسن صفی پوری
″	آشفتہ - امرناتھ دہلوی ...	″	احسن - مرزا احسن علی دہلوی ..
″	آشفتہ - حاجی عبداللہ ساکن سلہٹ	۱۱	احسن - مولوی محمد احسن کاکوروی

صفحہ	تخلص شاعر ونام شاعر	صفحہ	تخلص شاعر ونام شاعر
۱۱	احسن - احسن اللہ خان جہان آبادی		وزیر بہادر شاہ بادشاہ دہلی ...
〃	احفاد - سید احفاد علی سہسوانی -	〃	اصغر - سید اصغر علی ساکن نرسنگھ پور
〃	احقر - غلام نبی دہلوی	۱۵	اظہر - سردار مرزا لکھنوی .....
〃	احمد - مرزا احمد بیگ	〃	افسوس - میر شبر علی ساکن نارنول -
〃	اختر - واجد علی شاہ بادشاہ اودھ	〃	افسر - مرزا محمد دہلوی ......
〃	اختر - قاضی محمد صادق خان ساکن	〃	افضل - سید افضل حسین لکھنوی
	ہوگلی نواح کلکتہ	〃	افسون - آغا حیدر لکھنوی .....
۱۲	اختر - مرزا وجیہ الدین دہلوی	〃	افضل - سید افضل علیخان لکھنوی
〃	ارشد - مرزا عبد الغنی دہلوی -	۱۶	افضل - منشی حسن یار خان لکھنوی
〃	ارمان - شاہ علی	〃	افضل - افضل علی خان .....
۱۳	اسد - میر امانی دہلوی	〃	افغان - الف خان ....
〃	اسار - مرزا سپہر شکوہ شہزادہ ..	〃	اکبر نواب محمد اکبر خان دہلوی ....
〃	اسعد - مرزا اسعد بخت شہزادہ	〃	اکرم - حکیم اکرام اللہ خان دہلوی
〃	اسیر - مظفر علیخان ساکن امیٹھی	〃	الفت - ساکن مظفر نگر ....
〃	اسیر - میر کرم علی بریلوی ...	〃	الفتی - راجہ پیارے لال عظیم آبادی .
〃	اسیر - سید نہال نبی	۱۷	الم - محمد علی دہلوی ......
۱۴	اسیر - گلزار علی خلف نظیر اکبر آبادی	〃	امامی - خواجہ امامی دہلوی ....
〃	اشک - مولوی ہادیعلی لکھنوی	〃	امانت - سید آغا حسن لکھنوی ...
〃	اصالت - سید فضل علی لکھنوی	〃	امداد علی خان کولوی ساکن آگرہ .
〃	اصغر - نواب علی اصغر خان بہادر	〃	امیر - نواب علی محمد خان دہلوی ...

صفحہ	تخلص شاعر ونام شاعر	صفحہ	تخلص شاعر ونام شاعر
۱۸	امیر - منشی امیر احمد لکھنوی	″	بنو - طوایف شاہجہان آبادی .
″	انجام - عمدۃ الملک نواب امیر خان	″	بہادر - رتن بہادر سنگھ ساکن اکبر آباد
	دہلوی	″	بہار - منشی ٹیکچند جامع بہار عجم دہلوی
۱۹	انشار - میر انشار اللہ خان مرشد آبادی	″	بہار - مرزا علی لکھنوی ......
″	انیس - میر ببر علی دہلوی مقیم لکھنؤ	۲۴	بیان - خواجہ احسان اللہ دہلوی
″	انیس - امین الدولہ نوازش خان دہلوی	″	بیباک - میر نجف علی کولوی ...
	باے موحدہ	″	بیتاب - خداوردی خان ...
۲۰	باقی - مولوی سید عبد الباقی سہسوانی	″	بیتاب - عباس علیخان رامپوری .
″	بحر - لا اعلم	″	بیخواب - لا اعلم ....
″	بحر - شیخ امداد علی لکھنوی	″	بیخود - سید ہادی علی لکھنوی -
″	بدر - مرزا بلاقی بیگ شہزادہ دہلی	۲۵	بیدار - میر محمد علی دہلوی ....
۲۱	بدر - میر بدر الدین ساکن کرنال .	″	بیدل - حکیم غلام حسین دہلوی -
″	برق - مرزا محمد رضا خان بہادر	″	بیمار - شیخ علی بخش ساکن مراد آباد
″	برق - قاضی نجم الدین ساکن سکندر آباد		**تاے فوقانی**
″	برکت - برکت علیخان ساکن خیر آباد	۲۶	تابان - میر عبد الحی دہلوی ...
۲۲	بسمل - محمد عبد الحکیم دہلوی ...	″	تابش - محمد جعفر الہ آبادی ...
″	بسمل - سید جبار علی ساکن جبار گڈھ	″	تپش - یوسف علی دہلوی ....
″	بسمل - حافظ محمد حسین دہلوی .	۲۷	تپش - مرزا محمد اسمعیل دہلوی ...
″	بسمل - مرزا عنایت علی لکھنوی	″	تجلی - میر محمد حسین دہلوی ....
۲۳	بلند - صفدر علی بیگ دہلوی ..	″	تجلی - حکیم تجمل حسین خان دہلوی

صفحہ	تخلص شاعر و نام شاعر
۲۷	تجلی۔ لا اعلم لکھنوی۔۔۔۔
۲۸	تحیر۔ غلام مصطفےٰ دہلوی۔۔۔۔۔
〃	تحسین۔ محمد حسین خان دہلوی۔ مالک مطبع مصطفائی۔۔۔۔۔
〃	ترقی۔ آغا محمد تقی خان بہادر نیشاپوری فیض آبادی مسکن
〃	تسلی۔ ٹیکا رام لکھنوی۔۔۔۔
〃	تسلی۔ میر شجاعت علی دہلوی۔۔
〃	تسلیم۔ شیخ مہدی بخش سہارنپوری
۲۹	تسلیم۔ حاتم خان رامپوری۔۔
〃	تسلیم۔ شیخ امیر اللہ فیض آبادی۔
〃	تسلیم۔ منشی انوار حسین سہسوانی
〃	تسکین۔ میر حسین دہلوی۔۔۔۔
۳۰	تشنہ۔ محمد علی دہلوی۔۔۔۔۔
〃	تصور۔ سید حیدر حسن خان ساکن بنکوڑا۔۔۔۔۔۔۔۔۔
〃	تصور۔ نبی بخش دہلوی۔۔۔۔
〃	تصویر۔ بنّن دہلوی۔۔۔۔۔
۳۱	تعشق۔ مولوی سید محمد شاہجہان آبادی
〃	تمکین۔ مولوی غلام رسول ساکن میدنی پور

صفحہ	تخلص شاعر و نام شاعر
〃	تمکین۔ میر سعادت علی عظیم آبادی
〃	تمنا۔ لا اعلم باشندۂ کلکتہ۔۔۔۔۔۔
〃	تنویر۔ خدا بخش خان دہلوی۔۔۔
۳۲	تنہا۔ محمد عیسیٰ دہلوی۔۔۔۔۔۔۔
〃	توقیر۔ عبد القادر پنجابی۔۔۔۔۔
〃	تہور۔ مرزا غلام فخر الدین۔۔۔۔۔
〃	تیمور۔ مرزا سعادت سلطان دہلوی
	ثائے مثلثہ
〃	ثابت۔ شیخ ثابت علی ساکن نواح پورب
۳۳	ثاقب۔ مرزا مہدی۔۔۔۔۔۔۔
〃	ثاقب۔ نواب شہاب الدین احمد خان رئیس لوہارو۔۔۔۔۔۔
〃	ثبات۔ مہر علی ساکن بڑہانہ۔۔۔۔۔
〃	ثمر۔ احمد سعید دہلوی۔۔۔۔۔۔
	جیم تازی
۳۴	جانصاحب۔ میر یار علی لکھنوی۔۔۔
〃	جانی۔ بیگم جان اہلیہ نواب آصف الدولہ بہادر۔۔۔۔۔۔۔۔۔
〃	جرأت۔ شیخ قلندر بخش دہلوی۔۔۔۔
۳۶	جرار۔ میر محمد حسین لکھنوی۔۔۔۔۔

صفحہ	تخلص شاعر و نام شاعر
۳۶	جلال - میر ضامن علی لکھنوی
〃	جلیل - سید جلیل احمد سہسوانی
۳۷	جمیل - سید جمیل احمد سہسوانی
〃	جوش - نظام الدین پنجابی
〃	جوشش - شیخ محمد روشن باشندہ عظیم آباد
〃	جولان - شاہ الف نام درویش
۳۸	جوان - مرزا نعیم بیگ ساکن جہان آباد
〃	جہاندار - میرزا جہاندار شاہ بہادر ولیعہد شاہ عالم بادشاہ
	حائے مہملہ
〃	حاتم - شیخ ظہور الدین جہان آبادی
〃	حجام - عنایت اللہ سہارنپوری
۳۹	حزین - میر بہادر علی
〃	حسرت - حافظ عبدالرحمن پانی پتی
〃	حسرت - مرزا جعفر علی دہلوی
۴۰	حسرت - میر محمد حیات عظیم آبادی
〃	حسرت - میر محمد علی دہلوی
〃	حسن - سید غلام حسن دہلوی
۴۱	حسن - خواجہ حسن
〃	حسن - مولوی ابوالحسن کاندہلہ
〃	حسین - غلام حسین خان شاہجہانپوری
〃	حسین - سید غلام حسین دہلوی
〃	حشم - حکیم باقر علی لکھنوی
〃	حشمت - مرزا غلام فخر الدین شاہزادہ دہلی
〃	حشمت - میر محمد علی
〃	حقیر - منشی نبی بخش ساکن اکبرآباد
۴۲	حقیر - سید امام الدین دہلوی
〃	حقیقت - میر شاہ حسین بریلوی
〃	حکیم - محمد پناہ خان دہلوی
〃	حمزہ - شاہ حمزہ دہلوی
۴۳	حنا - عبدالکریم لکھنوی
〃	حیا - مرزا رحیم الدین دہلوی
〃	حیات - محمد حیات خان رامپوری
〃	حیدر - منشی حیدر علی ساکن ہوگلی
〃	حیدر - میر حیدر علی خان
〃	حیدر - منشی مصطفیٰ حیدر ساکن چاٹگام
	خائے معجمہ
۴۴	خادم - منشی محمدی خان

صفحہ	تخلص شاعر و نام شاعر
۴۴	خاص - محمد حیدر خان دہلوی
〃	خبر - سید مہدی بلگرامی ....
〃	خرد - نواب فخرالدین خان دہلوی
〃	خرد - پنڈت رام نراین دہلوی
〃	خضر - مرزا خضر سلطان ابن بہادر شاہ
۴۵	خطیر - سید امداد علی فرخ آبادی
〃	خلیق - میر مستحسن لکھنوی ....
〃	خلق - میر احسن دہلوی ....
〃	خلیل - میر دوست علی ساکن قصبہ بٹولی ....
〃	خلیل - محمد ابراہیم علیخان بہادر وزیر محمد علی شاہ ....
۴۶	خموش - مرزا خدا یار دہلوی
〃	خیال - غلام حسین خان ...
	دال مہملہ
〃	داغ - میر مہدی دہلوی ....
〃	داغ - نواب مرزا خان دہلوی
۴۸	دبیر - مرزا سلامت علی لکھنوی
〃	درد - خواجہ میر دہلوی .....
۴۹	درخشان - سید علیجان لکھنوی

صفحہ	تخلص شاعر و نام شاعر
〃	دردمند - کریم اللہ خان ......
〃	درویش - میر شاہ علی دہلوی ....
۵۰	دریغ - سید زین العابدین دہلوی
〃	دل - زور آور خان متوطن کول
〃	دل - آزاد خان ....
〃	دستگیر - میر حمایت اللہ خان دہلوی
〃	دولہ - نواب جہانگیر محمد خان رئیس بھوپال ....
	حرف ذال
۵۱	ذاکر - مولوی ذاکر علی ساکن بنارس
〃	ذکا - خوب چند کایستھ دہلوی ...
〃	ذوق - شیخ محمد ابراہیم دہلوی ....
۵۲	ذہین - حافظ محمد اسمٰعیل خان دہلوی
	حرف رائے مہملہ
۵۳	راحت - مرزا محمود بیگ دہلوی ...
〃	راحت - شیخ کریم الدین ساکن اعظم پور
〃	راسخ - سعادت علی خان دہلوی ...
〃	راغب - احمد حسین دہلوی ....
〃	رافت - شاہ رؤف احمد سرہندی
〃	راقم - بندرابن ساکن متھرا ......

صفحہ	تخلص شاعر و نام شاعر
۵۳	رمز - مرزا فتح الملک ولیعہد ابوظفر بہادر شاہ دہلی ....
۵۴	رند - سید محمد خان فیض آبادی
〃	رنگین - سعادت یار خان ..
۵۵	روشن - روشن شاہ درویش دہلوی ....
〃	ریا - غلام محمد خان اکبرآبادی.
	حرف زائے معجمہ
〃	زار - میر مظہر علی لکھنوی ....
〃	زکی - شیخ مہدی علی مرادآبادی
۵۶	زیب - مرزا جمال الدین دہلوی
	حرف السین
〃	سالک - مرزا قربان علی بیگ حیدرآبادی ....
۵۷	سائل - مرزا محمد یار بیگ اوزبک دہلوی ....
〃	سپہر - شتاب خان دہلوی.
〃	سجاد - میر سجاد ساکن اکبرآباد
〃	سحر - میر ناصر علی ساکن کول ..
〃	سحر - منشی دیبی پرشاد ساکن بانگرمئو

صفحہ	تخلص شاعر و نام شاعر
۵۸	سحر - مرزا افضل علی لکھنوی ....
〃	سحر - منشی عبدالمجید ساکن کاکوری
〃	سحر - منشی امان علی لکھنوی .....
〃	سحر - راجہ نواب علی خان خیرآبادی
〃	سرسبز - مرزا زین العابدین خان ...
۵۹	سرور - نواب میر محمد خان جہان آبادی
〃	سرور - مرزا رجب علی بیگ لکھنوی ...
〃	شورگر - مرزا عزیزالدین دہلوی ...
〃	سعادت - سید سعادت علی ساکن امروہہ
〃	سعید - مرزا آغا نجف لکھنوی .....
〃	سعید - حکیم سید اکبر حسین لکھنوی ...
۶۰	سلطان - خواجہ طالب علیخان عظیم آبادی
〃	سلیمان - مرزا سلیمان شکوہ شاہزادہ
۶۱	سلیم - میر عباس ساکن لکھنو .....
〃	سلیم - علی حسن خان مولف بزم سخن ابن نواب والاجاہ امیرالملک سید محمد صدیق حسن خان بہادر ....
۶۲	سلام - نجم الدین علیخان اکبرآبادی ...
〃	سودا - میر محمد رفیع ابن محمد شفیع دہلوی
۶۴	سوز - مولوی عبدالکریم خلف امام بخش صہبائی ....
〃	سوز - محمد میر فرزند ضیاءالدین دہلوی

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
٦٥	سیاح - سید نادرخان ساکن اورنگ آباد
	حرف الشین
〃	شاد - شخصے از باشندگان عظیم آباد
〃	شاد - شیخ محمد جان لکھنوی . . .
〃	شاد - فضل علی . . . .
٦٦	شادان - مرزا حسین علیخان دہلوی
〃	شادان - رحمن بخش ساکن فریدپور
〃	شاعر - میر بسم اللہ لکھنوی . . . .
〃	شاکر - شاہ شاکر علی دہلوی . . . .
〃	شاکر - منشی عبد السبحان ساکن کلکتہ
〃	شاکی - مرزا افتخار شاہ . . . . . .
〃	شرر - حافظ میر حافظ دہلوی . . .
٦٧	شرر - مرزا غیاث الدین . . . .
〃	شفق - مرزا علی جان لکھنوی . .
〃	شمیم - سید قدرت علی سہسوانی
〃	شمس - میر آغا علی لکھنوی . . . .
٦٨	شناور - صاحب مرزا فیض آبادی
〃	شوق - شیخ الٰہی بخش اکبر آبادی
〃	شوق - مولوی قدرت اللہ ساکن سنبھل مرادآباد
٦٩	شوکت - میر حسین علی دہلوی . . . .

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
٦٩	شہرت - مرزا حاجی شاہزادہ . . .
〃	شہیدی - منشی کرامت علیخان لکھنوی
٧٠	شیریں - نواب شاہجہان بیگم صاحبہ رئیسہ بھوپال
٧١	شیفتہ - اعظم بیگخان لکھنوی . .
〃	شیفتہ - نواب محمد مصطفٰے خان . . .
٧٣	شیخ محمد جان لکھنوی . . . .
	حرف الصاد
〃	صابر - مرزا قادر بخش دہلوی . . . .
〃	صاحب - شیرزمان خان دہلوی
٧٤	صادق - صادق علیخان . . . .
〃	صالح - مرزا مصلح الدین نبیرہ ابوظفر بہادرشاہ
〃	صبا - منشی محمد صابر حسین سہسوانی
〃	صبا - میر وزیر علی لکھنوی . . .
٧٥	صبا - کانجی مل فیروزآبادی . .
〃	صبا - مرزا راجہ شنکرناتھ . . . . .
〃	صبر - امجد سیاہ پڑیا دکایستھ شاہجہان آبادی
〃	صدق - شیخ محمد اشارت علی ساکن میرٹھ
٧٦	صریر - محمد میر خان . . . . . .
〃	صفدر - نواب صفدر علیخان عم نواب کلب علیخان بہادر والی رامپور . . . . .

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
۷۸	صفا - مرزا سعید الدین دہلوی ..
"	صفا - پیرن شاہ دہلوی .....
"	صفدر - صفدر بیگ ساکن کرنال
"	صفیر - محمد نور خان ساکن میرٹھ ..
"	صولت - قاسم علیخان ساکن بنارس
	حرف الضاد
۷۹	ضابط - مہر علی شاہجہان آبادی ..
"	ضامن - حکیم محمد ضامن اکبر آبادی
"	ضیا - میر ضیاء الدین دہلوی ..
"	ضیا - ولی اللہ اکبر آبادی ...
"	ضیغم - حافظ اکرام احمد رامپوری ..
	حرف الطاء
۸۰	طالب - حافظ طالب رامپوری ..
"	طالب - الاچی رام ساکن جلال آباد
"	طبیب - حکیم محمد حسن خان فرخ آبادی
"	طپان - مرزا احمد بیگ خان دہلوی
"	طپش - مرزا احمد اسمعیل دہلوی ..
۸۱	طرب - مولوی رحیم بخش تھانیسری ..
"	طرز - احمد حسین دہلوی .....
"	طور - محمد رضا لکھنوی ......

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
	حرف الظاء
۸۱	ظالم - ظالم سنگھ دہلوی ....
۸۲	ظاہر - رام پرشاد دہلوی ....
"	ظاہر - خواجہ محمد خان دہلوی
"	ظریف - میر امان اللہ لکھنوی ..
"	ظفر - ابوظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ شاہ دہلی
۸۳	ظہور - مولوی ظہور علی دہلوی ..
"	ظہیر - سید ظہیر الدین حسین دہلوی
"	ظہیر - سید محمد خان دہلوی ....
	حرف العین
۸۳	عارف - محمد عارف دہلوی ...
"	عارف - نواب زین العابدین خان دہلوی
۸۴	عابد - میر عابد علی لکھنوی .....
"	عاجز - مرزا عبد اللہ بیگ شاہجہان آبادی
"	عاشق - اقبال حسین دہلوی ....
"	عاشقی - آغا حسین قلی خان لکھنوی
"	عاصی - منشی امداد حسین ....
۸۵	عاصی - لالہ گھنشام رائے دہلوی
"	عالی - مرزا عالی بخت بہادر شاہزادہ دہلی
"	عزلت - سید عبد الولی سورتی

صفحه	نام شاعر و تخلص شاعر
۸۵	عزیز۔ بہکاری لال دہلوی...
"	عزیز۔ نواب عبدالعزیز خان دہلوی
"	عزیز۔ راجہ یوسف علیخان دہلوی
۸۶	عزیز۔ مولوی محمد عبدالعزیز دہلوی
"	عزیز۔ محمد عبدالعزیز خیرآبادی۔۔
"	عسکری۔ عسکری احمد سہسوانی۔۔
"	عسکری۔ محمد حسن ساکن کالپی...
"	عشق۔ شاہ رکن الدین دہلوی۔
"	عشق۔ حکیم عزت اللہ خان دہلوی
۸۷	عزت۔ میر غلام علی بریلوی .....
"	عشرت۔ مرزا کلن بن مرزا جہید شکوہ
"	عظمت۔ میر عظمت اللہ بریلوی...
"	عیش۔ حکیم آغاجان دہلوی...
	حرف الغین
"	غالب۔ نجم الدولہ بہادر بیگ خان دہلوی
۸۸	غالب۔ مرزا اسد اللہ خان اکبرآبادی دہلوی
۸۹	غافل۔ منور خان لکھنوی.....
"	غضنفر۔ غضنفر علیخان لکھنوی...
"	غمگین۔ میر عبداللہ دہلوی ....
۹۰	غمگین۔ مولوی عبدالقادر خان رامپوری

صفحه	نام شاعر و تخلص شاعر
"	غمخوار۔ مرزا احمد علی بیگ لکھنوی۔
	حرف الفاء
۹۰	فاخر۔ منشی محمد فاخر حسین سہسوانی
"	فاخر۔ مرزا جھنگا دہلوی....
۹۱	فارغ۔ میر علی حسین لکھنوی...
"	فارغ۔ میر احمد علیخان .....
"	فدا۔ منشی فدا حسین خان لکھنوی
"	فدا۔ امام الدین خان فریدآبادی
"	فدا۔ منشی فدا حسین وکیل....
۹۲	فراق۔ اکرام الدولہ مرزا حسین علیخان لکھنوی
"	فراق۔ حکیم ثناء اللہ خان دہلوی۔
"	فرحت۔ شیخ فرحت اللہ فرخ آبادی..
"	فروغ۔ محمد عمر سلطان دہلوی...
"	فسون۔ مرزا نجھلے نبیرۂ ابوظفر بادشاہ دہلی
۹۳	فغان۔ اشرف علیخان کوکلتاش دہلوی
"	فقیر۔ میر شمس الدین دہلوی....
"	فکری۔ مرزا ممن دہلوی شہزادہ دہلی
"	فگار۔ میر حسین دہلوی.....
۹۴	فیض۔ مولوی فیض الحسن سہارنپوری
	حرف القاف

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
۹۴	قایم - قیام الدین ساکن چاند پور ضلع بجنور
۹۵	قابل - مرزا علی بخش از خاندان تیموریہ
"	قادر - مرزا قادر شکوہ شاہزادہ دہلی
"	قادر - سید قادر بخش فرخ آبادی ..
"	قاری - علی احمد دہلوی ......
"	قاسم - سید قاسم علیخان لکھنوی
"	قاسم - حکیم قدرت اللہ خان دہلوی .
۹۶	قاصر - مرزا ببر علی بیگ دہلوی ..
"	قدرت - مولوی قدرت اللہ رامپوری
"	قدرت - شاہ قدرت اللہ دہلوی
"	قرار - میر حسین تلمیذ میر نصیر رنج ..
"	قلق - خواجہ اسد اللہ دہلوی ...
۹۷	قلق - امجد علی لکھنوی .....
"	قمر - مرزا قمر الدین لکھنوی ......
"	قناعت - مرزا غلام نصیر الدین ..
"	قیس - مرزا احمد علی لکھنوی .....
۹۸	قیس - محمد عنایت اللہ ساکن بھیکم پور
	حرف الکاف
"	کاظم - کاظم علی سندر اول ضلع بجنور ..
"	کامل - مرزا ناصر الدین دہلوی ..

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
"	کرم - شیخ غلام ضامن دہلوی ..
"	کلیم - ابوالخیر سید نور الحسن خان بن امیر الملک والاجاہ نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر
۹۹	کلیم - میر محمد حسین دہلوی ....
"	کوثر - مرزا مہدی علیخان لکھنوی ..
"	کوثر - حکیم عابد علی خیر آبادی ....
۱۰۰	کیف - شیخ فضل احمد لکھنوی ....
	کاف پارسی
"	گرم - مرزا حیدر علی بیگ ....
"	گمان - نظر علی خان دہلوی ...
"	گویا - حسام الدولہ فقیر محمد خان بہادر لکھنوی
۱۰۱	گوہر - کنز الدولہ خورشید علیخان لکھنوی
	حرف اللام
"	لطیف - سید شمس الدین سورتی لکھنوی
"	لطیف - منشی عبد الحق ساکن کمرلہ
"	لطف - مرزا علی دہلوی .....
	حرف المیم
"	ماہ - مرزا عنایت علی بیگ فرخ آبادی
۱۰۲	ماہر - مرزا جمعیت شاہ شہزادہ دہلی
"	مائل - میر عالم علی سہسوانی ...

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر	صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
۱۰۲	مبتلا - مرزا نعلیخان ساکن بنارس	۱۰۷	منیر - سید اسمٰعیل حسین شکوہ آبادی
"	مبین - حافظ غلام دستگیر....	"	مومن - حکیم مومن خان دہلوی.
"	مجذوب - مرزا غلام حیدر بیگ دہلوی	۱۰۹	میر - میر محمد تقی اکبر آبادی باشندہ لکھنؤ
۱۰۳	مجروح - میر مہدی حسین دہلوی		حرف النون
"	مجنون - درویش برہنہ نام...	۱۱۰	نادر - سید نجم الدین حسین مقیم ٹالی گنج
"	محب شیخ ولی اللہ دہلوی....	"	ناسخ - شیخ امام بخش لکھنوی....
"	محبت - نواب محبت علیخان لکھنوی	۱۱۱	ناظم - نواب یوسف علیخان مرحوم بہادر والی رامپور
"	محبوب - محبوب خان دہلوی...	۱۱۲	نامی - مبارز الدولہ نواب مرزا حسام الدین
۱۰۴	محزون - مولوی ظہور النبی ساکن نواح کلکتہ		حیدر خان دہلوی مقیم لکھنؤ....
"	محنت - مرزا حسین علی بیگ دہلوی	"	نثار - محمد امان دہلوی.....
"	محترم - خواجہ محترم علیخان عظیم آبادی	"	نسیم - اصغر علیخان دہلوی مقیم لکھنؤ
"	محو - نواب غلام حسن خان....	۱۱۳	نسیم - محمد یعقوب......
"	مخبر - منشی احسان اللہ دہلوی	"	نصیر - شاہ نصیر الدین دہلوی..
"	مصحفی - غلام ہمدانی باشندہ امروہہ مقیم لکھنؤ	"	نطق - منشی مقصود احمد کاکوروی
۱۰۵	مضطر - داروغہ قیوم بخش بسوانی..	۱۱۴	نواب - ظہور اللہ خان بدایونی....
"	مضطر - اسد اللہ پلکنہ ضلع علیگڈہ	"	نواب - نواب والا جاہ امیر الملک سید محمد
۱۰۶	معروف - نواب الٰہی بخش خان دہلوی		صدیق حسن خان صاحب بہادر
"	مقبول - منشی مقبول احمد مراد آبادی	۱۱۶	نواب - نواب کلب علیخان بہادر والی رامپور
"	مقصود - مرزا مقصود بیگ لکھنوی		حرف الواو
"	ممنون - فخر الشعرا میر نظام الدین سونی پتی	۱۱۸	واحد - شیخ عبد الواحد شاہجہان آبادی

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر	صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
١١٩	واقف۔ واقف شاہ درویش ساکن نانپور	١٢٦	قطعہ تاریخ از منشی یاور علی صاحب بریلوی
״	وحشت۔ میر غلام علیخان دہلوی ..	״	تقریظ طور کلیم و بزم سخن از مولوی احسن اللہ خان متخلص بہ ثاقب ......
״	وزیر۔ خواجہ وزیر لکھنوی		
	حرف الہاء	١٢٩	قصیدہ عربی در تہنیت ازدواج از تصنیف شیخ محمد صاحب بن شیخ حسین عرب ..
١١٩	ہدایت۔ ہدایت اللہ خان دہلوی ..		
״	ہوس۔ نواب مرزا محمد تقی خان فیض آبادی	١٣١	سہرہ از تصنیف خان محمد خان متخلص بہ شہیر
	حرف الیاء	١٣٢	قصیدہ فارسی از تصنیف حکیم اعظم حسین سندیلوی
״	یاد علی نام خاموش تخلص سہسوانی ...	١٣٤	قطعہ تہنیت از منشی کنج منوہر لال
״	یاس۔ حافظ حفیظ الدین دہلوی .	١٣٦	قطعہ تاریخ فارسی از منشی صابر حسین صاحب صبا
״	یاس۔ حکیم خیر الدین دہلوی ...	״	ولہ قطعہ تاریخ ایضاً اردو ..
١٢٠	یقین۔ انعام اللہ خان دہلوی ..	״	منہ غزل اردو مع تاریخ شادی ....
״	ہزہر جنرل فریدون قدر میرزا محمد [illegible] علی بہادر	١٣٧	سہرہ از تصنیف سید جمیل احمد سہسوانی
١٢٢	تقریظ از طرف منشی جمیل احمد سہسوانی ..	١٣٩	منہ قطعہ تاریخ جشن شادی ....
١٢٤	قطعہ تاریخ ایضاً	١٤٠	سہرہ از تصنیف منشی عبد العزیز بہوپالی
״	قطعہ تاریخ حافظ خان محمد خان صاحب متخلص بہ شہیر	١٤١	فقرہ تاریخ محمد عباس متخلص بہ رفعت
١٢٥	ایضاً منشی سوہن لال صاحب	״	قطعہ تاریخ از منشی فدا حسین فارغ مرادآبادی
״	ایضاً ایضاً از منشی خلیل احمد سہسوانی ..	١٤٢	منہ قطعہ تاریخ فارسی ......
״	ایضاً ایضاً مع الدعا میر عبد الحی خان متخلص بہ تمنا	١٤٣	قطعہ تاریخ از سید مجتبی حسین صاحب سہارنپوری
״	قطعہ تاریخ از منشی صابر حسین صاحب صبا	١٤٤	بزم مشاعرہ ....
١٢٦	قطعہ تاریخ منشی عبد العزیز متخلص بہ عزیز	١٥٠	خاتمۃ الطبع بطرز تقریظ از احمد خان صوفی مہتمم مطبع مفید عام آگرہ

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

[illegible]